اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ

پھینکنے والی

بڑھیا کی حقیقت

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

مکتبہ طلع البدر علینا

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا اکرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی
مھتمم جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبری للبنات
کوٹ مظفر میلسی وہاڑی

مکتبہ طلع البدر علینا
جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مولف : مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

03044161912

تعداد : ۲۲۰۰

کمپوزنگ: قادری کمپوزنگ سینٹر

ناشر: مکتبہ طلع البدر علینا

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۰ ابمطابق اپریل ۲۰۱۹ء)

ھدیہ

پروف ریڈنگ: الاستاذ محمد ذیشان رضوی

الانتساب

فاتح بدرعم رسول سید الشہداء اسد اللہ واسد الرسول

حامل لوائے ابیض، اسلام کے پہلے کمانڈر

اسلام لانے سے بھی پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے

ابوجہل کا سر کھولنے والے

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

حسب الارشاد

سراپا خلوص ہمدرد اہل سنت عاشق رسول

جناب الحاج محمد عارف قادری رضوی صاحب

حفظہ اللہ تعالی

گر قبول افتد زہے عزوشرف

ضیاء احمد قادری رضوی عفا اللہ عنہ

فہرست

الانتساب	۳
اظہار تشکر	۱۸

پہلا باب

پہلی فصل

جھوٹی روایت بیان کرنے کی سزا	۲۱
احادیث صحیحہ کی روشنی میں	۲۱
اپنا ٹھکانا جہنم بنالے	۲۲
دوزخ میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے	۲۲
حدیث وہی بیان کرو جو۔۔۔۔	۲۲
تین بڑے بہتان	۲۳
جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی سزا	۲۴
احادیث گھڑنے والے دجال ظاہر ہوں گے	۲۶

دوسری فصل

موضوع روایت بیان کرنے کا حکم

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۲۸
امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۸

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۲۹
امام یحییٰ بن معین کا کلام	۲۹
حضرت ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۳۰
جس کو کسی روایت کے حدیث ہونے میں شک ہو؟	۳۰
امام ابو حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۱

تیسری فصل

چند موضوع روایات

پہلی روایت	۳۴
اس روایت کا حکم	۳۴
دوسری روایت	۳۴
اس روایت کا حکم	۳۴
تیسری روایت	۳۵
اس زوایت کا حکم	۳۵
امام ابراہم الناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول	۳۶
امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول	۳۶
چوتھی روایت	۳۶
پانچویں روایت	۳۷
اس روایت کا حکم	۳۷
چھٹی روایت	۳۷

اس راویت کا حکم	۳۸
علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں	۳۸
ساتویں حدیث	۳۸
اس روایت کا حکم	۳۸
آٹھویں روایت	۳۹
اس روایت کا حکم	۳۹
نویں روایت	۳۹
اس روایت کا حکم	۴۰
دسویں روایت	۴۰
اس روایت کا حکم	۴۰
گیارہویں روایت	۴۱
امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۱
امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں	۴۲
شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں	۴۳
حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۳
حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۴۴
فتاویٰ بریلی شریف میں ہے	۴۴

چوتھی فصل

احتیاط فی الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جلال	۴۶
حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث میں احتیاط	۴۷
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی احتیاط	۴۸
دوسری روایت	۴۸
تیسری روایت	۴۹
مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث	۵۰
حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی احتیاط	۵۱
حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جلال	۵۲
دوسری روایت	۵۳
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کانپنے لگتے تھے	۵۴
آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے	۵۴
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث	۵۵
حضرت زبیر تو حدیث شریف بیان ہی نہیں کرتے تھے	۵۷
حدیث شریف احتیاط سے بیان کریں	۵۸
حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا معمول	۵۹

پانچویں فصل

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے اکابرین امت کی کیفیت

جب یہ کیفیت ہو جائے تو؟	۶۱
امام مالک اور امام محمد بن المنکدر کی کیفیت	۶۲

امام مالک نے اپنے استاد سے حدیث کیوں لی؟	۶۲
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کیفیت	۶۳
حدیث شریف بیان کرتے ہوئے خون خشک ہوجاتا تھا	۶۴

چھٹی فصل

واعظین وخطباء احادیث صحیحہ کی روشنی میں

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۶۶
قصہ گوکی وجہ سے مسجد سے باہر آجاتے تھے	۶۶
ایک واعظ کو ام المومنین رضی اللہ عنہا کی نصیحت	۶۷
ابن عمر رضی اللہ عنہما قصہ گو سے دور رہتے تھے	۶۷
مولا علی رضی اللہ عنہ اور ایک خطیب	۶۸
دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں	۶۸
ابواعرفونی	۶۸
اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا	۶۹
واعظین کا امتحان ہوتا تھا	۷۰
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جلال	۷۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ کا کمال	۷۱
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جلال	۷۲
علماء چلے جائیں گے اور گمراہ رہ جائیں گے	۷۲
بدعمل خطباء کا برا حال	۷۳

اپنی واہ واہ کروانے والے خطباء کے لئے وعید	۷۴
علماء کم اور خطیب زیادہ ہو جائیں گے	۷۵
میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گی	۷۵

دوسرا باب

پہلی فصل

کیا یہ روایت عقلاً درست ہو سکتی ہے؟

مومن اپنے آپ کو ذلت پر پیش نہ کرے	۷۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ	۷۹
مکھی رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا ادب کرتی	۸۰
حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف	۸۱
جبریل امین سدرہ سے اتر کر مدینہ آتے ہیں	۸۱
حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف	۸۲
رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ؟	۸۳
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان	۸۴
تکلیف آنے پر جبریل امین علیہ السلام تسلی دینے آئے	۸۴
رسول اللہ ﷺ کی کیسے خدمت کرتے تھے؟	۸۵

دوسری فصل

اس روایت کے متعلق کچھ گزارشات

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	۹۲

رسول اللہ ﷺ جلال میں آگئے	۹۳
ایک انتہائی افسوس ناک بات	۹۴
ایک اہم تجویز	۹۵
ایک پروفیسر کے سوال کا جواب	۹۶

تیسری فصل

چند سوالات کے جوابات

چوتھی فصل

اس روایت کے متعلق چند سوالات

ایک ضروری وضاحت	۹۷
مکہ مکرمہ	۱۰۳
طائف	۱۰۴
مدینہ منورہ	۱۰۴
خوش اعتقادی یا جہالت؟	۱۰۵

تیسرا باب

پہلی فصل

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیسے کی گئی؟

ابوجہل کے سامنے آگ کی خندق حائل ہوگئی	۱۰۹
عذاب والے فرشتے آگئے	۱۱۱

اگر یہ قریب آیا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے	۱۱۱
ابو جہل مرعوب ہو گیا	۱۱۲
کفار مکہ سے حفاظت	۱۱۵
ابو جہل ذلیل ہو گیا	۱۱۶
ابو جہل خوفزدہ ہو گیا	۱۱۹
ابو جہل کا منہ ٹیڑھا ہو گیا	۱۱۹
یا اللہ! اس پر کوئی کتا مسلط فرما	۱۲۰
عقبہ بن ابی معیط کی ذلت	۱۲۱
حکم ابن ابی العاص کا منہ ٹیڑھا ہو گیا	۱۲۳
مکہ مکرمہ میں گستاخوں کا عبرت ناک انجام	۱۲۴
رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ابولہب کی عبرتناک موت	۱۲۸
مکہ مکرمہ کے گستاخوں کی ذلت آمیز موت	۱۲۹
سارے کافر اندھے ہو گئے	۱۳۰
فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت	۱۳۱

دوسری فصل

جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیسے کرتے تھے؟

حفاظت کرتے ہوئے سات صحابہ شہید ہو گئے	۱۳۳
حضرت ام عمارہ کا رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں لڑنا	۱۳۴
محافظ رسول ﷺ کا اعزاز	۱۳۵

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا	۱۳۶
گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے	۱۳۷
قدموں میں ترے سر ہو اور میری روح چلی ہو	۱۳۹
یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان	۱۴۰
دنیا سے جاتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کی فکر	۱۴۲
رسول اللہ ﷺ کا میزبان پہرہ داری کرتے ہوئے	۱۴۳
غزوہ خندق میں ساری ساری رات جاگ کر پہرہ دیتے تھے	۱۴۴

تیسری فصل

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

میری پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دو	۱۴۸
فرشتے پہرہ دیتے تھے	۱۴۸
ملائکہ کرام پیچھے پیچھے چلتے تھے	۱۴۹
ملائکہ کرام کے پیچھے چلنے کی وجہ؟	۱۴۹
ابن ادرع رضی اللہ عنہ پہرہ دینے والے تھے	۱۵۰
پہرہ دار پریشان ہو گئے	۱۵۱
سفر میں کیسے حفاظت کرتے تھے؟	۱۵۲
کاش کوئی پہرہ دیتا	۱۵۳

چوتھا باب

جنہوں نے ظلم کیا تھا ان سے بدلہ لینے کے بیان میں

پہلی فصل

اہل طائف کا محاصرہ

اہل طائف کا ظلم اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت	۱۵۸
جو ایک تیر مارے گا۔۔۔	۱۶۰
اہل طائف کے غلاموں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کردیا	۱۶۱
چالیس دن طائف کا محاصرہ فرمایا	۱۶۲
اہل طائف پر سب سے پہلا تیر چلانے والے	۱۶۴

دوسری فصل

میثاق مدینہ

غزوہ بنو قینقاع

یہودی کمینگی کی حد پار کر گئے	۱۶۸

غزوہ خیبر

خیبر پر لشکر کشی	۱۷۲

غزوہ بنو قریظہ

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری	۱۷۵

بنو قریظہ پر لشکر کشی

بنو قریظہ کی روانگی کا منظر	۱۷۷
یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کا بھائی کیوں قرار دیا؟	۱۸۰

بنوقریظہ کا خاتمہ	۱۸۲
چھے سو یہودی ایک ہی دن میں قتل کیے گئے	۱۸۲

تیسری فصل

ریاست مدینہ منورہ میں یہودیوں کی گستاخی پر ان کو جواب

ریاست مدینہ میں یہودیوں کے عالم کو دھکے مارے گئے	۱۸۵
مٹی اچھالنے والے اندھے یہودی کا سر کھول دیا	۱۸۶
بنوقریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی جو گستاخ تھی	۱۸۷
قتل ابی رافع عبد بن ابی الحقیق الیہودی	۱۸۸
گستاخ یہودیہ کا قتل	۱۹۲
کعب بن اشرف یہودی کا قتل	۱۹۲
ابوعفک یہودی کا قتل	۱۹۶

چوتھی فصل

فتح مکہ کے دن کفار اور گستاخوں کے قتل کی اجازت کے بیان میں

مکہ مکرمہ میں قتال کی اجازت	۱۹۹
مکہ مکرمہ میں جن کا خون مباح قرار دیا	۲۰۰
ابن خطل کی دو لونڈیاں	۲۰۲
حضرت سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ سے بدلہ لینا	۲۰۳

فتاوی جات

مفتیان کرام ومحدثین عظام

فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مولانا مفتی شریف الحق امجدی	۲۰۵
مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی	۲۰۵
حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم قادری حفظہ اللہ تعالی	۲۰۷
شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب	۲۱۱
حضرت العلام مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی حفظہ اللہ تعالی	۲۲۰
حضرت العلام شیخ الحدیث قبلہ پیر غلام رسول القاسمی حفظہ اللہ	۲۲۳
حضرت قبلہ مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ تعالی	۲۲۴
محدث کبیر محقق العصر قبلہ مولانا مفتی عباس قادری رضوی	۲۲۵
شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی صاحب حفظہ اللہ تعالی	۲۲۶
شیخ الحدیث مفتی محمد احسن نوید نیازی صاحب حفظہ اللہ تعالی	۲۲۶
محقق اہل سنت استاد العلماء مولانا مفتی حفیظ اللہ مہروی حفظہ اللہ	۲۳۰
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذوالفقار علی خان نعیمی ککرالوی انڈیا	۲۳۱
حضرت قبلہ مفتی ظہور احمد جلالی حفظہ اللہ تعالی	۲۳۵
شیخ الحدیث مفتی غلام مصطفیٰ رضوی حفظہ اللہ	۲۳۶
شیخ الحدیث مفتی محمد الطاف سعیدی صاحب حفظہ اللہ	۲۳۶
حضرت علامہ مفتی فضل احمد چشتی صاحب	۲۳۷
الشیخ مفتی محمد علی الازہری حفظہ اللہ تعالی	۲۳۹
فضیلۃ الشیخ علامہ مولانا سید احمد علی شاہ السیفی حفظہ اللہ تعالی	۲۴۷
مفتی محمد عرفان الحق نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالی	۲۴۸
دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور کا فتوی	۲۵۰

جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ کا فتوی	۲۵۱
مولانا مفتی محمد عارف محمود قادری رضوی حفظہ اللہ	۲۵۲
مفتی ابوالخیر محمد یامین قریشی ہاشمی حفظہ اللہ تعالی	۲۵۳
مولانا مفتی محمد عارف باروی حفظہ اللہ تعالی	۲۵۴
حضرت مفتی امیر احمد صاحب نقشبندی حفظہ اللہ تعالی	۲۵۶
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی صاحب	۲۵۷
مفتی محمد سعید رضوی حفظہ اللہ	۲۵۸
مفتی شہزاد احمد نوری لاہور	۲۵۹
مفتی قمرالزمان قادری رضوی لاہور	۲۶۰
مولانا مفتی احمد رضا قادری المدنی حفظہ اللہ تعالی	۲۶۰
مفتی محمد اکمل قادری حفظہ اللہ تعالی	۲۶۲
حضرت العلام مولانا ابوالہند مفتی عبیدالرحمٰن شاہجہانپوری	۲۶۴
حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی حفظہ اللہ تعالی	۳۰۴

عرب علماء کرام کے فتاوی

الشیخ فیصل الحفصی	۳۰۶
الشیخ سامی تیمی	۳۰۷
الشیخ احمد بن عبداللہ	۳۱۰

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے فتاوی جات

دارالعلوم دیوبند	۳۱۶

مفتی تو قیر بدر القاسمی	۳۱۶
مفتی عبدالباقی اخونزادہ دیوبندی	۳۱۷
علامہ زبیر علی زئی (اہل حدیث کا فتویٰ	۳۲۰
ماخذ و مراجع	۳۲۲

نوٹ

تمام مکاتب فکر اور عرب و عجم کے علماء و محدثین کی متفقہ رائے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اظہار تشکر

الحمد للہ عزوجل جب بھی اس امت میں کوئی فتنہ کھڑا ہوا تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا مرد ضرور کھڑا کیا جس نے اس فتنہ کی سرکوبی کی ،توہین رسالت کا فتنہ جب کھڑا ہوا تو ہر طرف لبرل اور سیکولر طبقہ نے سر اٹھالیا اور مختلف باتیں بنانی شروع کردیں ،اور اسی طرح عبدالدینار علماء ومشائخ بھی انہیں کے ہمنوار ہے۔ بجائے اس کے وہ حق کا ساتھ دیتے وہ بھی مالدار لوگوں کے دامن سے وابستہ ہوکر ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔

انہیں فتنہ پرور لوگوں کے جھوٹے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بڑھیا رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی ،انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ ایک تو ان کا دعوی سرے سے غلط ہے اور اوپر سے دلیل بھی جھوٹی۔ اللہ تعالی نے کرم فرمایا اور اس امت میں ایسا مرد قلندر اٹھا اور اس نے ان سب کو خاموش کروادیا وہ ہستی امیر المجاہدین حضرت حافظ خادم حسین رضوی حفظہ اللہ تعالی کی ہے کہ جنہوں نے سب سے پہلے بانگ دہل یہ چیلنج کیا کہ یہ روایت ہی جھوٹی اور انگریز کی خانہ ساز ہے جو سازش کے ساتھ ہمارے نصاب میں شامل کردی گئی ہے۔

اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پر کام ہونا چاہئے اور اس میں معتبر علماء کرام کے فتاوی جات شامل کئے جائیں تو الحمد للہ اس فقیر نے کوئی پانچ سو سے زائد مقامات پر استفتاء روانہ کیا ،جس میں پاکستان ،ہندوستان ،سری لنکا ،یمن ،کویت ،دبئ ،سعودیہ عربیہ ،مصر ،شام اور افریقہ تک بہت سے ممالک شامل ہیں۔ بہت سے مقامات سے جوابات موصول ہوئے جن کو اس کتاب میں شامل کردیا گیا ہے ،مصر اور اس کے علاوہ کئی عرب ممالک سے فتوے آنے میں تاخیر ہوگئی ہے چونکہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اس لئے ان کو ان شاء اللہ تعالی دوسری جلد میں شامل کریں گے اور دوسری جلد بھی بہت جلد طبع ہوگی۔

اس کے بعد ہم نے کچھ فتاوی جات جو ہمیں موصول ہوچکے تھے ان کی تصاویر بنا کر فیس

بک پر دے دیں وہ الحمد للہ لاکھوں لاکھ لوگوں تک پہنچیں اور بہت سے احباب کے فون بھی آئے۔

اور جو لوگ یہ قصہ بیان کرتے تھے ان کے ساتھ جب ہم نے فون پر بات کی تو بہت سے لوگوں نے توبہ بھی کی کہ آج کے بعد ان شاء اللہ تعالی اس جھوٹے قصے کو بیان نہیں کریں گے۔

فقیر تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کا تہہ دل سے شکر گزار ہے کہ جنہوں نے اس فقیر پر تقصیر کی عرض پر فتاوی جات تحریر فرمائے۔ اللہ تعالی تمام علماء کرام کی خدمات دینیہ کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور تمام علماء کرام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

اور بالخصوص ان علماء کرام کا جنہوں نے فتاوی جات کے حصول کے لئے تعاون فرمایا جن میں مولانا احمد رضا صاحب کراچی، اور علامہ وقت مولانا ابوالہند مفتی عبید الرحمٰن شاہجہانپوری حفظہ اللہ تعالی کراچی، مولانا مفتی اصغر علی صاحب بورے والا، مولانا عزیز احمد صاحب کراچی شامل ہیں۔ اور کتب کے حصول کے لئے ہمارے مخلص دوست محمد عابد قادری صاحب نے بہت تعاون کیا۔

اور ہمارے وطن عزیز پاکستان کو لبرل ازم اور سیکولرازم کی نجاست سے ہمیشہ کے لئے پاک فرمائے اور اس وطن عزیز کو نظام مصطفیٰ ﷺ کا گہوارہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

پہلا باب

پہلی فصل

جھوٹی روایت بیان کرنے کی سزا
احادیث صحیحہ کی روشنی میں

اپنا ٹھکانا جہنم بنالے

نـا حُسَيْـنُ بْـنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(مسند ابن أبي شيبة : أبو بكر بن أبي شيبة عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستی العبسی (۱:۱۹۳)

دوزخ میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے

أَخْبَـرَنَـا يَـحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَـالِـمٍ، عَـنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنَى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔

(المسند : الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان المطلبی القرشی المکی (۱:۲۳۹)

حدیث وہی بیان کرو جو۔۔۔

حَـدَّثَـنَـا سُفْيَـانُ بْـنُ وَكِيـعٍ، قَـالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا الحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَ فِي القُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے کوئی بھی بات بیان کرنے میں اللہ تعالی سے ڈرو مگر یہ کہ تم اسے صحیح طور پر جانتے ہو۔ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے اور جس نے قرآن کریم کے متعلق کوئی بات اپنی رائے سے کہہ دی وہ بھی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن ہے۔

(سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۴۹:۵))

تین بڑے بہتان

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ القَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَعْظَمَ الفِرْيَةِ أَنْ يَفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلَى عَيْنَيْهِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، أَوْ يَفْتَرِي عَلَى وَالِدَيْهِ، أَوْ يَقُولُ: سَمِعَنِي وَلَمْ يَسْمَعْنِي هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑے بہتان تین ہیں: ایک تو یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر بہتان باندھے اور کہے کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

دوسرا یہ کہ آدمی اپنے والدین پر بہتان باندھے اور اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے اور تیسرا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے مجھ سے کوئی بات سنی ہے حالانکہ اس نے مجھ سے وہ بات نہ سنی ہو۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم النیسابوری (۴:۴۴۰))

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا۔۔۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيرَةُ أَمِيرُ الْكُوفَةِ، قَالَ: فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو مسجد شریف میں کوفہ کے گورنر حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میری ذات پر جھوٹ بولنا عام لوگوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں، جس نے بھی میری ذات پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۱۰))

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی سزا

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ، وَأَمَرَكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِهَا: جَاءَنَا هٰذَا بِشَيْءٍ مَا نَعْرِفُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْزِلُوا الرَّجُلَ وَأَكْرِمُوهُ حَتَّى آتِيَكُمْ بِخَبَرِ ذٰلِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ: اذْهَبَا فَإِنْ أَدْرَكْتُمَاهُ فَاقْتُلَاهُ، وَلَا أُرَاكُمَا تُدْرِكَاهُ، قَالَ: فَذَهَبَا فَوَجَدَاهُ قَدْ لَدَغَتْهُ حَيَّةٌ فَقَتَلَتْهُ، فَرَجَعَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرتِ سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص انصار کی کسی بستی سے آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم میری شادی فلاں عورت سے کروادو، اس عورت کے گھر والوں میں سے کسی نے کہا: یہ ہمارے پاس ایسی خبر لایا ہے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا بھی ہے کہ نہیں؟ تم اسے اپنے ہاں مہمان ٹھہراؤ اور اس کی عزت کرو یہاں تک کہ میں تمھارے پاس اس کی خبر لاتا ہوں ۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ۔ اگر تم اسے پکڑ لو تو اسے قتل کردینا اور میرا خیال نہیں کہ تم اسے پالوگے ۔ وہ دونوں حضرات گئے دیکھا تو اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور مرا پڑا تھا ۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں ساری بات عرض کردی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے ۔

(الجامع: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاہم، أبو عروۃ البصري، نزیل الیمن (۲۶۱:۱۱))

احادیث گھڑنے والے دجال ظاہر ہوں گے

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے اخیر زمانہ میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمھارے باپ دادا نے ،جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا کہیں وہ تمھیں گمراہی اور فتنہ میں مبتلاء نہ کردیں۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱۲:۱))

دوسری فصل

موضوع روایت بیان کرنے کا حکم

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرنا انتہائی ذمہ داری اور احتیاط کا کام ہے اور اس میں ذرا سی بھی کوتاہی اور بے احتیاطی کی وجہ سے انسان سخت وعید کا مصداق بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی بھی عنوان وموضوع سے آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو حرام حرام اشد حرام ہے اور کبیرہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اگرچہ اس کا مقصد نیک ہو۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

قَالَ وَلَا فرق فِي تَحْرِيم الْكَذِب عَلَيْهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بَين مَا كَانَ فِي الْأَحْكَام وَمَا لَا حكم فِيهِ كالترغيب والترهيب والمواعظ وَغير ذَلِك وَكله حرَام من أكبر الْكَبَائِر وأقبح القبائح بِإِجْمَاع الْمُسلمين الَّذين يعْتد بهم فِي الاجماع.

ترجمہ

یعنی مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ احکام، ترغیب وترہیب اور مواعظ وغیرہ میں آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولنا حرام اور انتہائی قبیح حرکت ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔

(تحذیر الخواص من أکاذیب القصاص: عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: ۷۰)

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

لأن الكذب عليه صلى الله عليه وآله وسلم ليس كالكذب على غيره من الخلق والأمم، حتى اتفق أهل البصيرة والبصائر، أنه من أكبر الكبائر، وصرح غير واحد من علماء الدين وأئمته، بعدم

قبول توبته.

ترجمہ

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنا تمام امتوں اور تمام مخلوقات پر جھوٹ بولنے سے بھی بڑا ہے، یہاں تک کہ اہل بصیرت و بصارت علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا کبیرہ گناہ ہے اور بہت سے علماء دین اور ائمہ کرام نے تو اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولتا ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔

(المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة : شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی:٣٦)

اب غور کریں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گناہ عظیم سے محفوظ رکھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ لِي مَالِكٌ: اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو کہ ایسا شخص سلامت نہیں رہ سکتا جو ہر سنی سنائی بات بیان کر دے اور نہ ہی ایسا شخص مقتدا ہو سکتا ہے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (١:١١))

امام یحیی بن معین کا کلام

عَنْ يَحْيَى بن معين لما ذكر لهُ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ لَوْ كَانَ لِي فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَيْدًا.

ترجمہ

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے جب ایک موضوع روایت بیان کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید جو اس روایت کا بیان کرنے والا ہے اس کے خلاف جہاد کرتا۔

(الموضوعات الکبریٰ : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۵۲)

حضرت ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وَكَانَ أبُو بكر وَعمر يطالبان من روى لَهما حَدِيثا عَنهُ عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام لم يسمعاه مِنهُ بِإِقَامَة الْبَيِّنَة عَلَيْهِ ويتوعدانه فِي ذَلِك وَكَانَ عَليّ يستحلفه عَلَيْهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ایسی حدیث بیان کی جاتی جو آپ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو ان کو گواہ لانے کا فرماتے اور لوگوں کو اس معاملے میں دھمکاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر سوائے سچ کے کچھ نہ بولیں۔ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی شخص حدیث شریف بیان کرتا تو اس سے قسم لیتے تھے۔

(الموضوعات الکبریٰ : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۴۳)

جس کو کسی روایت کے حدیث ہونے میں شک ہو؟

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ثمَّ من روى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَدِيثا وَهُوَ شَاك فِيهِ اصحيح ام غير صَحِيح يكون كَاحد الْكَاذِبين لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ من حدث عنی حَدِیثا وَهُوَ یری أنه کذب حَيْثُ لم یقل وَهُوَ یستیقن أنه کذب.

ترجمہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے حالانکہ اس حدیث کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں یعنی اس حدیث کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں اس کو شک ہو تو یہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث روایت کرے کہ جس کے بارے میں اس کا خیال یہ ہو کہ یہ جھوٹ ہے اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو اس حدیث کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو۔ (بلکہ اگر اس کو اس روایت کے جھوٹا ہونے کا گمان بھی ہو تو بھی ایسا شخص جھوٹی روایت بیان کرنے کی اس وعید میں داخل ہوگا۔

(الموضوعات الکبری : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۴۳)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان

قَالَ أَبُو حَاتِم رَضِي الله عَنهُ إِن من اخْتَلَط عَلَيْهِ مَا سمع بِمَا لَمْ يسمع ثُمَّ لَمْ يرع عَن نشرها بَعْد علمه بِمَا اخْتَلَط عَلَيْهِ مِنهَا حَتَّى نشرها وحدثا بِهَا وَهُوَ لَا يتَيَقَّن بسماعها لبالحرى أَن لَا يحْتَج بِهِ فِي الْأَخْبَار لِأَنَّهُ فِي معنى من يكذب وَهُوَ شَاك أَوْ يَقُول شَيْئًا وَهُوَ يشك فِي صدقه وَالشَّك فِي صدق مَا يَقُول لَا يكون بصادق .

ترجمہ

جس شخص پر اپنی سنی اور ان سنی روایات خلط ملط ہو جائیں اور وہ پھر بھی ان احادیث کو پھیلانے میں احتیاط نہ کرے بلکہ ان کو بیان کرتا رہے، حالانکہ اس کو ان احادیث کے سماع کا یقین

نہ ہوتو ایسا شخص اس کا مستحق ہے کہ روایات کے بارے میں اس کو معتبر نہ سمجھا جائے کیونکہ یہ شخص ایسی بات کررہا ہے جس کے سچا ہونے میں اس کو شک ہے اور جس شخص کو اپنے کلام کے سچا ہونے کے بارے میں شک ہوتو اس کو سچا نہیں کہا جاسکتا ہے۔

(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبد، التميمي (١:٣٦٩)

لھذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ احتیاط کرے کہ وہ ہر بات کو حدیث نہ کہہ دیا کرے۔

تیسری فصل

چند موضوع روایات

پہلی روایت

یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت سر پر گٹھڑی اٹھا کر مکہ مکرمہ سے جا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اس سے گٹھڑی لیکر خود اپنے سر پر رکھ لی، جب اسے منزل پر پہنچا دیا تو اس بڑھیا نے آپ ﷺ کو نصیحت کی کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص جو لوگوں کو ان کے آبائی دین سے پھیر کر ایک نئے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔ تم اس سے بچ کر رہنا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میں ہی ہوں، وہ بڑھیا آپ ﷺ کا حسن اخلاق دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

اس روایت کا حکم

یہ واقعہ من گھڑت اور موضوع ہے، کتب احادیث میں کہیں اس کا نام ونشان نہیں ہے خطباء نے اپنی طرف سے مرچ مصالحہ لگا کر بڑھا چڑھا کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ مدینہ منورہ کے ایک عالم نے اس کو موضوع قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ اس کے موضوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ عورت یہودی تھی اور یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے حالانکہ مکہ مکرمہ میں یہود تھے ہی نہیں تو ان کی بوڑھی کیسے مکہ چھوڑ کر جا رہی تھی؟

دوسری روایت

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد.

ترجمہ

ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو۔

اس روایت کا حکم

الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ لکھتے ہیں کہ

ليس بحديث نبوى وانما هو من كلام الناس، فلا يجوز اضافته الى

رسول اللہ ﷺ کما یتناقلہ بعضھم... وبعضھم وھذاالحدیث موضوع "اطلبواالعلم من المھدالی اللحد" مشتھرعلی السنۃ کثیر.

ترجمہ

یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کا کلام ہے لھذا اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا جائز نہیں ہے اور یہ حدیث من گھڑت اور موضوع ہے اگر چہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہوگئی ہے۔

(قیمۃ الزمن عندالعلماء:۴۳)

تیسری روایت

سِینُ بِلالٍ عِندَ اللّٰہِ شِینٌ.

ترجمہ

بلال رضی اللہ عنہ کی سین بھی اللہ تعالی کے ہاں شین ہے۔

یہ خطباء اور نقیبوں نے بہت زیادہ مشہور کیا ہوا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان میں لکنت تھی اس وجہ سے وہ اذان میں اشھد کی جگہ اسھد پڑھا کرتے تھے تو لوگوں کے اعتراض پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان دینے سے منع کر دیا جس کی وجہ سے صبح ہی نہیں ہوئی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس روایت کا حکم

قَالَ ابنُ کثیر لا أصل لہٗ.

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(الجد الحثیث فی بیان مالیس بحدیث : أحمد بن عبدالکریم بن سعودی الغزی العامری (۱:۶۶)

امام ابراہم الناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

وقال العلامة إبراهيم الناجي في مولده: وأشهد بالله ولله أن سيدي بلالا ما قال أسهد بالسين.

ترجمہ

الشیخ الامام العلامہ ابراہیم الناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دے کر اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اسہد نہیں پڑھا بلکہ وہ جب بھی پڑھتے تھے اشہد ہی پڑھتے تھے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس: اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی: ۴۶۵)

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

فقد ترجمه غير واحد بأنه كان أندى الصوت حسنه، فصيح الكلام.

ترجمہ

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ متعدد علماء تواریخ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بلند اور خوبصورت آواز والے اور فصیح کلام فرمانے والے تھے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس: اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی: ۴۶۵)

چوتھی روایت

یہ جو مشہور کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ بہت زیادہ کالا تھا یہ بھی غلط ہے اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک لوگ طرح طرح کی باتیں کر کے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں کر رہے ہیں۔ اور عوام ہے کہ ان سے گستاخیاں سن کر ان پر پیسے پھینکتے ہیں۔

ان شاء اللہ عزوجل اس پر بھی کام کافی ہو چکا ہے، بہت جلد طبع ہو جائے گا۔

پانچویں روایت

مومن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔

یہ روایت بھی بہت زیادہ مشہور ہوگئی ہے اور مساجد میں لکھی ہوئی ملتی ہے۔

اس روایت کا حکم

المؤمن فی المسجد کالسمک فی الماء، والمنافق فی المسجد کالطیر فی القفص.

لم أعرفه حدیثًا، وإن اشتهر بذلک، ویشبه أن یکون من کلام مالک بن دینار؛ فقد نقل المناوی عنه أنه قال: المنافقون فی المسجد کالعصافیر فی القفص.

ترجمہ

مومن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے تنگ ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس روایت کو نہیں پہچانتا ہوں اگر چہ یہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہوگئی ہے، تاہم مجھے کسی ایسی حدیث کا علم نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت سیدنا مالک بن دینار کا کلام ہو کیونکہ امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: منافق مسجد میں ایسے ہوتے ہیں جیسے پرندے پنجروں میں۔ لھذا اس کو بطور حدیث بیان کرنا یا اس کے حدیث ہونے کا تاثر دینا جائز نہیں ہے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الأحادیث علی ألسنۃ الناس: اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۲:۲۵۵)

چھٹی روایت

الدُّنیا مَزْرَعَۃُ الآخرَۃِ.

ترجمہ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اس راویت کا حکم

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

لم اقف علیه.

ترجمہ

میں اس راویت سے واقف نہیں ہوں۔

(المقاصد الحسنۃ شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد السخاوی:۳۵۱)

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

الدُّنیَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ لَمْ أَقِفْ عَلَیْهِ.

ترجمہ

میں اس روایت پر واقف نہیں ہوا ہوں۔

(تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنی: ۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کو بطور حدیث بیان کرنا درست نہیں ہے۔

ساتویں حدیث

مومن کے جھوٹے میں شفا ہے۔

اس روایت کا حکم

ان هذا لیس بحدیث وزعم أنه حدیث، أو إیهام أنه حدیث، کذب

علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم-

ترجمہ

امام العجلونی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حدیث نہیں ہے اوراس کو حدیث سمجھنایااس کے حدیث ہونے کا تاثر دیناحقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنا ہے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس :إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۱:۵۲۴)

آٹھویں روایت

ایک جگہ مسجد شریف کا معاملہ تھاتو ہم وہاں موجود تھے وہاں لاہور ہائیکورٹ کے ایک وکیل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کافرمان شریف ہے کہ جب تم سڑک بنانے لگواور راستے میں مسجد آجائے تو مسجد کوگرادو۔جب میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ یہ کہاں سے لی ہے آپ نے تو فوراً خاموشی اختیار کرلی۔بعد میں پتہ چلا کہ یہ بات لوگوں میں کافی مشہور کردی گئی ہے اور یہ روایت بھی کسی نے ٹی وی پر بیان کی تھی ، بیان کرنے والا کوئی عالم نہیں بلکہ کوئی لبرل ہی تھا۔

اس روایت کا حکم

یہ رسول اللہ ﷺ کافرمان شریف نہیں ہے اور نہ ہی اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا حلال ہے۔اور یہ روایت عقل ونقل کے خلاف ہے۔

نویں روایت

حضرت سیدنا بلال کے اذان نہ دینے کی وجہ سے دن نہ ہونا

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ واقعہ بھی عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اذان نہ دی بلکہ کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو اللہ تعالی نے سورج کو طلوع ہونے سے روک دیا، پھر جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو سورج طلوع ہوا۔

اس روایت کا حکم

یہ واقعہ حدیث کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں میں ویسے مشہور ہو گیا ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔اور علماء کرام نے اسے بے بنیاد اور موضوع قرار دیا ہے۔

دسویں روایت

حَدِيثُ مَنْ قَضَى صَلاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذَلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً.

ترجمہ

جو شخص رمضان کے آخری جمعہ کو ایک قضاء فرض ادا کرلے تو یہ ایک نماز اس کی ستر سالوں کی فوت شدہ نمازوں کے لئے کافی ہو جائے گی۔

(الموضوعات الصغری: علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۹۱)

اس روایت کا حکم

بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ یہ روایت اجماع کے خلاف ہے، کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جو سالوں کی فوت شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو سکے۔

(الموضوعات الصغری: علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۹۱)

انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ جیسے رمضان المبارک کا آخری جمعہ شریف آتا ہے ہر طرف یہ پیغام پہنچا دیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ ادا کرنے کے بعد صرف چار رکعات ادا کرنے سے زندگی بھر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں ہے۔

گیارہویں روایت

یہ روایت بیان کی جاتی کہ جب غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے مبارک دانت زخمی ہوئے تو حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سارے دانت نکال دیئے۔

امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

واللہ ما کسرت رباعیتہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کسرت رباعیتی ولا شجّ وجھہ الشریف حتی شجّ وجھی، ولا وطیء ظھرہ حتی وطیء ظھری، قال :ھکذا رأیت ھذا الکلام فی بعض المؤلفات واللہ أعلم بالحال.

ترجمہ

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے دانت توڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹا تھا، اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرے کو چوٹ پہنچی، اور میں اپنی کمر روندواؤں گا جیسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک کمر کو روندا۔

امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو بعض کتب میں دیکھا ہے۔ اور اس کی حقیقت حال کو اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔

(إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین: ۲: ۳۴۷)

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل کرتے ہیں

وکان رضی اللہ عنہ مشغولا بخدمۃ والدتہ فلذلک لم یجتمع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: وقد روی أنہ اجتمع بہ مرات وحضر معہ وقعۃ أحد وقال: واللہ ما کسرت رباعیتہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی کسرت رباعیتی، ولا شج وجہہ حتی شج وجہی ولا وطء ظہرہ حتی وطء ظہری ھکذا رأیت ھذا الکلام فی بعض المؤلفات واللہ أعلم بالحال.

ترجمہ

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں مشغول رہتے تھے جس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے۔ اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے دانت توڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹا تھا، اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرے کو چوٹ پہنچی، اور میں اپنی کمر روندواؤں گا جیسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک کمر کو روندا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو بعض کتب میں دیکھا ہے۔ اور اس کی حقیقت حال کو اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔

(لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار: عبد الوہاب بن أحمد بن علی الحنفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشعرانی، أبو محمد (۱:۲۴))

اس راویت کا حکم

یہ سراسر جھوٹ، افتراء اور بعض جاہلوں کی طرف سے وضع کردہ واقعہ ہے اگر چہ بہت سی کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے مگر کسی معتبر یا محفوظ ذریعہ سے یہ ثابت نہیں ہے، اور اس کی کوئی مستند اصل نہیں۔

پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ آپ صلی اللہ وسلم کا دندان مبارک کلی طور پر شہید نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا بہت کم حصہ شہید ہوا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دندان مبارک کے موتیوں کی لڑی میں مزید اضافہ ہوا کیوں کہ اللہ تعالی یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ آپ ﷺ کے حسن میں کمی واقع ہو.

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شریف ٹوٹنے کا معنی یہ ہرگز نہیں کی جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور وہاں رخنہ پیدا ہوا ہو بلکہ ایک ٹکڑا جدا ہوا تھا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ لشیخ الامام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (۴:۵۱۵)

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

اعلم ان ماشتھر علی السنة العامة من ان اویساً قلع جمیع اسنانه لشدة احزانه حین سمع ان سن النبی ﷺ اصیب یوم احد ولم یعرف خصوص ای سن کان بوجه معتمدفلااصل له عندالعلماء مع انه مخالف الشریعة الغراء ولذالم یفعله احد من الصحابة الکبراء علی ان فعله هذاعبث لایصدرالاعن السفهاء .

ترجمہ

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو کہ جو لوگوں کی جانب سے مشہور کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک کے شہید ہونے کے غم میں حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانت توڑ دیئے تھے، کیونکہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہے، تو سارے دانت توڑ دئے، علماء کرام کے نزدیک اس بات کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور یہ خلاف شریعت ہے، اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ایک عبث فعل ہے اور سوائے نادان لوگوں کے کسی سے

صادر نہیں ہوتا۔

(المعدن العدنی فی فضل اویس القرنی لملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۳۴)

مخطوطہ مکتبۃ الملک عبداللہ بن عبدالعزیز السعودیۃ العربیۃ

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بات کا کتابوں میں یا زبان زدہ عام ہونا اس کی صحت کیلئے کافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

یہ روایت بالکل جھوٹ اور افتراء ہے کہ جب حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ غزوہ احد میں حضور اقدس ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو انہوں نے اپنے سب دانتوں کو توڑ ڈالا اور انہیں کھانے کے لئے حلوہ پیش کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی شارح بخاری از فقیہ اعظم ہند مولانا محمد شریف الحق امجدی (۲:۱۱۵)

فتاوی بریلی شریف میں ہے

ایسی روایت نظر سے نہیں گزری اور غالباً ایسی روایت ہی نہیں ہے اگر چہ مشہور یہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی بریلی شریف از مفتی عبدالرحیم، مفتی محمد یونس رضا اویسی:۳۰۱)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ من گھڑت ہے اور یہ روافض کی کارستانی لگتی ہے۔

چوتھی فصل

احتیاط فی الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جلال

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ، أنبأ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنبأ مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَلَّمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ: لِمَ رَجَعْتَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُجَبْ، فَلْيَرْجِعْ، فَقَالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلَى مَا تَقُولُ بَيِّنَةً، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ أَوْعَدَهُ قَالَ: فَجَاءَ أَبُو مُوسَى مُنْتَقِعًا لَوْنُهُ، وَأَنَا فِي حَلْقَةٍ جَالِسٌ، فَقُلْنَا مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: سَلَّمْتُ عَلَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَنَا خَبَرَهُ، فَهَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، كُلُّنَا قَدْ سَمِعَهُ قَالَ: فَأَرْسَلُوا مَعَهُ رَجُلًا مِنْهُمْ حَتَّى أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَخْبَرَهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تین بار سلام کیا، انہوں نے جواب نہ دیا۔ یہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے آئے، فرمایا: آپ واپس کیوں آگئے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار سلام کرے اسے جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اپنی اس بات پر گواہ لیکر آؤ ورنہ میں تمھارے ساتھ ایسے ایسے کروں گا، اس کے علاوہ ان کو ڈرایا دھمکایا پھر حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے ان کا رنگ بدلا ہوا تھا اور میں ایک

حلقے میں بیٹھا تھا۔ ہم نے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، پھر انہوں نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث شریف سنی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم سب نے یہ حدیث شریف رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انہوں نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیجا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کو اس بارے میں بتایا۔

(السنن الکبریٰ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۷:۱۵۷))

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث میں احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا دُجَيْنٌ أَبُو الْغُصْنِ بَصْرِيٌّ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي عَنْ عُمَرَ، فَقَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ أَخَافُ أَنْ أَزِيدَ أَوْ أَنْقُصَ كُنَّا إِذَا قُلْنَا لِعُمَرَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَخَافُ أَنْ أَزِيدَ حَرْفًا أَوْ أَنْقُصَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا دُجین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی کنیت ابو الغصن تھی کہتے ہیں کہ ایک بار میں مدینہ منورہ آیا وہاں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث شریف سنانے کی فرمائش کی، انہوں نے معذرت کی اور فرمایا کہ مجھے کمی بیشی کا خوف ہے، ہم بھی جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے تھے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث شریف سنائیں تو وہ یہی جواب دیتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں کچھ کمی بیشی نہ ہو جائے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری طرف کسی جھوٹی بات کو منسوب کرتا ہے وہ دوزخ میں ہوگا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱:۱۰۲))

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَكُونُ أَوْعَاهُمْ لِحَدِيثِهِ وَلَكِنْ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُول: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اگر نبی کریم ﷺ کی احادیث شریفہ کثرت کے ساتھ بیان نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں احادیث شریفہ کو یاد نہیں رکھ سکا بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف ایسی بات کو منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہئے۔

(مسند أبي داود الطيالسي : أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصري (۱:۷۹)

دوسری روایت

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ، زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي، ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي

سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوصالح جو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں نے اب تک رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث شریف بھی تم سے بیان نہیں کی تا کہ تم لوگ مجھ سے جدا نہ ہو جاؤ، لیکن میں اب مناسب سمجھتا ہوں کہ تم سے بیان کروں تا کہ ہر آدمی جو مناسب سمجھے اسے اختیار کر لے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ راہ خدا میں ایک دن کی پہرہ داری دوسری جگہوں پر ہزاروں کی پہرہ داری سے افضل ہے۔

(سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبوعیسی (۳:۲۴۱)

تیسری روایت

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ حُمْرَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ، فَوَضَعْتُ وَضُوءًا لَهُ ذَاتَ يَوْمٍ لِلصَّلَاةِ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَالَ :إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ :بَدَا لِي أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمُوهُ، فَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَنَأْخُذُ بِهِ، أَوْ شَرًّا فَنَتَّقِيهِ، قَالَ :فَقَالَ :فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِهِ، تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ :مَنْ تَوَضَّأَ هَذَا الْوُضُوءَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، كَفَّرَتْ عَنْهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى مَا لَمْ يُصِبْ مَقْتَلَةً يَعْنِي كَبِيرَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا حمران بن ابان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب سے اسلام قبول کیا تھا روزانہ غسل فرمایا کرتے تھے، ایک دن نماز کے لئے میں نے وضو کا پانی رکھا، جب وہ وضو فرما چکے تو فرمانے لگے کہ میں تم سے ایک حدیث شریف بیان کرنا چاہتا تھا پھر میں نے سوچا کہ نہ بیان کروں، یہ سن کر حکم بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! آپ بیان کر دیں اگر خیر کی بات ہوگی تو ہم بھی اس پر عمل کریں گے اور اگر شر کی نشاندہی ہوگی تو ہم اس سے بچ جائیں گے۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے یہ حدیث شریف بیان کرنے لگا تھا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح وضو کیا اور فرمایا جو شخص اسی طرح وضو کرے اور خوب اچھی طرح کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا اور رکوع وسجود کو اچھی طرح مکمل کرے تو یہ وضو اگلی نماز تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، بشرطیکہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔

(کنز العمال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی (۹: ۴۲۵))

مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو خَلِيفَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا: فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّمَا الْحَرْبُ خُدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ،

فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث شریف بیان کروں تو میرے نزدیک آسمان سے گر جانا ان کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، اور جب کسی اور کے حوالے سے کوئی بات کروں تو میں جنگجو آدمی ہوں اور جنگ تو نام ہی تدبیر اور چال کا ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے قریب ایسی اقوام نکلیں گی جن کی عمر تھوڑی ہوگی اور عقل کے اعتبار سے وہ پاگل ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ کی باتیں کریں گے لیکن ایمان ان کے گلے سے آگے نہیں جائے گا، تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو۔ کیونکہ ان کا قتل کرنا قیامت کے دن باعث ثواب ہوگا۔

(صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۱۵:۳۶)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم کو زیادہ احادیث شریفہ بیان کرنے سے مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہی فرمان شریف روکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری ذات پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱:۳۳)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جلال

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، قَالَا: نا ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنٌ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى سَعْدٍ فَقُلْتُ: حَدِيثٌ حُدِّثْتُهُ عَنْكَ، حَدَّثَنِيهِ حِينَ اسْتَخْلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ بِهِ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَهُ أَنَّ ابْنَهُ حَدَّثَنِيهِ فَيَغْضَبَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ تَخْرُجَ وَجْهًا إِلَّا وَأَنَا مَعَكَ، فَقَالَ: أَوَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے مجھے اپنے والد ماجد کے حوالے سے ایک حدیث شریف بیان کی، میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے عرض کی کہ مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث شریف معلوم ہوئی ہے، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے مدینہ منورہ پر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا، وہ یہ سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا: کہ تم سے یہ حدیث شریف کس نے بیان کی ہے؟ میں نے ان کے بیٹے کا نام لینا مناسب نہ سمجھا، پھر حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ پر اپنا نائب مقرر کرکے وہاں چھوڑ دیا تو وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میری خواہش تو یہی ہے کہ آپ جہاں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تمھیں مجھ سے وہی نسبت ہو" سوائے نبوت کے" جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

(فضائل الصحابۃ: أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲:۵٦۷)

دوسری روایت

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لاحِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ، فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ حَدَّثَنِي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ وَلا هَامَ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلا تَهْبِطُوا وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلا تَفِرُّوا مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سعید بن میتب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور فرمایا: تم سے یہ حدیث شریف کس نے بیان کی ہے؟ میں نے ان صاحب کا نام لینا مناسب نہ سمجھا جنہوں نے مجھ سے یہ حدیث شریف بیان کی تھی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، بدشگونی اور مردے کی قبر سے اس کی کھوپڑی نکلنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی اور جب تم کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلنے کا سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے راہ فرار مت اختیار کرو۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳:۱۲۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کانپنے لگتے تھے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، يَوْمًا، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَرُعِدَ حَتَّى رُعِدَتْ ثِيَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: نَحْوَ ذَا أَوْ شَبِيهًا بِذَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگے اوران کے کپڑے تک ہلنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایایااس کے قریب قریب فرمایا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۷:۱۱۵)

ان الفاظ پر غور کریں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف بیان کرنا شروع کی تو جسم پر لرزہ طاری ہوگیا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب ہوجائے جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو۔

آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي، أَوْ قَلَّمَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ خَمِيس قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: عَشِيَّةَ خَمِيس إِلَّا أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ،

قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَقُولُ:فَنَكَسَ، قَالَ:فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، وَهُوَ قَائِمٌ مَحْلُولٌ أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ:أَوْ دُونَ ذَاكَ، أَوْ فَوْقَ ذَاكَ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَاكَ، أَوْ شَبِيهًا بِذَاكَ .

ترجمہ

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ جمعرات کا دن آیا ہو اور میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہوں، اس مجلس میں میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بھی کہتے ہوئے نہیں سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس مجلس میں وہ حدیث شریف بیان نہیں کرتے تھے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس مجلس میں ان کے منہ سے نکل گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکا لیا، میں نے دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے تھے، قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کی جسم کی رگیں پھول گئی تھیں اور کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کم فرمایا یا زیادہ فرمایا یا اس کے قریب قریب فرمایا یا اس کے مشابہ کوئی جملہ ارشاد فرمایا۔

(سنن ابن ماجہ :ابن ماجۃ أبوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید(۱:۱۰))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث

عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ:حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ قَالَ:مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِأَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:بَعْضُ حَدِيثِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :فَقَامَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَخَذَ بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى انْطَلَقَ بِهِ إِلَى

عَائِشَةَ، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكِ بِاللَّهِ، أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ وَالْقِيرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اللَّهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَشْغَلُنِي غَرْسُ الْوَدِيِّ وَلَا صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، إِنَّمَا كُنْتُ أَطْلُبُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُكْلَةً يُطْعِمُنِيهَا أَوْ كَلِمَةً يُعَلِّمُنِيهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: أَنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْلَمَنَا بِحَدِيثِهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا، اس وقت وہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث شریف بیان کررہے تھے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا اور اگر وہ دفن کے وقت بھی شریک رہا تو اسے دو قیراط کے برابر اجر ملے گا، جن میں سے ہر قیراط جبل احد سے بڑا ہوگا۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابوھریرہ! غور کرلیں آپ نبی ﷺ کے حوالے سے کیا بیان کررہے ہیں؟ اس پر حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور ان سے عرض کیا: اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ تعالی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا اور جو شخص دفن کے وقت بھی شریک رہا تو اسے دو قیراط کے برابر اجر ملے گا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالی کی قسم! یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی تھی۔

اس کے بعد حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھجور کے پودے لگانا یا بازاروں

میں معاملات کرنا مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نہیں روکتا تھا (کیونکہ میں یہ کام کرتا ہی نہیں تھا) میں تو نبی کریم ﷺ سے دو چیزیں طلب کیا کرتا تھا ایک وہ بات جو نبی کریم ﷺ مجھے سکھاتے تھے اور دوسرا وہ لقمہ جو آپ ﷺ مجھے کھلاتے تھے۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اے ابوھریرہ! ہم سے زیادہ آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ ہی احادیث شریفہ کے ہم سے بڑے عالم ہیں۔

(المصنف : أبوبكر عبدالرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعانى (۳:۴۵۰)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث شریفہ بیان کرنے میں کس قدر احتیاط کیا کرتے تھے۔ کاش ہمارے لوگوں میں بھی یہ بات اجاگر ہو جائے کہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے حدیث شریف بیان کرے تو ہم اس سے ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ پوچھیں کہ اس کی اصل کیا ہے؟۔

حضرت زبیر تو حدیث شریف بیان ہی نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَا لِي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا جان حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضور! کیا وجہ ہے آپ رسول اللہ ﷺ سے احادیث شریفہ بیان نہیں کرتے ہیں جبکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں تو بہت زیادہ احادیث شریفہ بیان کرتے ہیں؟

حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: میں نے جب سے اسلام قبول کیا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے دور نہیں رہا، بس رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث شریف سن بیٹھا ہوں جس وجہ سے میں احادیث شریفہ بیان نہیں کرتا کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳:۳۰)

یعنی ڈر لگتا ہے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف جھوٹ ہی نا منسوب کر بیٹھوں۔

حدیث شریف احتیاط سے بیان کریں

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ: قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبَ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ارْمُوا أَهْلَ صُنْعٍ، مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ، رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي النَّحَّامِ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ، وَلَكِنَّهَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ.

ترجمہ

حضرت شرحبیل بن سمط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے کعب بن مرہ! آپ ہمیں مکمل احتیاط سے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث شریف بیان کر دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اہل صنع! تیر اندازی کیا کرو، جس شخص کا تیر دشمن کو لگ جائے، اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے، عبدالرحمن بن ابی النحام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! درجہ سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ جتنا چھوٹا درجہ مراد

نہیں ہے، جنت کے دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ سو سال کا ہوگا۔

(مسند احمد لامام احمد بن حنبل(۲۹:۶۰۵)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایک تابعی صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر رہے ہیں کہ آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف سنائیں مگر احتیاط سے بیان کریں کہ کہیں کوئی لفظ آگے پیچھے نہ ہو جائے۔

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا معمول

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا إِذَا جِئْنَاهُ قُلْنَا: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا قَدْ كَبِرْنَا وَنَسِينَا، وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کوئی حدیث شریف سنانے کی فرمائش کرتے تو وہ فرماتے کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھول گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے حدیث شریف بیان کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳۲:۵۸)

پانچویں فصل

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے
اکابرین امت کی کیفیت

جب یہ کیفیت ہو جائے تو؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، وَأَبَا أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُكُمْ، وَتَتَغَيَّرُ لَهُ قُلُوبُكُمْ أَوْ أَشْعَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابو حمید اور ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے حوالے سے کوئی ایسی حدیث سنو جس سے تمھارے دل شناسا ہوں اور تمھارے بال اور تمھاری کھال نرم ہو جائے اور تم اس سے قرب محسوس کرو تو میں اس بات کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور اگر کوئی ایسی بات سنو جس سے تمھارے دل نامانوس ہوں تمھارے بال اور تمھاری کھال نرم نہ ہو اور تم اس سے بُعد محسوس کرو تو میں تمھاری نسبت اس سے بہت زیادہ دور ہوں۔

(مسند البزار: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (۱۶۸:۹)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف سننے کے وقت ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان شریف میں بھی ایسا نور ہوتا ہے جو بندہ مومن کے دل کو منور کر دیتا ہے۔

پہلے بزرگوں کے حالات پڑھیں تو یہ حدیث شریف سمجھ آتی ہے آج تو ایمانی کمزوری کی وجہ سے دلوں پر ایسی رقت بہت کم ہی طاری ہوتی ہے۔

امام مالک اور امام محمد بن المنکدر کی کیفیت

وَقَالَ مُصْعَبُ بن عَبْد الله كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَنْحَنِي حَتَّى يَصْعُبَ ذَلِكَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقِيلَ لَهُ يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى مُحَمَّدَ بن الْمُنْكَدِرِ وَكَانَ سَيِّدَ الْقُرَّاءِ لَا نكاد سأله عَنْ حَدِيثٍ أَبَدًا إِلَّا يَبْكِي حَتَّى نَرْحَمَهُ .

ترجمہ

مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ بدل جاتا، خوب جھک جاتے تھے اور متواضع ہو جاتے تھے حتی کہ ان کے مصاحبوں کو گراں معلوم ہوتا تھا، ایک دن ان سے اس کیفیت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اگر تم وہ دیکھو جو میں دیکھتا ہوں تو ضرور میرے دیکھے ہوئے کا انکار نہ کرو۔

میں نے حضرت سیدنا امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا وہ سید القراء تھے جب کبھی بھی ان سے ہم حدیث شریف کے بارے میں سوال کرتے تو وہ اتنا روتے کہ ہم کو ان پر رحم آنے لگتا تھا۔

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ: أبوالفضل القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (۲:۴۱))

امام مالک نے اپنے استاد سے حدیث کیوں لی؟

وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِي :مَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَيُّوبُ أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ أَرْمُقُهُ وَلَا أَسْمَعُ مِنْهُ غيرا أَنَّهُ كَانَ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى أَرْحَمَهُ فَلَمَّا

رَأَیْتُ مِنهُ مَا رَأَیْتُ وَإِجْلَالَهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ کَتَبْتُ عَنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے استاد حضرت سیدنا ایوب السختیانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تم میں سے جس سے بھی حدیث شریف بیان کروں گا ایوب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس سے افضل ہوں گے، پھر فرمایا: میں نے ان کو دوبار حج کرتے ہوئے دیکھا ہے میں ان کو دیکھتا اور سنتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو وہ اتنا روتے کہ مجھے ان پر رحم آجاتا، میں نے ان کی یہ بات دیکھی سو دیکھی لیکن نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم کرتے دیکھا تب میں نے ان سے حدیث شریف لکھی۔

(سبل الہدی والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۱۱:۴۳۹))

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کیفیت

قَالَ مُصعب بن عبدالله :وَلَقَدْ کُنْتُ أَرَی جَعْفَرِ بن مُحَمَّدٍ وَکَانَ کَثِیرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّم فَإِذَا ذُکِرَ عِنْدَهُ النَّبِیّ صلی الله علیه وَسَلَّمَ اصْفَرَّ وَمَا رأته یُحَدِّثُ عَنْ رَسُول اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَی طَهَارَةٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حالانکہ وہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور میں نے ان کو کبھی بھی بے وضو حدیث شریف بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(سبل الہدی والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۱۱:۴۳۹))

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے خون خشک ہو جاتا تھا

وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بن الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنْظَرُ إِلَى لَوْنِهِ كَأَنَّهُ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهُ فِي فَمِهِ هَيْبَةً مِنْهُ لِرَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر کرتے توان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ایسا لگتا تھا کہ ان کے چہرے سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے جلال وہیبت کی وجہ سے ان کا منہ اور زبان خشک ہو جاتی تھی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ: اَبوالفضل القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (۲:۴۱))

چھٹی فصل

واعظین وخطباء
احادیث صحیحہ کی روشنی میں

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص اسلام وایمان وشرع شریف کے احکام کو جانتا ہے وہ لوگوں کو ﴿فذکر ان نفعت الذکری﴾ کے تحت گناہ سے بچنے کی تلقین کرسکتا ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔

(فتاوی رضویہ لامام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲۳:۷۱۷)

اگر کوئی شخص عالم نہیں ہے بلکہ جاہل ہے تو وہ کسی مستند سنی عالم دین کی کتاب سے اپنی طرف سے زیادتی کئے بغیر دیکھ کر درس و بیان کرسکتا ہے۔ درحقیقت یہ اس کا وعظ نہیں بلکہ اس سنی عالم کا وعظ کہلائے گا، لیکن اگر وہ اس میں اپنی طرف سے کچھ باتیں شامل کردے تو یہ اس کا وعظ کہنا کہلائے گا جو کہ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

قصہ گو کی وجہ سے مسجد سے باہر آجاتے تھے

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيَلْقَاهُ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَيَقُولُ: أَخْرَجَنِي الْقَاصُّ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد شریف سے نکلتے تو ان کو کوئی شخص ملتا اور وہ کہتا کہ آپ مسجد شریف سے باہر کیوں آگئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: مجھے قصہ گو واعظ نے نکال دیا ہے۔

(المصنف: أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (۳:۲۱۹)

ایک واعظ کو ام المومنین رضی اللہ عنہا کی نصیحت

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: دَخَلَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَتْ، مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَتْ: عُمَيْرُ بْنُ قَتَادَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَا أُمَّتَاهُ قَالَتْ: أَمَا بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْلِسُ، وَيُجْلَسُ إِلَيْكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: فَإِيَّاكَ وَتَقْنِيطَ النَّاسِ وَإِهْلَاكَهُمْ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں عبید بن عمیر ہوں۔ پوچھا: عمیر بن قتادہ؟ عرض کیا: جی امی جان۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو وعظ کے لئے بیٹھتا ہے اور تیرے پاس لوگوں کو بھی جمع کیا جاتا ہے؟ عرض کیا: جی اے ام المومنین! آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگوں کو مایوس کرنے اور ہلاکت میں ڈالنے سے اپنے آپ کو بچانا۔

(المصنف: أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (۳:۲۱۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما قصہ گو سے دور رہتے تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، لَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ مَعَ الْقُصَّاصِ، إِلَّا قَاصَّ الْجَمَاعَةِ.

ترجمہ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قصہ گوئی کرنے والوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے تھے۔ مگر جماعت میں وعظ کہنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔

(المصنف: أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (۳:۲۱۹)

مولاعلی رضی اللہ عنہ اور ایک خطیب

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، أبنا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، وَأَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى عَلَى قَاضٍ يَقْضِي فَقَالَ: أَتَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ؟ قَالَ: لَا. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوحصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ قصہ گو کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کیاتم منسوخ سے ناسخ کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو خود بھی ہلاک ہوااور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

(المدخل إلى السنن الكبرى: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي: ۱۷۷)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں

قال فاخرج من مسجدنا ولا تذكر فيه.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہماری مسجد شریف سے نکل جااور یہاں تقریر نہ کر۔

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري (۱۰:۲۸۱)

ابواعرفونی

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ عَلِيًّا، مَرَّ بِقَاصٍّ، فَقَالَ أَتَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ

الْـمَنْسُـوخِ؟ قَـالَ: لَا قَالَ: هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ قَالَ: وَمَرَّ بِآخَرَ قَالَ: مَا كُنْيَتُكَ؟ قَالَ: أَبُو يَحْيَى قَالَ: بَلْ أَنْتَ أَبُو اعْرِفُونِي.

ترجمہ

حضرت معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ قصہ گو کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کیاتم منسوخ سے ناسخ کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو خود بھی ہلاک ہوااور تو نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ اسی طرح ایک اور قصہ گو کے پاس سے گزرے تو پوچھا تیری کنیت کیا ہے؟ اس نے کہا: ابو یحیی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم ابواعرفونی ہو (یعنی اے لوگو! مجھے پہچانو۔)

(المصنف: أبوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (۳:۲۱۹)

اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا

عن الحارث عن علی أنه دخل المسجد فإذا بصوت قاص فلما رآه سكت قال علی: من هذا؟ قال القاص أنا فقال علی: أما أنی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: سیکون بعدی قصاص لا ینظر الله إلیهم.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد شریف میں داخل ہوئے تو مسجد شریف میں ایک شخص وعظ کہہ رہا تھا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ خاموش ہو گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی کہ یہ قصہ کہنے سنانے والا ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب قصے سنانے والے لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری (۱۰:۲۸۲)

واعظین کا امتحان ہوتا تھا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ سَلْمٍ الْخُتَّلِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَبَّارُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْقَاضِي، ثنا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ شُرَيْحٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي سُوقِ الْكُوفَةِ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَاصٍّ يَقُصُّ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَيُّهَا الْقَاصُّ، تَقُصُّ وَنَحْنُ قَرِيبُ الْعَهْدِ، أَمَا إِنِّي أَسْأَلُكَ، فَإِنْ تَخْرُجْ عَمَّا سَأَلْتُكَ وَإِلَّا أَدَّبْتُكَ قَالَ الْقَاصُّ: سَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا ثَبَاتُ الْإِيمَانِ وَزَوَالُهُ؟ فَقَالَ الْقَاصُّ: ثَبَاتُ الْإِيمَانِ الْوَرَعُ، وَزَوَالُهُ الطَّمَعُ قَالَ عَلِي: فَمِثْلُكَ يَقُصُّ.

ترجمہ

حضرت سیدنا شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے بازار میں گیا وہاں ایک قصہ گو قصے بیان کررہا تھا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس کے پاس رک گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے واعظ! تو وعظ کہہ رہا ہے، اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے قریب ہیں، میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تو نے جواب دے دیا تو ٹھیک وگرنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ اس واعظ نے عرض کی: حضور! آپ جو چاہیں پوچھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایمان کی مضبوطی اور اس کا زوال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ایمان کو مضبوط کرنے والی چیز تقوی ہے اور ایمان کو ختم کرنے والی چیز لالچ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھ جیسے شخص کو وعظ کہنے کی اجازت ہے۔

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مهران الأصبهانی (۴:۱۳۶)

آج تو کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے کہ وعظ کہنے والا شخص کتنا علم رکھتا ہے، بس جس کو دیکھا کہ وہ اچھی سُر لگا لیتا ہے وہ خطیب بن جاتا ہے اور سادہ لوح لوگوں کا ایمان ضائع کرتا رہتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جلال

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: ذُكِرَ لِابْنِ مَسْعُودٍ قَاصٌّ يَجْلِسُ بِاللَّيْلِ وَيَقُولُ لِلنَّاسِ: قُولُوا: كَذَا، قُولُوا: كَذَا، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَخْبِرُونِي، فَأَخْبَرُوهُ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ مُتَقَنِّعًا، فَقَالَ: مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، تَعْلَمُونَ أَنَّكُمْ لَأَهْدَى مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، وَإِنَّكُمْ لَمُتَعَلِّقُونَ بِذَنَبِ ضَلَالَةٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا قیس بن ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی گئی: کہ فلاں جگہ پر رات کے وقت ایک قصہ گو بیٹھتا ہے اور وہ لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ تم ایسے ایسے کہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جس وقت آئے تو مجھے بتانا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتلایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کپڑے میں لپٹ کر باہر نکلے اور ان کے پاس پہنچ کر فرمایا: جو مجھے جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے وہ جان لیں میں عبداللہ بن مسعود ہوں (رضی اللہ عنہ) تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے میں ہدایت دی ہے اور تم گمراہی کے گناہ میں جا پڑے ہو۔

(المعجم الکبیر: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۹: ۱۲۵))

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ کا کمال

عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ حَزْمٍ قَالَ: نَظَرَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى قَاصٍّ قَدْ طَوَّلَ، فَقَالَ: لَوْ قِيلَ لِهَذَا قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، اقْرَأْ فِيهِمَا كَذَا وَكَذَا، لَمَلَّ ذَلِكَ.

ترجمہ

آل حزم کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بہت طویل خطاب کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کو کہا جائے کہ اٹھ اور دو رکعت نماز ادا کر اور ان میں فلاں فلاں سورت تلاوت کر تو اس کی طبیعت فوراً اکتا جائے گی۔

(المصنف: أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (۴:۲۲۲)

ہمارے دور میں بہت سے خطباء ہیں جو نماز تک نہیں پڑھتے مگر جب وہ خطاب کرتے ہیں تو کئی کئی گھنٹے لگاتار خطاب کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جلال

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ إِنَّ زِيَادًا الْمِنْقَرِيَّ، وَكَانَ قَاصًّا يَقُولُ: إِنَّ أَجْرَ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِثْلُ أَجْرِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: لَوْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَفِي يَدِي عَصًا لَضَرَبْتُهُ بِهَا.

ترجمہ

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص زیاد المنقری قصہ گو خطیب تھا، کہتا ہے کہ نصف شعبان کی رات کا اجر لیلۃ القدر جتنا ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں اسے یہ کہتے ہوئے سن لیتا اور اس وقت میرے ہاتھ میں عصا ہوتا تو میں اس کے سر میں مار دیتا۔

(البدع والنھی عنہا: أبو عبد اللہ محمد بن وضاح بن بزیع المروانی القرطبی (۲:۹۴)

اب تو مجلس میں کوئی غلط بیانی کر رہا ہو تو جو اس کو منع کردے اس کا سر کھول دیتے ہیں۔

علماء چلے جائیں گے اور گمراہ رہ جائیں گے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم إِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَنْ یُعْطِیَہُ إِیَّاھُمْ، وَلٰکِنْ یَذْھَبُ بِالْعُلَمَاءِ، کُلَّمَا ذَھَبَ عَالِمٌ ذَھَبَ بِمَا مَعَہُ مِنَ الْعِلْمِ، حَتّٰی یَبْقٰی مَنْ لَا یَعْلَمُ فَیَضِلُّوا وَیُضِلُّوا.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی لوگوں کو علم دے کر ان سے واپس نہیں لے گا۔ بلکہ علماء کو اٹھالے گا جب بھی کوئی عالم جائے گا اس کے ساتھ اس کا علم بھی چلا جائے گا، حتی کہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کے پاس علم نہیں ہوگا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(الجامع معمر بن راشد: معمر بن أبی عمرو راشد الأزدی مولاہم، أبو عروۃ البصری، نزیل الیمن (۱۱:۲۵۴)

بدعمل خطباء کا برا حال

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْھَالِ، حَدَّثَنَا یَزِیدُ، حَدَّثَنَا ھِشَامٌ الدَّسْتُوَائِیُّ، عَنِ الْمُغِیرَۃِ خَتَنِ مَالِکِ بْنِ دِینَارٍ، عَنْ مَالِکِ بْنِ دِینَارٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَتَیْتُ عَلَی سَمَاءِ الدُّنْیَا لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِی، فَرَأَیْتُ فِیھَا رِجَالًا تُقْطَعُ أَلْسِنَتُھُمْ وَشِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: یَا جِبْرِیلُ، مَا ھٰؤُلَاءِ؟، قَالَ: ھٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِکَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے اور کتاب (قرآن کریم) کی تلاوت کرتے تھے

کیا یہ سمجھتے نہ تھے۔

(مسند أبي يعلى: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (۷:۱۸۰)

اپنی واہ واہ کروانے والے خطباء کے لئے وعید

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَاهُ أَبِي عَنْهُ وَهُوَ حَيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجْرُ بْنُ الْحَارِثِ الْغَسَّانِيُّ، مِنْ أَهْلِ الرَّمْلَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ الْكِنَانِيِّ، وَكَانَ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّمْلَةِ، أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَالَ لِبَشِيرِ بْنِ عَقْرَبَةَ الْجُهَنِيِّ يَوْمَ قُتِلَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ يَا أَبَا الْيَمَانِ، إِنِّي قَدِ احْتَجْتُ الْيَوْمَ إِلَى كَلَامِكَ، فَقُمْ فَتَكَلَّمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قَامَ بِخُطْبَةٍ لَا يَلْتَمِسُ بِهَا إِلَّا رِيَاءً وَسُمْعَةً، أَوْقَفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَوْقِفَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ.

ترجمہ

عبداللہ بن عوف کنانی جو کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی طرف سے رملہ کے گورنر تھے، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ عبدالملک بن مروان کے پاس موجود تھے کہ عبدالملک نے حضرت سیدنا بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے جس دن حضرت عمرو بن سعید بن العاص کو قتل کر دیا گیا کہا اے ابوالیمان! آج مجھے آپ کے کلام کرنے کی ضرورت ہے لھذا آپ کھڑے ہو کر کلام فرمائیں، انہوں نے فرمایا: کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے دکھاوے اور شہرت کے مقام پر روک کر کھڑا کر دے گا۔

(شعب الإيمان: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۹:۱۲۷)

علماء کم اور خطیب زیادہ ہو جائیں گے

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الْأَسْوَدُ، قَالَ مُؤَمَّلٌ: وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ، يُحَدِّثُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ عُلَمَاؤُهُ كَثِيرٌ، خُطَبَاؤُهُ قَلِيلٌ، مَنْ تَرَكَ فِيهِ عُشَيْرَ مَا يَعْلَمُ هَوَى، أَوْ قَالَ: هَلَكَ، وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقِلُّ عُلَمَاؤُهُ وَيَكْثُرُ خُطَبَاؤُهُ، مَنْ تَمَسَّكَ فِيهِ بِعُشَيْرِ مَا يَعْلَمُ نَجَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک زمانے میں ہو جس میں علماء کثیر تعداد میں ہیں اور خطباء بہت کم ہیں، جو شخص اس زمانے میں اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل ترک کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، اور عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جس میں علماء کم اور خطباء بہت زیادہ ہو جائیں گے، اس زمانے میں جو شخص اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کرلے گا وہ نجات پا جائے گا۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی (۱:۲۷)

یہ قیامت کی نشانی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور اب حال یہی ہے کہ عالم خال خال ملتے ہیں جب کہ خطباء کی بھرمار ہے، ان کی بھاری بھرکم فیسیں ہیں، منہ مانگے پیسے مانگتے ہیں مگر جب کوئی مسئلہ دریافت کرلیا جائے تو جواب آتا ہے کہ میں عالم تھوڑی ہوں بلکہ میں تو خطیب ہوں مسئلہ کسی اور سے دریافت کریں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گی

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ

لِابْنِ أَبِی السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِینَةِ ثَلَاثًا لَتُتَابِعُنِّی عَلَیْهِنَّ أَوْ لَأُنَاجِزَنَّکَ فَقَالَ: مَا هُنَّ بَلْ أَنَا أُتَابِعُکِ یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِینَ قَالَتْ: اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ کَانُوا لَا یَفْعَلُونَ ذَلِکَ: وَقَالَ إِسْمَاعِیلُ مَرَّةً فَقَالَتْ: إِنِّی عَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا یَفْعَلُونَ ذَاکَ وَقُصَّ عَلَى النَّاسِ فِی کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَیْتَ فَثِنْتَیْنِ، فَإِنْ أَبَیْتَ فَثَلَاثًا، فَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْکِتَابَ، وَلَا أُلْفِیَنَّکَ تَأْتِی الْقَوْمَ وَهُمْ فِی حَدِیثٍ مِنْ حَدِیثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَیْهِمْ حَدِیثَهُمْ، وَلَکِنْ اتْرُکْهُمْ فَإِذَا حَدَّثُوکَ عَلَیْهِ، وَأَمَرُوکَ بِهِ فَحَدِّثْهُمْ.

ترجمہ

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار مدینہ منورہ کے ایک واعظ جس کا نام ابن ابی السائب تھا، سے فرمایا کہ تین باتیں ہیں جنہیں میرے سامنے ماننے کا اقرار کرو ورنہ میں تم سے جنگ کروں گی، اس نے سوال کیا کہ وہ کیا ہیں؟ میں آپ کے سامنے ان کو تسلیم کرنے کا اقرار کرتا ہوں آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دعا میں الفاظ کی تک بندی سے اجتناب کیا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ اوران کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا نہیں کرتے تھے، دوسرا یہ کہ ہر جمعہ میں لوگوں کے سامنے صرف ایک بار وعظ کیا کرو اگر نہ مانو تو دو مرتبہ ورنہ تین مرتبہ، تم اس کتاب سے لوگوں کو اکتاہٹ میں مبتلاء نہ کیا کرو، اور تیسرا یہ کہ میں تمہیں کبھی اس طرح نہ پاؤں کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں اور تم ان کے درمیان قطع کلامی کرنے لگو بلکہ انہیں چھوڑے رکھو، اگر وہ تمہیں آگے بڑھنے دیں اور گفتگو میں شریک ہونے کا حکم دیں تب ان کی گفتگو میں شریک ہوا کرو۔

(مسند الامام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱۹:۴۳)

دوسرا باب

پہلی فصل

کیا یہ روایت عقلاً درست ہو سکتی ہے؟

مومن اپنے آپ کوذلت پر پیش نہ کرے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شَاذَانَ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟، قَالَ: أَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ.

ترجمہ

ترجمہ

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! انسان اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسی آزمائش اور امتحان سے تعرض کرے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

(شعب الإیمان : أحمد بن الحسین بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۱۳:۲۷۶)

اب غور کریں کہ رسول اللہ ﷺ تو اہل ایمان کے لئے فرمارہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت سے بچائیں تو خود رسول اللہ ﷺ کیسے جان بوجھ کر اس خاتون کے گھر کے پاس تشریف لے جاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دیتی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ

وقال مجاهد: كانوا يكرهون للمؤمن أنْ يذلَّ نفسه، فيجترء عليه الفُسَّاق.

ترجمہ

حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل کرے پھر اس پر فاسق وفاجر جری ہو جائیں۔

(جامع العلوم والحکم زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی (۲:۵۳۵))

یہ بات کسی بھی مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور ظاہر کرے کہ اس کے علاقہ کے فاسق وفاجر اس کو ہر طرح کی تکلیف دینے پر جری ہو جائیں۔ اب بتائیں جب یہ بات عام مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس طرح کرے کہ ہر فاسق اس کو تکلیف دینے پر جری ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کے لئے کیسے درست ہوسکتا ہے کہ وہ یہودی خاتون اتنی جری ہوگئی تھی کہ ہر روز وہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع کیا۔

مکھی رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا ادب کرتی

ذکر القَاضِی عِیَاض فِی الشِّفَاء والعزفی فِی مولده ان من خصائصة صلی الله عَلَیْهِ وَسلم انه کَانَ لَا ینزل عَلَیْهِ الذُّبَابُ ذکره ابْن سبع فِی الخصائص بِلَفْظ أنه لم یَقع علی ثِیَابه ذُبَاب قطّ.

ترجمہ

امام جلال الملۃ والدین جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مستطاب الشفاء میں اور عزفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مولد میں یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے تھا کہ آقا ﷺ کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور امام ابن سبع نے اپنی کتاب "الخصائص" میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک لباس پر بھی مکھی نہیں بیٹھی۔

(الخصائص الکبریٰ : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۱۷۷))

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف

ما یروی أن عمر رضی الله عنه قال لرسول الله علیه الصلاة والسلام أنا قاطع بکذب المنافقین لأن الله عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لأنه یقع النجاسات فیتلطخ بها فلما عصمک الله من ذلک القدر من القذر فکیف لا یعصمک عن صحبة من تکون متلطخة بمثل هذه الفاحشة.

ترجمہ

(جب منافقین نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اپنی رائے دیتے ہوئے عرض کی) یارسول اللہ ﷺ! مجھے منافقین کے قطعی جھوٹے ہونے کا یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر کوئی مکھی بیٹھے کیونکہ وہ نجاستوں پر بیٹھ کر نجاست آلود ہو جاتی ہے سو جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنی سی نجاست والی چیز کے چھونے سے محفوظ رکھا ہے تو اس فحش عمل والی عورت سے کیوں محفوظ نہ رکھے گا۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس : حسین بن محمد بن الحسن الدیاربکری (۱:۴۷۶))
(تفسیر النسفی : أبوالبرکات عبداللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (۲:۴۹۲))

جب اللہ تعالیٰ محبوب کریم ﷺ کو اتنی سی بات سے محفوظ رکھتا ہے تو کیا وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا ڈالتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے منع کیوں نہ کر دیا کہ اے حبیب ﷺ آپ اس راستہ سے جانا ہی ترک فرمادیں؟۔

جبریل امین سدرہ سے اتر کر مدینہ آتے ہیں

حَدَّثَنَا یَزِیدُ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِی نَعَامَةَ، عَنْ أَبِی نَضْرَةَ،

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَخَلَعَ النَّاسُ نِعَالَهُمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ:لِمَ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟ فَقَالُوا:يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا، قَالَ:إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ بِهِمَا خَبَثًا فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَقْلِبْ نَعْلَهُ، فَلْيَنْظُرْ فِيهَا، فَإِنْ رَأَى بِهَا خَبَثًا فَلْيُمِسَّهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ نعلین اتار دیئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے نعلین اتار دیئے۔نماز سے فارغ ہوکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم نے اپنے نعلین کیوں اتارے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو نعلین اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے عرض کیا:آپ ﷺ کے نعلین شریفین میں گھناؤنی چیز لگ گئی ہے ،اس لئے میں نے اپنے نعلین اتار دیئے۔الی آخرہ۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱۷:۲۴۲)

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف

قال علی رضی اللہ عنہ إن جبریل أخبرک أن علی نعلیک قذراً وأمرک بإخراج النعل عن رجلک بسبب ما التصق بہ من القذر.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ تعالی نے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ کو خبر دی کہ

آپ ﷺ کے نعلین شریفین میں کوئی گھناؤنی چیز لگ گئی ہے اور آپ ﷺ کو نماز میں ہی نعلین شریفین اتار دینے کا حکم دیا صرف اس سبب سے کہ نعلین شریفین میں کوئی گھناؤنی چیز لگ گئی ہے۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس : حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری (۱:۶۷۴))

اس حدیث شریف پر غور کریں تو مسئلہ واضح ہو جائے گا ایک بار رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین میں اس طرح کی کوئی چیز جو تکلیف دہ تھی لگ گئی تو اللہ تعالی نے جبریل امین علیہ السلام کو آسمانوں سے روانہ کیا کہ محبوب کریم ﷺ کے نعلین شریفین میں لگی ہوئی یہ چیز تکلیف دہ ہے لھذا محبوب کریم ﷺ اپنے نعلین اتار دیں۔ تو بتاؤ خدا کے بندو! اگر وہ یہودی عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا اپھینکا کرتی تھی تو جبریل امین علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کیوں نہ بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ؟

وقال ذكوان رحمه الله تعالى: لم ير لرسول الله صلى الله عليه وسلم ظل في شمس ولا قمر. رواه الحكيم الترمذي: وقال: معناه لئلا يطأ عليه كافر فيكون مذلة له. وقال ابن سبع رحمه الله تعالى: في خصائصه: إن ظله صلى الله عليه وسلم كان لا يقع على الأرض وإنه كان نوراً وكان إذا مشى في الشمس أو القمر لا يظهر له ظل.

ترجمہ

حضرت ذکوان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اسے امام حکیم الترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب النوادر میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے تاکہ کسی کافر کا پاؤں رسول اللہ ﷺ کے مبارک سایہ پر نہ آئے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی تھی۔

اور امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اپنی کتاب ''الخصائص'' میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ ﷺ نور تھے اور جب بھی آپ ﷺ سورج

یا چاند کی روشنی میں چلا کرتے تھے تو سایہ ظاہر ہی نہیں ہوتا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۲:۹۰)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان

وقال عثمان إن الله ما أوقع ظلم على الأرض لئلا يضع إنسان قدمه على ذلك الظل.

ترجمہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا کہ کہیں کسی شخص کا پاؤں آپ ﷺ کے مبارک سایہ پر نہ آجائے۔

(تفسیر النسفی: أبوالبرکات عبداللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (۲:۴۹۲)

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس حسین بن محمد بن الحسن الدّیار بکری (۱:۴۷۶)

تکلیف آنے پر جبریل امین علیہ السلام تسلی دینے آئے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ جَالِسٌ حَزِينٌ قَدْ خُضِّبَ بِالدِّمَاءِ، قَدْ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: فَعَلَ بِي هَؤُلَاءِ، وَفَعَلُوا، قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: نَعَمْ، أَرِنِي فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِي، قَالَ: ادْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ، فَدَعَاهَا فَجَاءَتْ تَمْشِي، حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: قُلْ لَهَا فَلْتَرْجِعْ، فَقَالَ لَهَا، فَرَجَعَتْ حَتَّى عَادَتْ إِلَى مَكَانِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَسْبِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ اس وقت غمگین بیٹھے تھے اور خون میں لت پت تھے، کچھ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو مارا تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو ایک معجزہ دکھاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے وادی کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا اور کہا: اس درخت کو بلائیں، نبی کریم ﷺ نے اسے آواز دی تو وہ چلتا ہوا آیا، اور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے لئے یہی کافی ہے۔

(مسند أبي یعلی: أبو یعلی أحمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال التمیمی ،الموصلی (٦:٦٥٨)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر کافر تکلیف دیں اور آپ ﷺ غمگین ہو جائیں تو اللہ تعالی جبریل امین علیہ السلام کو سدرہ سے روانہ فرماتا ہے کہ آپ جائیں اور میرے حبیب ﷺ کو تسلی دیں۔ انتہائی حیرت کی بات ہے کہ وہ خاتون رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دے اور رسول اللہ ﷺ روزانہ غمگین بھی ہوں مگر نہ جبریل امین علیہ السلام آئیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ خود اپنا راستہ تبدیل کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی کیسے خدمت کرتے تھے؟

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: قَالَ فَتًى مِنَّا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبْتُمُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا ابْنَ أَخِي، قَالَ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: وَاللهِ لَقَدْ كُنَّا نَجْهَدُ، قَالَ: وَاللهِ لَوْ أَدْرَكْنَاهُ مَا تَرَكْنَاهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَلَجَعَلْنَاهُ عَلَى أَعْنَاقِنَا، قَالَ: فَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَا ابْنَ أَخِي، وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَنْدَقِ، وَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ هَوِيًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ يَشْرُطُ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَرْجِعُ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، فَمَا قَامَ رَجُلٌ، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ، ثُمَّ يَرْجِعُ يَشْرِطُ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ "، فَمَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ مَعَ شِدَّةِ الْخَوْفِ، وَشِدَّةِ الْجُوعِ، وَشِدَّةِ الْبَرْدِ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ دَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنَ الْقِيَامِ حِينَ دَعَانِي، فَقَالَ: يَا حُذَيْفَةُ، فَاذْهَبْ فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ فَانْظُرْ مَا يَفْعَلُونَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنَا، قَالَ: فَذَهَبْتُ فَدَخَلْتُ فِي الْقَوْمِ، وَالرِّيحُ وَجُنُودُ اللهِ تَفْعَلُ مَا تَفْعَلُ لَا تَقِرُّ لَهُمْ قِدْرًا، وَلَا نَارًا وَلَا بِنَاءً، فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، لِيَنْظُرْ امْرُؤٌ مَنْ جَلِيسُهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ فَأَخَذْتُ بِيَدِ الرَّجُلِ الَّذِي إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ وَاللهِ مَا أَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مُقَامٍ لَقَدْ هَلَكَ الْكُرَاعُ، وَأَخْلَفَتْنَا بَنُو قُرَيْظَةَ، وَبَلَغَنَا عَنْهُمُ الَّذِي نَكْرَهُ، وَلَقِينَا مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ

مَا تَرَوْنَ، وَاللهِ مَا تَطْمَئِنُّ لَنَا قِدْرٌ، وَلَا تَقُومُ لَنَا نَارٌ، وَلَا يَسْتَمْسِكُ لَنَا بِنَاءٌ، فَارْتَحِلُوا فَإِنِّي مُرْتَحِلٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى جَمَلِهِ وَهُوَ مَعْقُولٌ فَجَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ فَوَثَبَ عَلَى ثَلَاثٍ، فَمَا أُطْلِقَ عِقَالُهُ إِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ، وَلَوْلَا عَهْدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي، ثُمَّ شِئْتُ لَقَتَلْتُهُ بِسَهْمٍ، قَالَ حُذَيْفَةُ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ مُرَحَّلٍ، فَلَمَّا رَآنِي أَدْخَلَنِي إِلَى رَحْلِهِ، وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ وَإِنَّهُ لَفِيهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، وَسَمِعَتْ غَطَفَانُ بِمَا فَعَلَتْ قُرَيْشٌ، فَانْشَمَرُوا إِلَى بِلَادِهِمْ.

ترجمہ

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل کوفہ میں سے ایک نوجوان نے حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور شرف صحبت حاصل کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! ہاں۔ سائل نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے تھے۔ سائل نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو پالیتے تو انہیں زمین پر ہی نہ چلنے دیتے بلکہ اپنی گردنوں پر بٹھا لیتے۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! خدا تعالیٰ کی قسم! ہم نے غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز پڑھائی اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کون آدمی جا کر دشمنوں کے حالات کا جائزہ لے کر آئے گا؟ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے دوبارہ نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی اعلان کیا اور اس

مرتبہ فرمایا کہ وہ میرا رفیق ہوگا۔ پھر شدت خوف اور شدت بھوک اور سردی کی وجہ سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔ جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا، اس وقت میرے لئے کھڑے ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حذیفہ! تم جاؤ اور دیکھو کہ دشمنوں کے کیا حالات ہیں؟ اور واپس ہمارے پاس آنے تک کوئی نیا کام نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلا گیا اور دشمن کے لشکر میں گھس گیا، جہاں ہوائیں اور اللہ تعالیٰ کے لشکر اپنا کام کر رہے تھے اور ان کی کوئی ہنڈیا آگ پر اور خیمہ ٹھہر نہیں پا رہا تھا، یہ دیکھ کر ابوسفیان بن حرب کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! ہر آدمی دیکھ لے کہ اس کے ساتھ کون بیٹھا ہے؟ (کہیں کوئی جاسوس نہ ہو) اس پر میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ پھر ابوسفیان کہنے لگا کہ اے گروہ قریش! خدا تعالیٰ کی قسم! اس جگہ تمہارے لئے مزید رکنا اب ممکن نہیں رہا، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں، بنو قریظہ نے بھی ہم سے وعدہ خلافی کی ہے، اور ہمیں ان کی طرف سے ناپسندیدہ حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اس ہوا سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں وہ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ کوئی ہانڈی ٹھہر نہیں پا رہی۔ آگ جل نہیں رہی اور خیمے اپنی جگہ کھڑے نہیں رہ پا رہے۔ اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ تم لوگ واپس روانہ ہو جاؤ اور میں تو واپس جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے کی طرف واپس چل پڑا جو رسی سے باندھا گیا تھا اور اس پر سوار ہو کر ایڑ لگا دی وہ تین مرتبہ اچھلا لیکن جب اس نے رسی چھوڑی تو وہ کھڑا ہو گیا اگر نبی کریم ﷺ نے مجھے نصیحت نہ کی ہوتی کہ کوئی نیا کام نہ کرنا جب تک تم میرے پاس واپس نہ آ جاؤ اور پھر میں چاہتا تو اپنا تیر مار کر اسے قتل کر سکتا تھا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی طرف واپس روانہ ہو گیا، نبی کریم ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو میں نے ساری بات عرض کر دی۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳۸: ۳۵۸)

دوسری فصل

اس روایت کے متعلق کچھ گزارشات

یہ بات ہر ذی شعور پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج کے دور میں تمام مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ ہے اور جس طرح اس اہم مسئلہ سے بے اعتنائی برتی جارہی ہے اتنی کسی اور بات پر شاید روا نہ رکھی گئی ہو۔

آپ دیکھ لیں پاکستان بھر میں نوے فی صد سے بھی زائد مساجد کی انتظامیہ دین بیان ہونے پر راضی نہیں ہے، وہ یہ چاہتی ہے کہ ان کی مرضی کا دین بیان ہو، اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان انتظامیہ میں سے نوے فی صد لوگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے اور وہ یہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں لھذا ان کو معاف کر دینا چاہئے، حالانکہ یہی انتظامیہ اس مولوی کو معاف نہیں کرتی جو ان کی شان میں تھوڑا سا بھی اونچا بول بیٹھے۔ جب صورتحال ایسی ہو تو وہاں دین کیسے بیان ہوگا؟ اور اہل علم کی خدمت میں میرا عاجزانہ سوال ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کے حامی ہیں اور ان کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔؟

ان لوگوں کے دین دشمن ہو جانے کا ذمہ دار کون ہے؟ کس نے ان کو یہاں تک پہنچا دیا ہے وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں منبر و محراب کا تسلط ہے ان کے نظریات ہی تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ عالم دین کو ان کی طرف سے پابند کیا جاتا ہے کہ وہ صرف نماز و روزہ اور ان کے فضائل پر ہی گفتگو کرے اس کے علاوہ کسی بات پر نہ بولے۔ عالم کے لئے یہ حکم آجاتا ہے کہ ڈینگی کے خلاف تقریر کرو اور پولیو کے قطرے پلانے کی افادیت پر تقریر کرو مگر اسی عالم کو رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ بیان نہیں کرنے دیا جاتا۔

اور مساجد کے منبر و محراب سے آج کلمہ حق کی آواز کو دبایا جا رہا ہے اور بہت سے علماء کرام ایسے ہیں جن کو صرف ناموس رسالت ﷺ پر گفتگو کرنے پر مساجد سے نکال دیا گیا ہے، بتائیں ان کو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ تو گوارا ہے مگر جو رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے حق میں اور گستاخ کے خلاف بولے وہ عالم برداشت نہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ جو فقیر آج تک سمجھ سکا ہے وہ یہ ہے کہ انتظامیہ میں اکثریتی طبقہ سرکاری افسروں کا ہوتا ہے جو ریٹائر ہو چکے ہوتے ہیں چونکہ ہر ہر بات میں اپنی منوانا ان کی طبیعت میں راسخ ہو چکا ہوتا ہے اور ان میں کئی اپنے دور کے رشوت خور حرام خوررہ چکے ہوتے ہیں اور ان کا یہ بھی ذہن بنایا گیا ہوتا ہے کہ حکومت جو مرضی کرے چاہے وہ اسلام دشمن پالیسی لائے یا گستاخوں کو رہا کرے اور عشاقان رسول ﷺ کو پھانسی لگادے انہوں نے بہر حال حکومتی اقدام کی حمایت کرنی ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے فقیر کے نزدیک مساجد میں دین کی آواز کے دبائے جانے کا کیونکہ انتظامیہ کا اکثریتی طبقہ لبرل اور دین بیزار ہے اور وہ صرف اور صرف نماز روزے کو ہی دین سمجھتا ہے۔ غلبہ اسلام اور اقامت دین ان کے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔

آج سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے بچوں کو دین سے بیزار کیا جارہا ہے اور دین کے بارے میں شکوک وشبہاب پیدا کئے جارہے ہیں، آج سکول ماسٹر اور کالج ویونیورسٹی کے پروفیسر باقاعدہ دین متین کے خلاف لیکچر دیتے ہیں جس سے بچوں کے ذہن خراب ہورہے ہیں اور دین میں شکوک وشبہاب کا ایک بند نہ ہونے والا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ جب بھی کسی بچے سے بات کی جائے تو اس سے دین بیزاری کی بو آتی ہے۔ جب بھی اس کے سامنے کوئی شرعی مسئلہ بیان کیا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ ہر ہر دینی حکم میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے گئے ہیں جیسے قربانی کا مسئلہ اس میں بھی بہت حد تک دشمن اپنا کام دکھانے میں کامیاب ہوتا جارہا ہے جیسے ایام قربانی قریب آتے ہیں فیس بک پر اس طرح کی تصاویر ارسال کی جاتی ہیں کہ میں نے اس بار قربانی کے پیسوں سے غریب کی خدمت کردی ہے، یہ ضروری تو نہیں کہ آپ قربانی ہی کرو اور جانور ہی ذبح کرو اس سے تو بہتر ہے کہ بندہ کسی یتیم کے لئے سکول کی کتب کا انتظام کردے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پنجاب یونیورسٹی کا ایک طالب علم جو فقیر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا بہت عرصہ کے بعد جب ملنے کے لئے آیا تو اس نے بتایا کہ وہ حدیث کا منکر ہوگیا ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی

کلاس کے تمام لڑکے سوائے تین چار کے سب کے سب حدیث کے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ انکا پروفیسر منکر حدیث تھا۔

ایک لڑکا جو کہ خود پروفیسر کا بیٹا تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا منکر ہو گیا، اس طرح کی بہت سی مثالیں جو فقیر کے سامنے ہیں۔ آج میڈیا پر بیٹھے ہوئے نام نہاد دانشور دین متین اور اہل دین کے خلاف بولنا اور دینی شعائر کا مذاق اڑانا اپنا فریضہ جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں دین کے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں اور ان کا ایمان متزلزل کیا جا رہا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حَدَّثَنِی أَبُو صَالِحٍ :قَالَ:حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ :وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ:حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ :وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ :قَالَ:حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ :قَالُوا:حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ :قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ :قَالَ:حَدَّثَنَا ذَكْوَانُ :قَالَ:كَانَ الْحَسَنُ :يَنْهَى عَنِ الْخُصُومَاتِ فِي الدِّينِ وَقَالَ:إِنَّمَا يُخَاصِمُ الشَّاكُّ فِي دِينِهِ.

ترجمہ

ذکوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ لوگوں کو دین کے معاملے میں جھگڑا کرنے سے منع کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ دینی احکامات میں وہی شخص جھگڑا کرتا ہے جس کو دین کے متعلق شک ہو۔

(الإبانة الكبرى لابن بطة : أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العُكْبَري المعروف بابن بَطَّة العكبري (۲:۵۱۴))

آج آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ یہ لوگ دین کے بارے میں کس قدر شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمانوں کو اپنے دین میں تصلب عطا فرمائے۔

کاش کہ کوئی عالم ان مسائل کا ادراک کرتا اور اس پر کوئی کتاب لکھتا کہ اب یہ لبرل طبقہ کس طرح اہل دین پر حاوی ہو چکا ہے اور ان کا مذہب بالکل اسلام کے منافی ہے اور افسوس کی

بات یہ ہے انہیں لوگوں کو عاشق رسول کہا جاتا ہے اور اپنے منبروں پر جگہ دی جاتی ہے اور وہ ہوتے دین دشمن ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل پر سینکڑوں کتب ورسائل موجود ہیں مگر نہیں تو لبرل، دین دشمن طبقے کے متعلق آگاہی فراہم کرنے پر کوئی کام نہیں ہے۔ کیا کسی عالم میں ہمت ہے کہ وہ یہ فتوی جاری کرے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے قتل کا منکر ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کا انکار کرتا ہے اور حکم قرآنی کو مانتا ہی نہیں ہے تو شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے؟ آج لوگوں کی اپنی ترجیحات ہیں۔ کاش کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ اور دین متین کے دفاع کا مسئلہ ان کی ترجیحات کی فہرست کے پہلے نمبر پر آجاتا۔

آج جو لوگ گستاخوں کی حمایت کر کے اور ان کے معاملے میں خاموشی اختیار کر کے بھی خود کو رسول اللہ ﷺ کا عاشق کہلواتے پھرتے ہیں ان کے لئے اس روایت میں بڑی عبرت ہے اس روایت کو پڑھیں اور اپنا قبلہ درست کریں۔

رسول اللہ ﷺ جلال میں آگئے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا جِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ، وَإِنَّ نَاسًا مِنْ عَبِيدِنَا قَدْ أَتَوْكَ لَيْسَ بِهِمْ رَغْبَةٌ فِي الدِّينِ، وَلَا رَغْبَةٌ فِي الْفِقْهِ إِنَّمَا فَرُّوا مِنْ ضِيَاعِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ جِيرَانُكَ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ: رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ لَجِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..

ترجمہ

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کے کچھ لوگ رسول

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی اور حلیف ہیں، ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں، انہیں دین سے رغبت ہے اور نہ ہی اس کی سمجھ بوجھ سے کوئی دلچسپی ہے، دراصل وہ ہماری جائیداد اور مال و دولت اپنے قبضے میں کر کے فرار ہو گئے ہیں اسلئے آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ان کی بات تو صحیح ہے، یہ آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی رائے دریافت فرمائی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف تو واقعۃً ہیں، اس پر نبی کریم ﷺ کے مبارک چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲:۴۴۸)

رسول اللہ ﷺ کے جلال کی وجہ یہ تھی کہ اس میں فی الجملہ مکہ کے مشرکین و کفار کی بات کی تائید ہوتی تھی۔ آج وہ لوگ غور کریں جو گستاخوں کی سزا کی معافی کے حق میں کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کی حمایت تو نہیں کر رہے۔؟

ایک انتہائی افسوس ناک بات

جب رسول اللہ ﷺ کے کسی گستاخ کے خلاف سخت بات کی جائے تو فوراً ان کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث یاد آجاتی ہیں، اور اسی طرح جب کسی سیاسی لیڈر کے خلاف بات آجائے تو ان کو فوراً قرآن کریم کی آیات یاد آجاتی ہیں کہ مومن کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہو جائے (نعوذ باللہ من ذلک) تو پھر ان کو نہ قرآن کریم کی کوئی آیت نظر آتی ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے وہ روشن فیصلے نظر آتے ہیں اور نہ ہی ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وہ تلوار کی چمک نظر آتی ہے کہ جب بھی کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کرتا تو فوراً حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نکال لیتے تھے اور اجازت مانگتے کہ یارسول اللہ ﷺ!

اجازت عطا فرمائیں میں اس کو قتل کردوں؟ تب ان کو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہ ماننے والے منافق کا قتل کرنا یاد نہیں رہتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کی بات آئے تو سب کچھ ترک کر کے صرف ایک بوڑھی والا قصہ جو ہے ہی بے سروپا اور من گھڑت وموضوع کو لیکر گستاخ کو معاف کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ جب تمھاری عزت کی بات آئے تو قرآن وحدیث سے دلائل نکل آئیں، جب توہین عدالت کی بات آئے تو قانون کی بیسیوں کتابیں باہر آجائیں اور جب رسول اللہ ﷺ کی عزت وآبرو کی بات آئے تو سارے قانون پس پشت ڈال دیئے جائیں اور گستاخ کو معاف کر دیا جائے۔

ایک اہم تجویز

یہ تجویز ان لبرل اور سیکولر طبقہ کے بیمار ذہن لوگوں کے لئے ہے کہ انگریز کی کوٹ کچہری وغیرہ سب بند کردیئے جائیں کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو اس بوڑھی والے (من گھڑت) قصے سے استدلال کر کے معاف کیا جاسکتا ہے تو تمھاری کیا اوقات ہے کہ تمھارے گستاخوں کو پکڑا جائے اور ان کو سزائیں دی جائیں۔ کیا یہ جیلیں اور تھانے صرف تمھارے دشمنوں کے لئے ہیں، کیا یہ سزائیں اور قانون تمھاری عزت بچانے کے لئے ہیں؟۔

کیونکہ کل کلاں کوئی یہ بھی استدلال کرسکتا ہے کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف ہے کہ ایک شخص نے سو بندے قتل کئے تھے تو اللہ تعالی نے اس کو معاف کر دیا تھا لھذا جب اللہ تعالی معاف کر دیتا ہے تو تم کون ہوتے ہو پکڑنے والے؟

ایسے کوڑھ مغز کو یہ جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالی مالک ہے وہ جیسے چاہے کرے تم کون ہوتے ہو اس کے فیصلوں میں دخل انداز ہونے والے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی عزت کے خود مالک ہیں اگر آپ ﷺ چاہیں تو معاف فرما سکتے ہیں تم کون ہوتے ہو رسول اللہ ﷺ کے ذاتی حق میں تصرف کرنے والے؟۔

ایک پروفیسر کے سوال کا جواب

ایک پروفیسر سے ملاقات ہوئی تو گویا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے گستاخوں کو معاف کیا تھا تو ہم کیوں نہیں کر سکتے ؟ اس کو جوابا کہا گیا کہ جناب اگر کوئی طالب علم آپ کی گستاخی کر دے تو کیا آپ کے کالج کا چپڑاسی آپ کے گستاخ کو معافی دے سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بارہا آپ کو دیکھ چکا ہے کہ آپ اپنے بے ادب لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ جب اس نے گستاخی میری کی ہے تو میرا چپڑاسی کیسے معاف کر سکتا ہے کیونکہ یہ حق میرا ہے جب میری حق تلفی ہوگی تو معاف بھی تو میں ہی کروں گا تو معافی ہوگی ؟ میں نے کہا: بالکل اسی طرح جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا کیونکہ حق جب رسول اللہ ﷺ کا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کون معاف کر سکتا ہے؟۔

یاد رہے سکول کی کتابوں کو مرتب کرنے والے زیادہ تر جاہل اور علم دین سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔

تیسری فصل

چند سوالات کے جوابات

پہلا سوال اوراس کا جواب

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو موضوع اور من گھڑت ہیں اس پر ہی لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اس کا جواب عرض کرنا بہت ضروری ہے کہ بہت سی روایات ایسی ہوتی ہیں جو واقعی موضوع ہوتی ہیں لیکن وہ مقصد شریعت کے خلاف نہیں ہوتیں ان کے متعلق محدثین صرف یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ روایت موضوع ہے یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اسے نہیں جانتے۔

اہل فہم پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ روایت ان روایات میں سے ہے جو قرآنی احکامات اور نبوی ارشادات کے خلاف ہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ موجودہ دور میں اس موضوع روایت کی وجہ سے سارے قرآنی احکامات اور احادیث نبویہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، جب بھی ان کے سامنے قرآن پاک پڑھا جائے یا رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے پڑھ کر سنائے جائیں تو فوراً سے پہلے انکار کر دیتے ہیں کہ سب جھوٹ ہے۔ اب آپ خود غور کریں کہ اس موضوع روایت کو لیکر ساری شریعت مبارکہ کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں کیا اس پر لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟۔

سوال

ہوسکتا ہے کہ یہ کوڑا پھینکنے والی عورت یہی ابولہب کی بیوی ام جمیل ہو کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے پھینکا کرتی تھی۔

جواب

جو قصہ مشہور ہے اس میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ جو عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی وہ یہودیہ تھی اور اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل یہودیہ نہیں بلکہ مشرکہ تھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس قصہ میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ اس یہودیہ عورت نے کلمہ پڑھ لیا تھا جبکہ ابولہب کی بیوی نے تو زندگی بھر اسلام قبول ہی نہیں کیا بلکہ کفر کی حالت میں مرگئی تو اس سے مراد ابولہب کی بیوی نہیں ہوسکتی۔

سوال

جس طرح ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے راستے پر کانٹے ڈالا کرتی تھی اور طائف کے کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارے اور اسی طرح عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ پر اوجھڑی ڈالی اسی طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی یہودی عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالتی ہو۔؟

جواب

ابولہب کی بیوی جب رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کوڑا ڈالتی ہے تو اللہ تعالی نے پوری سورت اس کی مذمت میں نازل فرمادی۔ اور جب عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ ﷺ پر اوجھڑی ڈالتا ہے تو رسول اللہ ﷺ اس کے خلاف اور اس کے ساتھ جتنے بھی لوگ کھڑے تھے سب کے خلاف دعا کرتے ہیں اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق وہ سارے کے سارے کفر کی حالت میں انتہائی ذلت کی موت مرجاتے ہیں۔

اور طائف کے لوگ رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارتے ہیں اور آپ ﷺ کے مبارک پاؤں خون سے تر ہوجاتے ہیں اور ادھر جبریل امین علیہ السلام اور ملک الجبال علیہ السلام آجاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ! اجازت دیں تاکہ ان پر پہاڑوں کو ملا دیا جائے تاکہ یہ اس میں مرجائیں۔

اور جب ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے مبارک سر کو زخمی کرتا ہے تو اس وقت حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جو ابھی تک دامن اسلام سے بھی وابستہ نہیں ہوئے وہ آجاتے ہیں اور ابوجہل کا سر کھول دیتے ہیں۔

انتہائی حیرت والی بات ہے کہ جب ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر روزانہ کوڑا ڈال رہی ہے تب نہ تو جبریل امین علیہ السلام آتے ہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اس کے

خلاف دعا کرتے ہیں اور نہ ہی کسی صحابی کو پتہ چلتا ہے کہ ایسا معاملہ ہورہا ہے اوراس سے بڑھ کر حیرت ناک بات یہ ہے کہ ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے پھینکے تو اللہ تعالی پوری سورت اس کی مزمت میں نازل فرمادے لیکن جب ایک یہودی بڑھیا روزانہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکے تو اللہ تعالی بھی وحی نازل نہ فرمائے۔

سوال

بعض احباب کی طرف سے یہ سوال ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کا ہو؟

جواب

عرض یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے تو رسول اللہ ﷺ کا کوئی بھی دشمن نہیں تھا سارے صادق وامین کہتے تھے ،لھذا یہ سوال درست نہیں ہے ۔جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور توحید کا علم بلند کیا اور اپنے رسول اللہ (ﷺ) ہونے کا اعلان کیا تو مکہ کے مشرکین دشمن بن گئے ،اس سے پہلے تو کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا اور یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے کیسے اس یہودی عورت نے کلمہ پڑھ لیا۔؟

چوتھی فصل

اس روایت کے متعلق چند سوالات

☆اس بڑھیا کا نام، اس کے قبیلے کا نام بتایا جائے۔

☆یہ بھی بتایا جائے کہ وہ بڑھیا مکہ مکرمہ کی تھی یا مدینہ منورہ کی یا طائف کی رہنے والی تھی۔

☆جس کتاب میں قصہ موجود ہے اس کا نام بتایا جائے۔

☆جس پبلشرز نے یہ کتاب طبع کی ہے اس کا نام اور جگہ بتائی جائے۔

☆جس مصنف نے یہ کتاب لکھی ہے اس کا نام معہ سن ولادت ووفات تحریر کیا جائے۔

☆اگر ایسی بات تھی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے استدلال کیوں نہ کیا۔

☆وہ عورت روزانہ یہ حرکت کر رہی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے لاعلم رہے اور کسی کو کانوں کان خبر ہی نہیں ہوئی؟

☆جب رسول اللہ ﷺ مسجد شریف جاتے ہوں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو پتہ نہیں چلا؟

☆جب گھر جاتے ہوں گے لباس وغیرہ تبدیل کرنے تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو کوئی خبر نہیں ہوئی؟

☆جب اس نے ایک بار ایسی حرکت کی تو رسول اللہ ﷺ نے راستہ کیوں نہ بدلا؟

☆کیا وہ ہمہ وقت اسی انتظار میں ہوتی ہوگی کہ کب رسول اللہ ﷺ یہاں سے گزریں اور وہ کوڑا ڈال دے اور ہر بار کامیاب ہو جاتی ہوگی؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا سراغ لگانے میں ہر بار ناکام رہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

☆بالفرض اگر ایسا ہوا بھی ہو تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو منع کیوں نہیں فرمایا اور یہ کیوں نہ کہا کہ اے حبیب ﷺ! آپ اپنا راستہ بدل لیں۔؟

☆چودہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کی امت کے کسی عالم نے مسئلہ ناموس رسالت ﷺ پر اس بڑھیا والے قصے سے استدلال کیوں نہیں کیا؟

☆جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی

کو قتل کرنے کے لئے روانہ فرمایا اور حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ نے ابوعفک یہودی کو قتل کیا اور جب ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی ام ولد کو قتل کیا اور عصماء بنت مروان نامی عورت کو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا الغرض اس طرح کے گیارہ واقعات رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں رونما ہوئے ان سب پر رسول اللہ ﷺ نے جو حکم صادر فرمایا وہ سب کے سامنے ہے۔ کیا اس وقت کسی نے اس یہودی بوڑھی عورت کے قصے سے استدلال کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو بتائیں وہ کون تھا؟۔

اس وقت تو کسی نے بھی عرض نہیں کیا کہ آپ ﷺ تو گستاخوں کو معاف فرمادیتے تھے اب یہ کیوں؟

☆ جب منافق نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہیں مانا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا جب معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کیوں نہیں فرمایا اے عمر! کیا تم کو میرا اسوہ معلوم نہ تھا؟ بلکہ رب تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جرات مندانہ اقدام کی تحسین فرمائی۔

☆ اگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بے ادب کو معاف کیا تھا تو کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ تھا یا تمھارے لئے بھی یہ سنت بن گئی ہے کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کو معاف کردو۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے چار سے زائد نکاح فرمائے، بیٹھ کر بھی نماز ادا فرماتے تو اجر پورا پورا ملتا الی آخرہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات ہیں ان پر کوئی بھی عمل نہیں کرسکتا۔ اگر گستاخوں کو معاف کرنا یہ رسول اللہ ﷺ نے سنت کے طور پر جاری فرمایا ہے تو دلیل دو۔

ایک ضروری وضاحت

یہ واقعہ تین مقامات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ ☆ مدینہ منورہ ☆ طائف

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ میں تو یہودی رہتے ہی نہ تھے یہاں مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین ہی

تھے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہودی یہاں نہ ہوں مگر ان کی ایک بوڑھی عورت یہاں رہتی ہو۔

ایک افسوس ناک بات ہے کہ آج بھی ہمارے مسلمان جو بے علم ہیں وہ جا کر ایک جگہ کی زیارت کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی۔ العیاذ باللہ تعالی)

طائف

دوسرا مقام طائف ہے اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر وہ بوڑھی یہودن عورت رہتی تھی جو رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی جب آپ ﷺ مسجد شریف کی طرف جایا کرتے تھے۔ طائف میں بھی یہودی نہیں رہتے تھے اور وہاں بھی صرف مشرکین ہی تھے۔

تو دوسری عرض یہ ہے کہ طائف میں جب رسول اللہ ﷺ پہلی بار تشریف لے گئے تھے تو ابھی ہجرت ہی نہ ہوئی تھی، مسجد شریف تو رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہی ہجرت کے بعد ہے اور وہ بھی مدینہ منورہ میں، تو وہاں مسجد کونسی تھی اور وہاں یہودن بوڑھی یہ حرکت کیسے کر لیتی تھی؟۔

مدینہ منورہ

یہ فقیر مدینہ منورہ حاضر تھا تو ایک شخص آیا اس نے کہا: آئیں آپ کو اس جگہ کی زیارت کرادوں جہاں سے وہ بوڑھی عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی، تو میں نے فوراً اسے کہا: جناب توبہ کریں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مقام ہے جہاں سے کوئی عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی۔

یہاں پر ایک بات یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے گرد سخت پہرہ ہوتا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی کثیر تعداد میں ہوتے تھے کہ کسی کو ایسی مجال ہی نہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کر جائے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر یہ ثابت کریں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے گھر کے باہر بیٹھے رہتے تھے کہ کسی وقت رسول اللہ ﷺ کو کسی کام کی ضرورت ہو تو فوراً وہ کام کر دیا جائے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے مکانات بالکل قریب قریب تھے اور تھے بھی سارے مسجد نبوی شریف کے قریب تھے، تو رسول اللہ ﷺ کس جگہ سے آتے تھے جو وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

اس سلسلے میں کافی کتب میں تلاش کیا گیا کہ مکہ مکرمہ میں اور طائف میں کوئی یہودی لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رہتے تھے یا نہیں تو اس تحقیق سے یہی پتہ چلا کہ مکہ مکرمہ اور طائف میں یہودی نہیں رہتے تھے بلکہ مشرکین ہی آباد تھے۔ علاوہ ازیں علماء اہل سنت جن میں حضرت العلام مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ، حضرت محقق العصر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ تعالی اور حضرت العلام مولانا مفتی ظہور احمد جلالی صاحب دامت برکاتھم العالیہ سے بھی رہنمائی لی گئی تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مکہ مکرمہ اور طائف میں یہودی آبادی بالکل نہ تھی۔

خوش اعتقادی یا جہالت؟

مدینہ منورہ کے عالم دین جو کہ سنی ہیں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جدہ میں سعودی حکومت نے ایک بہت بڑا سائیکل بنایا تھا جو عین شارع عام پر تھا، اس کے متعلق کسی نے مشہور کر دیا کہ یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا سائیکل تھا جب آپ علیہ السلام جنت سے تشریف لائے تو یہ ساتھ لائے تھے۔ بس لوگوں نے سنا اور وہاں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب ان کا رش زیادہ ہوا تو سعودیوں نے وہاں پر ایک شرطہ کھڑا کر دیا ہے۔

یہ بات لکھتے ہوئے مجھے انتہائی حیرانگی بھی ہو رہی ہے کہ فیصل آباد کے ایک دیوبندی مسلک کے عالم سے ملاقات ہوئی تو اس نے انکشاف کیا کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جبل رحمت شریف کے گرد اپنے سائیکل پر حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو تلاش کرتے رہے اور یہیں پر ہی تین سو سال ڈھونڈتے رہے تھے۔ العیاذ باللہ تعالی۔

اب کیا کریں اور کدھر جائیں جو لوگ پڑھے لکھے ہیں ان کا یہ حال ہے تو جاہلوں کا کیا بنے گا؟

مدینہ منورہ میں ایک ٹیکسی ڈرائیور سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ پاکستان کے کچھ لوگ آئے میں ان کو زیارات مقامات مقدسہ کے لئے لے گیا، تو راستے میں وہ کہنے لگے کہ پل صراط بھی دیکھنی ہے، اب میں ان کو بار بار کہوں کہ خدا کے بندو! یہاں کہاں پل صراط؟ یہاں نہیں ہے وہ تو قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔ بار ہا سمجھانے کے باوجود انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔

تیسرا باب

پہلی فصل

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیسے کی گئی؟

عموماً یہی تاثر دیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ پر جو بھی ظلم کرتا تھا اور جس طرح بھی وہ ایذا رسانی کا سبب بنتا اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کچھ بھی نہیں کہتے تھے بلکہ ان کے لئے دعائیں کرتے تھے اور ان کے پاؤں کے نیچے رسول اللہ ﷺ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے تھے۔ فقیر کی نظر میں جتنے گستاخوں کے قتل کا حکم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اتنی ذلت آمیز موت ان کی بھی واقع نہیں ہوئی جتنی ذلت آمیز موت ان کی واقع ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ کے گستاخ تھے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے جس گستاخ کے بھی قتل کا حکم دیا اس کو تلوار سے قتل کیا گیا۔ یا پھر جس کو ماورائے عدالت بھی قتل کیا گیا اسے بھی تلوار کے ذریعے سے ہی قتل کیا گیا۔

اور جتنے گستاخ مکہ مکرمہ میں مارے گئے ان کے مرنے کی داستان بہت ہی عبرتناک ہے۔ کوئی دیوار سے ٹکریں مار مار کر مر رہا ہے تو کوئی چیخ چیخ کر مر رہا ہے، تو کوئی شیر کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ تو کوئی منہ کالا ہونے کی وجہ سے اپنے ہی گھر سے نکالا جا رہا ہے۔ ہر دانا شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ تلوار سے کسی شخص کا مر جانا نہایت آسان ہے جبکہ اس طرح مرنا جس طرح مکہ مکرمہ میں کفار کی موت واقع ہوئی وہ انتہائی دردناک ہے۔

ابوجہل کے سامنے آگ کی خندق حائل ہوگئی

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي

بِيَدَيْهِ، قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَا لَکَ؟ فَقَالَ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ دَنَا مِنِّي لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا نَدْرِي فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ شَيْءٌ بَلَغَهُ (كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى، أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى إِنَّ إِلَى رَبِّکَ الرُّجْعَى، أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى، عَبْدًا إِذَا صَلَّى، أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى، أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى، أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى(العلق: ۷)يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ (أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللهَ يَرَى، كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ، نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ، فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ، كَلَّا لَا تُطِعْهُ)(العلق ۱۴)، زَادَ عُبَيْدُ اللهِ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: وَأَمَرَهُ بِمَا أَمَرَهُ بِهِ وَزَادَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى (فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ(العلق: ۱۷)، يَعْنِي قَوْمَهُ.

ترجمہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے اہل مکہ سے کہا: کیا حضرت محمد ﷺ تمھارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں (یعنی سجدہ کرتے ہیں)؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو میں (العیاذ باللہ) ان کی گردن کو روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملاؤں گا۔ پھر جس وقت رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے تو وہ آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک روندنے کا ارادہ کیا، وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز سے بچ رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی اور ہول اور بازو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ لیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے یا کسی طریقے سے انہیں معلوم ہوا۔ (ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ انسان بلاشبہ ضرور سرکشی

کرتا ہے، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے بے شک آپ کے رب تعالی کی طرف ہی لوٹنا ہے ۔کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو ہمارے بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے ۔آپ بتائیں کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقوی کا حکم دیتا تو یہ بہتر نہ تھا۔آپ بتائیں کہ اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ تعالی کے عذاب سے کیسے بچے گا۔کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ تعالی سب کچھ دیکھ رہا ہے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور گناہگار ہے اسے چاہئے کہ وہ مجلس میں اپنے مددگاروں کو پکارے ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے، ہرگز نہیں ۔آپ اس کی اطاعت نہ کریں۔

(صحیح مسلم :مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری ا(۱:۸۸)

عذاب والے فرشتے آگئے

نزل اثنا عشر ملکا من الزَّبَانِیَة رؤوسهم فِی السَّمَاء وأرجلهم فِی الأرْض .

ترجمہ

امام بدرالدین عینی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل فرماتے ہیں کہ بارہ فرشتے زبانیہ میں سے زمین پر اتر آئے تھے جن کے سر آسمانوں میں اور پاؤں زمین میں تھے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری : أبومحمد محمود بن أحمد الحنفی بدرالدین العینی (۱۹:۳۰۸)

یہ تو مکہ مکرمہ ہے، جہاں ابوجہل لعنہ اللہ تعالی رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کی غرض سے آرہا ہے تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ اور اس کے مابین آگ کی خندق حائل کردی اور فرشتے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے آگئے۔

اگر یہ قریب آیا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے

حَدَّثَنَا یَحْیَی، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :قَالَ أَبُو جَهْلٍ :لَئِنْ رَأَيْتُ

مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ضرور ان کی گردن روند دوں گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۶:۱۷۴))

ابوجہل مرعوب ہو گیا

قَالَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ إِرَاشٍ بابل له الى مَكَّةَ فَابْتَاعَهَا مِنْهُ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، فَمَطَلَهُ بِأَثْمَانِهَا: فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى نَادِي قُرَيْشٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَنْ رَجُلٌ يُعْدِينِي عَلَى أَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ فَإِنِّي غَرِيبٌ وَابْنُ سَبِيلٍ، وَقَدْ غَلَبَنِي عَلَى حَقِّي؟ فَقَالَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ ترى ذلک: يهزون به إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَعْلَمُونَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي جهل من العداوة، اذهب اليه فهو يعديک عَلَيْهِ. فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَامَ مَعَهُ: فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ مَعَهُ قالوا لرجل ممن معهم اتبعه فانظر ما يَصْنَعُ؟ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهُ فَضَرَبَ عَلَيْهِ

بَـابَـهُ فَقَال: مَنْ هَذا؟ قَالَ مُحَمَّدٌ فَاخْرُجْ ،فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَمَا فِي وَجْهِهِ قَـطْرَةُ دَمٍ، وَقَدِ انْتُقِعَ لونه فقال: أعط هذا الرجل حقه، قالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى أُعْـطِيَـهُ الَّـذِي لَهُ قَالَ فَدَخَلَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ انْـصَـرَفَ رَسُـولُ الـلَّـهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ للاراشي الحق لشـانـك: فَـأَقْبَـلَ الْـإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ جَـزَاهُ الـلَّـهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَخَذْتُ الَّذِي لِي، وَجَاءَ الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثُوا مَعَهُ فَقَالُوا وَيْحَكَ مَاذَا رَأَيْتَ؟ قَالَ عَجَبًا مِنَ الْعَجَبِ، وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ضَـرَبَ عَـلَـيْـهِ بَـابَـهُ فَـخَـرَجَ وَمَـا مَعَهُ رُوحُهُ فَقَالَ: أَعْطِ هَذَا الـرَّجُـلَ حَـقَّـهُ: فَـقَـالَ: نَـعَمْ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى أُخْرِجَ إِلَيْهِ حَقَّهُ، فَدَخَلَ فَـأَخْرَجَ إِلَيْـهِ حَـقَّـهُ فَـأَعْطَاهُ ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالُوا لَهُ وَيْلَكَ مَا لَكَ فو الله مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكُمْ وَاللَّهِ مَـا هُـوَ إِلَّا أَنْ ضَـرَبَ عَـلَـيَّ بَـابِي وَسَمِعْتُ صَوْتَهُ فَمُلِئْتُ رُعْبًا، ثُمَّ خَـرَجْـتُ إِلَيْـهِ وَإِنَّ فَوْقَ رَأْسِهِ لَفَحْلًا مِنَ الْإِبِلِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامَتِهِ، وَلَا قَصَرَتِهِ وَلَا أنيابه لفحل قط، فو الله لو أبيت لأكلني.

ترجمہ

یونس بن بکیر محمد بن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آخرالذکر کو عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی نے بتایا کہ اراش کا ایک شخص اونٹ لے کر مکہ مکرمہ آیا تو اسے ابوجہل مل گیا اور اس نے اس اراشی کا اونٹ چھین لیا، اونٹ چھیننے کی وجہ یہ بنی کہ اس اراشی نے ابوجہل سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ملنے آیا ہوں، کیونکہ اراشی نے اپنے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنے بزرگوں سے سنا وہ سچا ہو گیا۔ اس کے

بعد وہ شخص مسجد الحرام کے قریب آیا اور قریش کے جو لوگ وہاں تھے ان سے کہا کہ ابو جہل نے اس کا اونٹ زبردستی لے لیا ہے، پھر اس نے اپنے اور ابو جہل کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی ان کو سنائی، پھر ان سے پوچھا کہ ابو جہل اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایسی کیا دشمنی ہے جو ان کا نام سنتے ہی وہ اس حرکت پر اتر آیا یعنی اس سے اس کا اونٹ چھین لیا اور اسے گالیاں دیں۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے کہا کہ وہ ایک غریب مسافر ہے وہ لوگ ابو جہل سے اس کا اونٹ واپس دلائیں، اسی دوران رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے جو وہاں موجود تھے اس سے کہا کہ محمد ﷺ تم جنہیں دیکھنے اور ملنے آئے تھے وہ یہی ہیں اور سارے مکے میں اگر ابو جہل سے تمھارا اونٹ اور سامان واپس دلا سکتا ہے تو وہ شخص صرف یہی ہے کیونکہ یہ ہمیشہ سے امین اور دیانت دار مشہور ہیں اور قریش ان کی تضحیک اور ان کی مخالفت کے باوجود ان کی بات مان لیتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص آپ ﷺ سے فریاد کرنے لگا تو آپ ﷺ اسے لے کر ابو جہل کے مکان پر پہنچے اور کچھ دوسرے لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کے دروازے پر دستک دی اور جب وہ باہر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس اراشی کا اونٹ اور سامان واپس کرنے کا کہا۔ پہلے تو ابو جہل نے کچھ تامل کیا لیکن پھر اس شخص کا سامان اور اونٹ واپس کر دیا اس شخص نے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کیا تو لوگ اس سے بولے کہ اس نے آپ ﷺ کو کیسا پایا؟ اس پر اس شخص نے کہا کہ واقعی جیسا میں نے سنا تھا انہیں ایسا ہی پایا۔ اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ اس نے آپ ﷺ کے سر پر ایک خاص قسم کی روشنی دیکھی تھی اور یہ کہ آپ ﷺ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہیں۔

جب لوگوں نے ابو جہل کے غرور و تکبر اور اس کی لن ترانیوں کے پیش نظر اس سے دریافت کیا کہ اس نے آپ ﷺ کے کہنے پر اس کو اونٹ اور اس کا سامان کیوں واپس کر دیا؟

تو ابو جہل نے جواب دیا کہ میں کیا کرتا کہ محمد ﷺ کی پشت پر ایک خوفناک اونٹ منہ کھولے کھڑا تھا کہ اگر میں نے انکار کیا تو وہ مجھے فوراً کھا لے گا۔

(البدایۃ والنہایۃ أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۴۵))

کفارِ مکہ سے حفاظت

اَخرج الْبَیْهَقِیّ من طَرِیق السّدیّ الصَّغِیر عَن الْکَلْبِیّ عَن أبی صَالح عَن ابْن عَبَّاس فِی قَوْله تَعَالَی ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ أَیْدِیهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ قَالَ کفار قُرَیْش غطاء (فأغشیناهم) یَقُول ألبسنا أَبْصَارهم (فهم لَا یبصرون) النَّبِی صلی الله عَلَیْهِ وَسلم فیؤذونه وَذَلِکَ أَن أُنَاسًا من بنی مَخْزُوم تواصوا بِالنَّبِیِّ صلی الله عَلَیْهِ وَسلم لیقتلوه مِنْهُم أَبُو جهل والولید بن مُغیرَة فَبینا النَّبِی صلی الله عَلَیْهِ وَسلم قَائِم یُصَلِّی سمعُوا قِرَاءَته فأرسلوا الیه الْوَلِید لیَقْتُلهُ فَانْطَلق حَتَّی أَتَی الْمَکَان الَّذِی یُصَلِّی فِیهِ فَجعل یسمع قِرَاءَته وَلَا یرَاهُ فَانْصَرف الیهم فاعلمهم بذلک فَأتوهُ فَلَمَّا انْتَهوا إِلَی الْمَکَان الَّذِی هُوَ یُصَلِّی فِیهِ سمعُوا قِرَاءَته فیذهبون الی الصَّوْت فَإِذا الصَّوْت من خلفهم فیذهبون الیه فیسمعونه أَیْضا من خَلفهم فانصرفوا وَلم یَجدوا إِلَیْهِ سَبِیلا فَذَلِک قَوْله (وَجَعَلنَا من بَین أَیْدیهم سدا وَمن خَلفهم سدا فأغشیناهم) الْآیَة قَالَ الْبَیْهَقِیّ وَرُوِیَ عَن عِکْرِمَة مَا یُؤَیّد هَذَا.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان شریف ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ أَیْدِیهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اس وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔

اس کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوجہل

اورولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی آواز سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کردے۔ وہ آیا مگر رسول اللہ ﷺ کی آواز برابر سنتا رہا مگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ سکا۔ لھذا واپس ہو گیا اور دوسرے ساتھیوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکزِ آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان شریف کا ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ کا مطلب یہی ہے۔

(الخصائص الکبری : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۲۱۴))

ابوجہل ذلیل ہوگیا

أما حديث الزبيدى، فقد حدث بعضهم الزبيدى، فقد حدث بعضهم قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس فى المسجد ومن معه من الصحابة إذا رجل من زبيد يطوف على حلق قريش حلقة بعد أخرى وهو يقول: يا معشر قريش كيف تدخل عليكم المارة أو يجلب إليكم جلب، أو يحل بضم الحاء أى ينزل بساحتكم تاجر وأنتم تظلمون من دخل عليكم فى حرمكم؟ حتى انتهى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أصحابه، فقال له صلى الله عليه وسلم: ومن ظلمک؟ فذكر أنه قدم بثلاثة أجمال خيرة إبله أى أحسنها فسامه بها أبو جهل ثلث أثمانها، ثم لم يسمه بها لأجله سائم، قال: فأكسد علىّ سلعتى فظلمنى، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: وأين جمالک؟ قلا: هذه هى بالحزورة، فقام رسول الله صلى الله عليه

وسلم وقام أصحابه فنظروا إلى الجمال فرأى جمالا حسنا، فساوم ذلک الرجل حتى ألحقه برضاه، وأخذها رسول الله صلى الله عليه وسلم فباع جملين منها بالثمن، وأفضل بعيرا باعه وأعطى أرامل بني عبد المطلب ثمنه، وكل ذلک وأبو جهل جالس في ناحية من السوق ولم يتكلم، ثم أقبل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له. إياک يا عمرو أن تعود لمثل ما صنعت بهذا الرجل فترى مني ما تكره، فجعل يقول: لا أعود يا محمد لا أعود يا محمد، فانصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقبل على أبي جهل أمية بن خلف ومن معه من القوم، فقالوا له: ذللت في يد محمد، فإما أن تكون تريد أن تتبعه، وإما رعب دخلک منه، فقال لهم: لا أتبعه أبدا، إن الذي رأيتم مني لما رأيته، رأيت معه رجالا عن يمينه ورجالا عن شماله معهم رماح يشرعونها إلي، لو خالفته لكانت إياها أي لأتوا على نفسي.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد الحرام میں جلوہ گر تھے اور اتنے میں ایک مرد بنی زبید کے قبیلے کا اندر داخل ہوا۔ قریش کے مختلف حلقوں کے پاس چل پھر کر کہہ رہا تھا: اے قریش کی جماعت! راستہ گزرنے والے کس طرح تمہارے پاس آئیں گے اور سامان تجارت لانے والے کیسے تمہارے پاس خوراک لیکر آئیں گے؟ تمہارے میدانوں میں کوئی تاجر کیسے آکر اترے گا؟ جب کہ تم اس شخص پر ظلم کرتے ہو جو تمہارے پاس آئے حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، جہاں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنے اونٹوں میں سے تین بہترین

اونٹ لیکر مکہ مکرمہ آیا تھا، ابو جہل نے اس کی قیمت لگائی جوان کی مجموعی قیمت کا ایک تہائی بنتی تھی، اس کے بعد پھر کسی نے ابو جہل کے احترام کی وجہ سے اس کی کوئی قیمت نہیں لگائی، ابو جہل نے میرے سامان کی قیمت کم کرکے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: وہ حزورہ نام کی جگہ یا منڈی میں کھڑے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے جاکر اونٹوں کو دیکھا تو وہ اونٹ واقعی حسین وجمیل تھے ،تو آپ ﷺ نے اس شخص سے قیمت طے کی، حتی کہ اس کی قیمت پر اس کو پہنچادیا جو اس کی مرضی کی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام اونٹ لے لیئے، دو اونٹ آپ ﷺ نے اسی قیمت میں بیچ دیئے جو تینوں اونٹوں کی مجموعی قیمت تھی اور ایک اونٹ بچالیا اس کو آپ ﷺ نے بیچ کر بنی عبدالمطلب کی بیواؤں کو اس کی رقم دلوادی، یہ سب کچھ جب ہو رہا تھا تو ابو جہل وہیں منڈی میں ایک جانب بیٹھا ہوا تھا اور وہ کچھ نہیں بولا، پھر رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اے عمرو! بچ جاؤ، جس طرح کا کام تو نے اس شخص سے کیا اس طرح کا دوبارہ نہ کرنا، اگر تم نے اس طرح پھر کیا تو مجھ سے وہ بات دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے، وہ کہنے لگا کہ میں ایسا آئندہ نہیں کروں گا۔ یا محمد (ﷺ) میں آج کے بعد اس طرح نہیں کروں گا، تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے، امیہ بن خلف اور دوسرے کافروں نے جو وہاں موجود تھے وہ ابو جہل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم محمد (ﷺ) کے ہاتھوں ذلیل ہو گئے ہو یا تو تو اس کی اتباع کرنا چاہتا ہے یا اس کا رعب تم پر داخل ہو گیا تو ابو جہل نے ان سے کہا کہ میں ان کی اتباع کبھی بھی نہیں کروں گا، یہ جو تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو ان کے دائیں بائیں سے کئی مرد دیکھے جن کے ہاتھ میں نیزے تھے اور وہ میری طرف انہیں سیدھا کر رہے تھے، اس وقت میں اگر ان کی مخالفت کرتا تو پھر وہ بات ہو جاتی یعنی وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے مار دیتے۔

(إنسان العیون علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین (۱:۴۴۵))

ابوجہل خوفزدہ ہوگیا

ونظیر ذلک أن أبا جهل كان وصيا على يتيم فأكل ماله وطرده، فاستغاث اليتيم بالنبي صلى الله عليه وسلم على أبي جهل، فمشى معه إليه ورد عليه ماله، فقيل له في ذلك فقال: خفت من حربة عن يمينه وحربة عن شماله لو امتنعت أن أعطيه لطعنني .

ترجمہ

ایک شخص مرنے لگا اس کے پیچھے ایک بیٹا تھا، اس نے وصیت کی کہ میرے یتیم بچے کی دیکھ بھال ابوجہل کرے گا، جب وہ مرگیا تو ابوجہل اس کا مال کھا گیا اور اس یتیم بچے کو دھکے دیکر روانہ کردیا، اس یتیم نے ابوجہل پر نبی کریم ﷺ کے ہاں فریاد کی، آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے، ابوجہل نے اس کا مال واپس کردیا، اس بارے میں ابوجہل سے بات کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں بائیں ہتھیار دیکھے اگر میں یتیم کا مال دینے سے رک جاتا تو وہ مجھے ان ہتھیاروں سے ماردیتے۔

(إنسان العيون : علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي ،أبو الفرج ،نور الدين ابن برهان الدين (۱:۴۴۵))

ابوجہل کا منہ ٹیڑھا ہوگیا

أنه في بعض الأوقات سار خلف النبي صلى الله عليه وسلم يخلج بأنفه وفمه يسخر به، فاطلع عليه صلى الله عليه وسلم، فقال له: كن كذلك، فكان كذلك إلى أن مات.

ترجمہ

ایک دفعہ ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا اور اپنے منہ اور ناک کو مسخری کے طور پر پیچھے سے ہلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ اسی طرح ہوجا وہ مرتے دم

تک اسی طرح رہا۔(یعنی اس کا منہ ٹیڑھا ہی رہا)

(إنسان العیون علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی ،أبو الفرج ،نور الدین ابن برہان الدین (۱:۴۴۶)

یااللہ!اس پر کوئی کتا مسلط فرما

أَخْبَرَنِی أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی نَصْرٍ الْمُزَكِّی بِمَرْوَ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِی أُسَامَةَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَنْصَارِیُّ، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِی نَوْفَلِ بْنِ أَبِی عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ لَهَبُ بْنُ أَبِی لَهَبٍ يَسُبُّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ فَخَرَجَ فِی قَافِلَةٍ يُرِيدُ الشَّامَ فَنَزَلَ مَنْزِلًا، فَقَالَ: إِنِّی أَخَافُ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَهُ: كَلَّا، فَحَطُّوا مَتَاعَهُمْ حَوْلَهُ وَقَعَدُوا يَحْرُسُونَهُ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَانْتَزَعَهُ فَذَهَبَ بِهِ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.وقال الذهبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہذاالحدیث صحیح .

ترجمہ

ابوعقرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی: اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادے، شام کی طرف ایک قافلہ جارہا تھا، یہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا، رات کو ایک جگہ رکے تو وہ کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کی دعا سے ڈر لگ رہا ہے۔ اس کے ساتھی کہنے لگے کہ کوئی فکر والی بات نہیں ہے، انہوں نے اپنا سارا سامان اس کے گرد ڈھیر کردیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے، اتنے میں ایک شیر آیا اور اس گستاخ کو سب کے درمیان سے کھینچا اور ساتھ لے گیا اور اس کو مار دیا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن (۲:۵۸۸)

عقبہ بن ابی معیط کی ذلت

أنه بصق في وجه النبي صلى الله عليه وسلم فعاد بصاقه على وجهه وصار برصا: أي فإنه صلى الله عليه وسلم كان يكثر مجالسة عقبة بن أبي معيط، فقدم عقبة يوما من سفر فصنع طعاما ودعا الناس من أشراف قريش ودعا النبي صلى الله عليه وسلم، فلما قرب إليهم الطعام أبى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يأكل، فقال: ما أنا بآكل طعامك حتى تشهد أن لا إله إلا الله، فقال عقبة: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أنك رسول الله، فأكل صلى الله عليه وسلم من طعامه وانصرف الناس، وكان عقبة صديقا لأبيّ بن خلف، فأخبر الناس أبيا بمقالة عقبة، فأتى إليه وقال: يا عقبة صبوت؟ قال: والله ما صبوت، ولكن دخل منزلي رجل شريف، فأبى أن يأكل طعامي إلا أن أشهد له، فاستحييت أن يخرج من بيتي ولم يطعم، فشهدت له فطعم والشهادة ليست في نفسي، فقال له أبيّ وجهي ووجهك حرام إن لقيت محمدا فلم تطأه وتبزق في وجهه وتلطم عينه، فقال له عقبة: لك ذلك، ثم إن عقبة لقي النبي صلى الله عليه وسلم ففعل به ذلك قال الضحاك: لما بزق عقبة لم تصل البزقة إلى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم بل وصلت إلى وجهه هو كشهاب نار فاحترق مكانها، وكان أثر الحرق في وجهه إلى الموت: وحينئذ يكون المراد بقوله فيما تقدم فعاد بصاقه برصا في وجهه أي صار كالبرص.

ترجمہ

عقبہ بن ابی معیط کی گستاخی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس

کی طرف تھوکا تو اس کا تھوک اس کے چہرے کی طرف لوٹ کر برص کا نشان بن گیا، عقبہ بن ابی معیط قریش کے امیر لوگوں میں سے تھا، آپ ﷺ دعوت اسلام کے لئے اکثر اس کے پاس تشریف فرما ہوتے، ایک دن وہ کسی سفر سے واپس آیا تو اس نے کھانا تیار کروایا اور قریش کے سرداروں کو بھی دعوت دی، جب کھانا سب کے سامنے رکھ دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک تو لاالہ الا اللہ کی شہادت نہ دے گا میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا، تو عقبہ نے اشھد ان لاالہ الااللہ واشھد انک رسول اللہ پڑھ لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمالیا اور لوگ چلے گئے اور آپ ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے، عقبہ ابی بن خلف کا دوست تھا، لوگوں نے ابی کو بتایا کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے، وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا: عقبہ! تو صابی بن گیا ہے مشرک لوگ اہل ایمان کو صابی کہتے تھے، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں صابی نہیں بنا لیکن میرے گھر میں ایک عزت دار شخص آیا ہوا تھا اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کی گواہی دوں تو مجھے شرم آئی کہ وہ میرے گھر سے بغیر کھائے چلا جائے میں نے اس کی شہادت دی تو اس نے کھانا کھالیا، وہ شہادت میرے دل میں نہیں ہے، ابی نے کہا کہ مجھے تمہارا چہرہ دیکھنا حرام ہے، جب تک کہ تم مجھ سے وعدہ نہ کرو کہ جب کبھی محمد (ﷺ) سے تمہاری ملاقات ہو تو اسے پاؤں سے مسل دے اور اس کے چہرے پر تھوک دے (نعوذ باللہ من ذالک اور اس کی آنکھ پر تھپڑ مارے، تو عقبہ نے کہا کہ مجھے تمہاری یہ بات منظور ہے، عقبہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، ابھی وہ کچھ دور تھا کہ آپ ﷺ کے چہرے کی جانب تھوکا تو تھوک نبی کریم ﷺ) کی طرف نہ گئی بلکہ اس کے چہرے کی جانب لوٹ گئی اور ایسی لگی کہ جیسے آگ کا شعلہ لگا اور اس کے منہ کا وہ حصہ جل گیا اور مرتے دم تک اس کا نشان اس کے منہ پر رہا۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سابقہ مذکورہ کلام کہ وہ تھوک برص بن گئی سے مراد یہ ہوگی کہ برص جیسا نشان بن گیا۔

(دلائل النبوۃ اُبو نعیم اُحمد بن عبداللہ بن اُحمد بن اِسحاق بن موسیٰ بن مہران الاُصبہانی: ۴۴۶)

حکم ابن ابی العاص کا منہ ٹیڑھا ہوگیا

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبُرُلُسِيُّ، ثنا ضِرَارُ بْنُ صُرَدَ، ثنا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ فُلَانٌ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ اخْتَلَجَ وَجْهُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ كَذَلِكَ فَلَمْ يَزَلْ يُخْتَلِجُ حَتَّى مَاتَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

أخرج الحاكم وصححهُ وَالْبَيْهَقِيّ وَالطَّبَرَانِيّ عَن عبد الرَّحْمَن بن أبى بكر الصّديق قَالَ كَانَ الحكم بن أبى الْعَاصِ يجلس إِلَى النَّبِى صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَإِذا تكلم النَّبِى صلى الله عَلَيْهِ وَسلم اختلج بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِى صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كن كَذَلِك فَلم يزل يختلج حَتَّى مَاتَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شہزادے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس شریفہ میں آکر بیٹھا اور جب رسول اللہ ﷺ کلام فرماتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل اتارتا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا تو اسی طرح ہو جا تو مرتے دم تک اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔

المستدرک کی اس روایت میں صرف اتنا ہے کہ ایک شخص تھا وہ آیا اور بیٹھ گیا اور وہ گستاخی کرنے لگا اس کا نام نہیں لیا، جبکہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا نام لے کر صراحت کر دی ہے کہ وہ حکم بن ابی العاص تھا۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ (۲:۶۷۸))

مکہ مکرمہ میں گستاخوں کا عبرت ناک انجام

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۹۵) بقمعهم وإهلاكهم قال البغوى يقول الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم فاصدع بامر الله ولا تخف أحدا غير الله فان الله تعالى كافيك ممن عاداك كما كفاك المستهزئين وهم خمسة نفر من رؤساء قريش الوليد بن المغيرة المخزومى وكان رأسهم والعاص بن وائل السهمى والأسود ابن المطلب بن الحارث بن اسد بن عبد العزى ابو زمعة (وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد دعا عليه فقال اللهم أعمه بصره واثكله بولده) والأسود بن عبد يغوث ابن وهب بن عبد مناف بن زهرة والحارث بن قيس بن الطلالةفاتى جبرئيل محمّدا صلى الله عليه وسلم والمستهزء ون يطوفون بالبيت فقام جبرئيل وقام رسول الله صلى الله عليه وسلم الى جنبه فمر به الوليد بن المغيرة فقال جبرئيل يا محمّد كيف تجد هذا قال بئس عبد الله قال قد كفيت وأومأ الى ساق الوليد فمر برجل من خزاعة ينال بريش نباله وعليه برديمان وهو يجر إزاره فتعلقت شظية من نبل بإزاره فمنعه الكبر ان يطامن فينزعها وجعلت تضرب ساقه فخدشته فمرض فمات .ومر به العاص بن وائل فقال جبرئيل كيف تجد هذا يا محمّد قال بئس عبد الله فاشار جبرئيل الى اخمص رجليه وقال قد كفيت فخرج على راحلته ومعه ابنان له يتنزه فنزل شعبا من تلك الشعاب فوطى على شبرقة فدخلت منها شوكة فى اخمص رجله فقال لدغت لدغت

فطلبوا فلم يجدوا شيئا وانتفخت رجله حتّى صارت مثل عنق بعير فمات مكانه ومر به الأسود بن المطلب فقال جبرئيل عليه السلام كيف تجد هذا قال عبد سوء فاشار بيده الى عينيه وقال قد كفيت فعمى قال ابن عباس رضى الله عنهما رماه جبرئيل بورقة خضراء فذهب بصره ووجعت عيناه فضرب برأسه الجدار حتّى هلك وفى رواية الكلبى أتاه جبرئيل وهو فى اصل شجرة ومعه غلام له فجعل ينطح رأسه بالشجرة ويضرب وجهه بالشوك فاستغاث بغلامه فقال غلامه لا ارى أحدا يصنع بك شيئا غير نفسك حتّى مات وهو يقول قتا نى رب محمّد ومر به الأسود بن عبد يغوث فقال جبرئيل كيف تجد هذا قال بئس عبد الله على انه ابن خالى فقال قد كفيت وأشار الى بطنه فاستسقى بطنه فمات جنبا وفى رواية الكلبى انه خرج من اهله فاصابه السموم فاسود حتّى صار حبشيا فاتى اهله فلم يعرفوه وأغلقوا دونه الباب حتّى مات وهو يقول قتلنى رب محمّد ومر به الحارث ابن قيس فقال جبرئيل كيف تجد هذا قال عبد سوء فاومأ الى رأسه وقال قد كفيت فامتخط قيحا فقتله وقال ابن عباس انه أكل حوتا مالحا فاصابه العطش فلم يزل يشرب عليه من الماء حتّى انفذ بطنه فمات.

ترجمہ

یہ لوگ جو آپ ﷺ کی گستاخی کرتے ہیں ان سے نمٹنے کے لئے ہم کافی ہیں۔ یعنی ان کی جڑ اکھاڑ دیں گے اور ان کو برباد کر دیں گے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ

ﷺ اللہ تعالی کا حکم پکار کر سناؤ، اللہ تعالی کے سوا کسی سے مت ڈرو، تمہارے لئے اللہ تعالی کافی ہے، مذاق اڑانے والوں اور تمہاری گستاخی کرنے والوں کے مقابلے میں اللہ تعالی نے تمہاری مدد کی، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑانے والے قریش کے پانچ سردار تھے۔ (۱) ولید بن مغیرہ مخزومی یہ سب کا سرکردہ تھا، (۲) عاص بن وائل۔ (۳) اسود بن مطلب بن حارث بن اسد بن عبدالعزی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی تھی اور یہ عرض کی تھی: اے اللہ! اس کو اندھا کر دے اور اس کو لاولد کر دے۔ (۴) اسود بن عبدیغوث بن وہب بن مناف بن زہرہ۔ (۵) حارث بن قیس بن الطلالہ۔

رسول اللہ ﷺ کی گستاخیاں کرنے والے کعبہ مشرفہ کا طواف کررہے تھے، ولید بن مغیرہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اتنے میں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسا شخص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: آپ کا کام اللہ تعالی کی طرف سے پورا کر دیا گیا ہے۔ پھر جبریل امین علیہ السلام نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا چنانچہ ایک دن ولید ایک خزاعی آدمی کی طرف سے ہو کر نکلا وہ شخص اپنے تیروں کے پر درست کر رہا تھا، ولید اس وقت یمنی چادر اوڑھے غرور سے چل رہا تھا، خزاعی شخص کے تیر کی بوری ولید بن مغیرہ کے تہبند سے الجھ گئی، انتہائی غرور کی وجہ سے نیچے جھک کر بوری کو تہبند سے نکالنا گوارا نہ کیا اور زور سے اپنی پنڈلی کو دے پٹکا اور بوری سے پنڈلی میں خراش لگ گئی اور اسی خراش کی وجہ سے یہ مر گیا۔

عاص بن وائل بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبریل امین علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عاص بن وائل کے قدموں کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کا کام ہو گیا ہے اب آپ ﷺ کو اس کے مقابلے میں کچھ کرنا نہیں پڑے گا، چنانچہ ایک دن عاص بن

وائل تفریح کرنے کے لئے اونٹنی پر سوار ہوکر اوراپنے دونوں لڑکوں کو ساتھ لیکر مکہ سے باہر نکلا اور کسی گھاٹی میں جا کر اترا، وہاں کپڑے کا کوئی ٹکڑا تھا، عاص نے اس پر قدم رکھا، کپڑے میں کوئی کانٹا تھا وہ اس کے تلوے میں چبھ گیا، عاص فوراً چلایا مجھے کسی کیڑے نے ڈس لیا ہے۔ لوگوں نے اس کے تلوے کو دیکھا لیکن تلاش بسیار کے باجود کوئی بھی چیز نظر نہ آئی۔ ٹانگ سوج کر اونٹ کی گردن کی طرح ہوگئی۔ آخر اسی وقت وہیں مر گیا۔

اسود بن مطلب بھی حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گزرا اور جبریل امین علیہ السلام کے سوال و جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ برا آدمی ہے اور جبریل امین علیہ السلام نے حسب سابق کہا کہ آپ ﷺ کا کام کردیا گیا ہے اور اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ اسود اندھا ہوگیا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے ایک سبز پتا اسود پر مارا جس سے اس کی نگاہ جاتی رہی اور آنکھوں میں اتنا درد ہوا کہ دیوار سے سر مارنے لگا آخر کار دیوار میں سر مار مار کر جہنم واصل ہوگیا۔

کلبی کی روایت میں آیا ہے کہ اسود اپنے غلام کے ساتھ کسی درخت کی جڑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام وہاں پہنچ گئے اور اسکا سر پکڑ کر درخت میں ٹکرانے اور اس کے منہ پر کانٹے مارنے لگے اسود نے واویلا مچادیا اور غلام سے مدد کا خواستگار ہوا، غلام نے کہا کہ مجھے تو کوئی اور نظر نہیں آرہا، آپ خود ہی یہ حرکت کررہے ہیں، کہنے لگا کہ مجھے محمد ﷺ کے رب نے قتل کردیا ہے، یہی الفاظ کہتے کہتے وہ مرگیا۔

اسود بن عبدیغوث بھی گزرا تھا اور جبریل امین علیہ السلام کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی برا آدمی ہے، باوجودیکہ یہ میرے ماموں کا بیٹا ہے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: اب آپ کو اس کے دفاع کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ کہتے ہوئے اسود کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کو استسقاء کی بیماری لگ گئی جس کی وجہ

سے یہ بھی مرگیا۔

کلبی کی روایت میں آیا ہے کہ اسود ایک دن گھر سے نکلا باہر لو لگ گئی، لو لگنے کی وجہ سے اس کا رنگ انتہائی کالا ہو گیا جب گھر آیا تو اس کے گھر والوں نے اس کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا، اسی حالت میں وہ مر گیا اور مرتے مرتے کہتا رہا کہ مجھے محمد ﷺ کے رب تعالی نے قتل کیا ہے۔ حارث بن قیس کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ یہ برا بندہ ہے، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حارث کے سر کی جانب اشارہ کر کے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا کام کر دیا گیا ہے اب آپ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس کی ناک سے پیپ بہنے لگی اسی سے وہ جہنم واصل ہوا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حارث بن قیس نے نمکین مچھلی کھائی تھی جس سے پیاس کی شدت ہوگئی اور برابر پانی پیتا رہا آخر کار اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

(التفسیر المظہری :المظہری، محمد ثناء اللہ (۵:۳۱۸)

(دلائل النبوۃ لأبی نعیم الأصبهانی : أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مهران الأصبهانی:۲۶۸)

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ابولہب کی عبرتناک موت

فَقَامَتْ أُمُّ الْفَضْلِ إِلَى عَمُودٍ مِنْ عُمُدِ الْحُجْرَةِ فَأَخَذَتْهُ فَضَرَبَتْهُ بِهِ ضربة فبلغت فِي رَأْسِهِ شَجَّةً مُنْكَرَةً، وَقَالَتْ أَسْتَضْعَفْتَهُ أَنْ غاب عنه سيده، فقام موليا ذليلا فو الله مَا عَاشَ إِلَّا سَبْعَ لَيَالٍ حَتَّى رَمَاهُ اللَّهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ: زَادَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، فَلَقَدْ تَرَكَهُ ابْنَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا مَا دَفَنَاهُ حَتَّى أَنْتَنَ: وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَتَّقِي هَذِهِ الْعَدَسَةَ كَمَا تَتَّقِي الطَّاعُونَ حَتَّى قَالَ لهم رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: وَيْحَكُمَا أَلَا تَسْتَحِيَانِ إِنَّ أَبَاكُمَا قَدْ أَنْتَنَ فِي بَيْتِهِ لَا تَدْفِنَانِهِ؟ فَقَالَا إنا نخشى عدوة هَذِهِ الْقُرْحَةِ، فَقَالَ انْطَلِقَا فَأَنَا أُعِينُكُمَا عَلَيْهِ فو الله مَا

غَسَلُوهُ إِلَّا قَذْفًا بِالْمَاءِ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ مَا يَدْنُونَ مِنْهُ، ثُمَّ احْتَمَلُوهُ
إِلَى أعلا مَكَّةَ فَأَسْنَدُوهُ إِلَى جِدَارٍ ثُمَّ رَضَمُوا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ: (قَالَ
يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَمُرُّ عَلَى
مَكَانِ أَبِي لَهَبٍ هَذَا إِلَّا تَسَتَّرَتْ بِثَوْبِهَا حَتَّى تَجُوزَ.

ترجمہ

حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے بعد صرف سات دن ابولہب زندہ رہا، حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے خیمہ کا چوب مار کر اس کا سر پھاڑ دیا، اس کے بعد وہ عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہوگیا، اس بیماری میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے اور یہ ایک قسم کا پھوڑا ہوتا ہے، اسی بیماری میں وہ مردود مرگیا، اس کے جسم سے سخت بدبو آرہی تھی تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی، لوگ اس سے طاعون کی طرح بھاگتے تھے حتی کہ قریش کے ایک شخص نے اس کے بیٹوں سے کہا: تم کو حیا نہیں آتی تمھارے گھر میں تمھارے باپ کی لاش سے بدبو پھیل رہی ہے اور تم اس کو دفن نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہاتھ لگائیں اور ہمیں بھی یہ بیماری نہ لگ جائے، اس نے کہا: اس کو دفن کردو، میں بھی تمھاری مدد کرتا ہوں ابورافع نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے اس کو غسل نہیں دیا اور مکہ مکرمہ کی ایک بلند جگہ سے اس کو ایک دیوار کے ساتھ پھینک دیا اور اس کے اوپر سے پتھر ڈال دیئے (نعوذ باللہ من ذالک)

(البدایۃ والنہایۃ: أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۳۰۹)

مکہ مکرمہ کے گستاخوں کی ذلت آمیز موت

☆ ولید بن مغیرہ تیر کی خراش کی وجہ سے مرگیا۔ ☆ عاص بن وائل پاؤں میں کانٹا لگنے کی وجہ سے مرگیا۔ ☆ اسود بن مطلب دیوار میں ٹکریں مار مار کر مرگیا۔ ☆ اسود بن عبدیغوث منہ کالا ہونے کی وجہ سے مرگیا۔ ☆ حارث بن قیس ناک سے پیپ بہنے کی وجہ سے مرگیا۔

☆ابولہب کے بیٹے کو شیر نے مار دیا۔☆عقبہ بن ابی معیط کا منہ جل گیا اور برص کے نشانات پڑ گئے ۔☆حکم بن ابی العاص کا زندگی بھر کے لئے منہ ٹیڑھا ہو گیا۔☆ابولہب کی عبرتناک موت جس کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ہی دفن کیا گیا۔

سارے کافر اندھے ہو گئے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْمَلَأَ، مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ، فَتَعَاهَدُوا بِاللَّاتِ، وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرَى: لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا، قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتَّى نَقْتُلَهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَبْكِي حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى أَبِيهَا، فَقَالَتْ: هَؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِكَ فِي الْحِجْرِ، قَدْ تَعَاهَدُوا: أَنْ لَوْ قَدْ رَأَوْكَ قَامُوا إِلَيْكَ فَقَتَلُوكَ، فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيبَهُ مِنْ دَمِكَ، قَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَدْنِي وَضُوءًا فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ، قَالُوا: هُوَ هَذَا، هُوَ هَذَا فَخَفَضُوا أَبْصَارَهُمْ، وَعَقِرُوا فِي مَجَالِسِهِمْ، فَلَمْ يَرْفَعُوا إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ، وَلَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ، فَحَصَبَهُمْ بِهَا، وَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ قَالَ: فَمَا أَصَابَتْ رَجُلًا مِنْهُمْ حَصَاةٌ إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرداران قریش ایک مرتبہ حطیم کعبہ میں جمع تھے اور انہوں نے لات ومنات اور عزیٰ اور اساف نامی اپنے جھوٹے بتوں کے نام پر یہ عہد و پیمان کیا کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا تو ہم سب اکٹھے کھڑے ہوں گے اور ان کو قتل کیے بغیر ان سے جدا نہ ہوں گے۔حضرت سیدہ کائنات فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی

اور روتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ سرداران قریش آپ کے متعلق یہ عہد و پیمان کر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو وہ آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو قتل کر دیں گے اور ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: بیٹی! مجھے وضو کے لئے پانی دو، نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد الحرام شریف میں تشریف لائے، ان لوگوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ وہ یہ رہے۔ لیکن پھر نہ جانے کہ کیا ہوا کہ انہوں نے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں اور وہ اپنی جگہ پر حیران و پریشان بیٹھے رہ گئے وہ نگاہ اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو دیکھ سکے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اٹھ کر آگے نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھا۔ نبی کریم ﷺ ان کی طرف چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان کے سروں کے پاس پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور ایک مٹھی مٹی لیکر فرمایا یہ چہرے بگڑ جائیں اور وہ مٹی ان پر پھینک دی، جس جس شخص پر وہ مٹی گری وہ غزوہ بدر کے دن کفر کی حالت میں مارا گیا۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد (۱:۲۶۸)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، يَعْنِي فِي الْعُمْرَةِ، وَنَحْنُ نَسْتُرُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُؤْذُوهُ بِشَيْءٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے، بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی، اور اس دوران مشرکین کی ایذا رسانی سے بچانے کے لئے نبی کریم ﷺ کو اپنی حفاظت میں رکھا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۱:۵۵۳)

دوسری فصل

جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیسے کرتے تھے؟

حفاظت کرتے ہوئے سات صحابہ شہید ہوگئے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا رَهِقُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا، وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمَّا أَرْهَقُوهُ أَيْضًا، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنِّي، وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے گرد ہجوم کرلیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف سات لوگ انصار کے تھے اور دو قریشی اور دسویں خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ کریم آقا ﷺ نے فرمایا: جو بھی ان کو ہم سے دور کرے گا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا؟ انصار میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے انہوں نے قتال کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو ان کو ہم سے دور کرے تو وہ جنت میں ہمارا ساتھی ہوگا؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ اور آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبداللہ (۷:۳۷۰)

اس حدیث شریف سے اندازہ لگائیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرے رسول اللہ ﷺ اس کے لئے جنت کا اعلان فرمارہے ہیں، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آج بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس پر پہرہ دے رہے ہیں۔

حضرت ام عمارہ کا رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں لڑنا

وقاتلت أمّ عمارة نسيبة، فلما انهزم المسلمون انحازت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وباشرت القتال، وجعلت تذبّ عنه بالسيف، وترمي عن القوس: ولما قصد ابن قمئة رسول الله صلى الله عليه وسلم اعترضت له ومصعب بن عمير، وضربت ابن قمئة ضربات، ولكن عدوّ الله كان عليه درعان، وضربها هو بالسيف فجرحها جرحا عظيما، صار له فيما بعد غور. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لمقام نسيبة بنت كعب اليوم خير من مقام فلان وفلان وقال: ما التفتّ يمينا ولا شمالا إلا وأنا أراها تقاتل دوني: وقال لابنها عبد الله بن زيد بن عاصم: بارك الله تعالى عليكم أهل بيت، مقام أمّكم خير من مقام فلان وفلان، ومقام زوج أمك غزيّة بن عمرو خير من مقام فلان وفلان، رحمكم الله أهل بيت. قالت أمّ عمارة: ادع الله تعالى أن نرافقك في الجنة، قال: اللهم اجعلهم رفقائي في الجنة. قالت: ما أبالي ما أصابني من أمر الدنيا.

ترجمہ

وہ مسلمان خواتین جو بنفس نفیس غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور دشمنوں کو قتل کیا ان میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا سرفہرست ہے، جب لشکر اسلامی میں افراتفری پھیل گئی اور لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے تو سیدھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچیں اور تلوار اٹھا کر دشمنان اسلام سے لڑنے لگیں۔ جو کافر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا آپ رضی اللہ عنہا اسے دھکیل کر پیچھے ہٹا دیتی تھیں، اور جب موقع ملتا تو کفار پر تیروں کی بارش کر دیتی تھیں،

جب ابن قمئہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس مائی صاحبہ نے اور مصعب بن عمیر نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روکا۔ آپ نے اس بد بخت پر پے در پے کئی وار کئے لیکن اس نے دو زر ہیں پہن رکھیں تھیں اس لئے ان کے وار موثر ثابت نہ ہوئے۔ اس نے حضرت سیدتنا ام عمارہ رضی اللہ عنہا پر تلوار سے حملہ کیا جس سے انہیں گہرا زخم آیا۔ زخم درست ہو گیا لیکن اس کا گڑھا باقی رہا۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی اس شان جان نثاری کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ام عمارہ کا مقام فلاں فلاں کے مقام سے بہت بلند ہے میں جدھر بھی دیکھتا تھا مجھے ام عمارہ کفار سے جنگ کرتی ہوئیں دکھائی دیتی تھیں۔ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو مہربان پایا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ جنت میں ہمیں آپ ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی: یا اللہ! ان کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

حضرت سیدتنا ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ دعا سنی تو کہنے لگیں کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے اب دنیا میں مجھے کوئی بھی مصیبت آ جائے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۴:۲۰۲)

محافظ رسول ﷺ کا اعزاز

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنُ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِمُرُوطٍ فَكَانَ فِيهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ وَاسِعٌ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ هٰذَا الْمِرْطِ لِثَمَنِ كَذَا وَكَذَا فَلَوْ أَرْسَلْتَ بِهِ إِلَى زَوْجَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: وَذٰلِكَ حِدْثَانُ مَا دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ: فَقَالَ: أَبْعَثُ بِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهَا: أُمِّ عُمَارَةَ نُسَيْبَةَ بِنْتِ كَعْبٍ (سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي)

ترجمہ

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانے میں کچھ گرم چادریں آئیں ان میں سے ایک چادر کافی بڑی اور اعلیٰ قسم کی تھی، کسی نے کہا کہ اگر یہ چادر اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید کو عطا فرمادیں تو مناسب ہوگا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ چادر اس خاتون کی طرف بھیجو جو صفیہ سے بھی زیادہ اس کی حقدار ہے یعنی ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی طرف، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یوم احد دائیں بائیں میں جدھر دیکھتا مجھے ام عمارہ رضی اللہ عنہا میرا دفاع کرتے ہوئے، مشرکوں سے لڑتے ہوئے نظر آتی تھیں۔

(الطبقات الکبری : أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (۸: ۳۰۵))

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا

وأقبل عبد اللّٰہ بن حمید بن زهير حين رأى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم على تلك الحال يركض فرسه مقنعا في الحديد يقول: أنا ابن زهير دلوني على محمد، فو اللّٰه لأقتلنه أو لأموتن دونه فقال له أبو دجانة هلم إلى من يقي نفس محمد بنفسه وضرب فرسه عرقبها ثم علاه بالسيف فقتله، ورسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ينظر إليه ويقول: اللّٰهمّ ارض عن أبي خرشة كما أنا عنه راض، وكان أبو دجانة قد ترّس عنه صلّى اللّٰه عليه وسلّم بظهره، ونبل يقع فيه وهو لا يتحرك، رضي اللّٰه عنه.

ترجمہ

عین جنگ کے موقع پر عبداللہ بن حمید بن زہیر جو کہ مشرک تھا گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے

بڑھا، وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا کہنے لگا: میں زہیر کا بیٹا ہوں مجھے بتاؤ محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ خدا تعالیٰ کی قسم! میں ان کو قتل کروں گا یا خود مارا جاؤں گا۔ یہ بات جب حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے سنی تو فرمایا؛ اے پاگل! رسول اللہ ﷺ کو رہنے دو پہلے ان کے جانثار سے دو دو ہاتھ کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، دوسرا وار اس کے سر پر کیا اور اسے موت کی گھاٹ اتار دیا۔

رسول اللہ ﷺ یہ منظر دیکھ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! تو بھی ابوخرشہ یعنی ابودجانہ سے راضی ہو جا جس طرح میں اس سے راضی ہوں۔

حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ اس نازک موقع پر ڈھال بن کر رسول اللہ ﷺ پر جھکے رہے اور دشمن کی طرف سے آنے والے ہر تیر کو اپنی پشت پر برداشت کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کمر پر تیر لگتے رہے لیکن کیا مجال کہ ذرا بھی جنبش کی ہو۔

(إمتاع الأسماع: أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي (١:١٥٢))

گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے

حَدَّثَنَا مُطَّلِبٌ، نا عَبْدُ اللَّهِ بْن صَالِحٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا انْهَزَمَ النَّاسُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بَقِيَ مَعَهُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَصْعَدُ فِي الْجَبَلِ، فَلَحِقَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: أَلَا أَحَدٌ لِهَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: كَمَا أَنْتَ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَاتَلَ عَنْهُ، وَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَنْ بَقِيَ مَعَهُ، ثُمَّ قُتِلَ الْأَنْصَارِيُّ فَلَحِقُوهُ، فَقَالَ: أَلَا أَحَدٌ لِهَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَهُ مِثْلَ قَوْلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَاتَلَ مِثْلَ قِتَالِهِ وَقِتَالِ صَاحِبِهِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْعَدُ وَأَصْحَابُهُ يَصْعَدُونَ، ثُمَّ قُتِلَ، فَلَحِقُوهُ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، وَيَقُولُ طَلْحَةُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَيَحْبِسُهُ، وَيَسْتَأْذِنُهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لِلْقِتَالِ، وَيَأْذَنُ لَهُ، فَيُقَاتِلُ مِثْلَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا طَلْحَةُ، فَغَشُوهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِهَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ مِثْلَ قِتَالِ جَمِيعِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَأُصِيبَ بَعْضُ أَنَامِلِهِ، فَقَالَ: حِسْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا طَلْحَةُ، لَوْ قُلْتَ: بِسْمِ اللَّهِ، أَوْ ذَكَرْتَ اللَّهَ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، حَتَّى تَلِجَ بِكَ فِي جَوِّ السَّمَاءِ، ثُمَّ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ احد میں پہاڑی کے اوپر چڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں صرف گیارہ انصاری اور ایک مہاجر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم تھے۔ مشرکین نے پیچھے سے آلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہے جو ان کا راستہ روکے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں ہو ٹھیک ہو کوئی اور۔ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ غلام حاضر ہے۔ وہ انصاری ان حملہ آوروں سے لڑنے لگے اتنے میں رسول اللہ ﷺ اوپر چڑھتے گئے کچھ دیر بعد اس انصاری رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا۔ حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں

رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ صبر کرنے کا حکم فرمایا۔اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا شروع کردیا،اور رسول اللہ ﷺ نے اوپر چڑھنا شروع کردیا، پھر وہ انصاری بھی شہید کردیئے گئے یہاں تک کہ گیارہ کے گیارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے سامنے آڑے آتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جانیں قربان کرتے رہے۔یہاں تک کہ کفار کے اس ریلے کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف دو شخص رہ گئے ایک رسول اللہ ﷺ اور دوسرے حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ۔پھر حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ ان کفار کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے اور جتنی دیر مزاحمت ان گیارہ جانثاروں نے کی اتنی دیر تک ایک طلحہ رضی اللہ عنہ نے کی اور کفار کو رسول اللہ ﷺ کے ایک انچ بھی قریب نہیں آنے دیا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ہاتھ شل ہو گئے۔ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق ہونے کا مژدہ سنایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اے طلحہ!تم ابھی بسم اللہ پڑھو یا اللہ تعالی کا ذکر کرو تو اللہ تعالی کے ملائکہ کرام تمھیں یہاں سے اٹھا کرلے جائیں اور سارے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان میں داخل ہو جائیں گے،پھر رسول اللہ ﷺ پہاڑی پر چڑھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جمع ہو گئے۔

(المعجم الأوسط : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی،أبوالقاسم الطبرانی (۸:۳۰۴)

قدموں میں ترے سر ہو اور میری روح چلی ہو

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ :وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ غَشِيَهُ الْقَوْمُ .مَنْ رَجُلٌ يَشْرِى لَنَا نَفْسَه؟ كَمَا حَدَّثَنِي الْحُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ فَقَامَ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ فِي نَفَرٍ خَمْسَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ إِنَّمَا هُوَ عُمَارَةُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ فَقَاتَلُوا دُونَ رَسُولِ اللهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ثُمَّ رَجُلًا، يُقْتَلُونَ دُونَهُ حَتَّى كَانَ
آخِرُهُمْ زِيَادٌ أَوْ عُمَارَةُ فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ ثُمَّ فَاءَتْ فِئَةٌ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ فَاجْهَضُوهُمْ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
:أَدْنُوهُ مِنِّي، فَأَدْنَوْهُ مِنْهُ فَوَسَّدَهُ قَدَمَهُ فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مرد ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کا سودا کرے؟ تو زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دشمن کے نرغے کو توڑنا شروع کیا۔ وہ دشمن کو بھگانے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن زخموں سے چور چور ہو گئے، انہیں چودہ گہرے زخم لگے تھے۔ جب دشمن بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے محبّ دلفگار کو میرے قریب لے آؤ۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قریب لایا گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر اپنے رخسار رکھ دیئے اور اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔

(الروض الأنف أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (۵:۳۳۰))

یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ
الْقِدِّ، يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ
مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ: فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ، فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر جب لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ہٹ گئے تو حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے موجود تھے، انہوں نے اپنی ڈھال کو آڑ بنایا ہوا تھا۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تیرانداز تھے اور بہت زبردست تیراندازی کرتے تھے۔ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔

جو بھی شخص ترکش لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچتا تو رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے: ابوطلحہ کے لئے اسے چھوڑ دو۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کا جائزہ لینے کے لئے سر مبارک باہر نکالنے لگے تو حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اپنا سر باہر نہ نکالیں کہیں آپ ﷺ کو دشمن کا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ کے آگے قربان ہونے کے لئے میں موجود ہوں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں مشکیزوں میں پانی بھر کر لا رہی تھیں اور وہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں، اس دن حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گر گئی تھی۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۳۷)

دنیا سے جاتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کی فکر

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، ثنا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّوِيلُ، ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ لِطَلَبِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَقَالَ لِي: إِنْ رَأَيْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَأَصَبْتُهُ وَهُوَ فِي آخِرِ رَمَقٍ وَبِهِ سَبْعُونَ ضَرْبَةً مَا بَيْنَ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَعْدُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: خَبِّرْنِي كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: عَلَى رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ، وَعَلَيْكَ السَّلَامُ قُلْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجِدُنِي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَقُلْ لِقَوْمِي الْأَنْصَارِ: لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَخْلُصَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيكُمْ شُفْرٌ يَطْرِفُ، قَالَ: وَفَاضَتْ نَفْسُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

قال الذهبی) صحیح.

ترجمہ

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا اور مجھے یہ بھی فرمایا: اگر تجھے سعد ابن الربیع رضی اللہ عنہ ملیں تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ

ﷺ پوچھ رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ جہاں شہداء احد رضی اللہ عنہم کے مبارک اجسام رکھے ہوئے تھے وہاں آپ کو تلاش کرتے کرتے دیکھا کہ آپ ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور زندگی کی آخری سانسیں چل رہی ہیں، اور ان کے مبارک جسم پر تلوار نیزے اور تیر کے ستر زخم لگے ہوئے تھے۔

میں نے ان کو کہا: اے سعد! بے شک رسول اللہ ﷺ تجھے سلام فرمارہے ہیں اور تجھے فرماتے ہیں کہ یہ بتاؤ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو اور تم پر بھی سلام ہو، تم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو: یارسول اللہ ﷺ! میں جنت کی خوشبو پارہا ہوں اور میری قوم کو یہ پیغام دینا کہ اگر کوئی کافر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اور تم میں سے کوئی ایک بھی بندہ زندہ ہوا تو یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالی کے ہاں تمھارا کوئی عذر بھی قبول نہیں ہوگا۔ حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بس اتنا کہنا تھا کہ انکی روح پرواز کرگئی، اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اور امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین: أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم النیسابوری المعروف بابن البیع (۳:۲۲۱))

رسول اللہ ﷺ کا میزبان پہرہ داری کرتے ہوئے

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَلَمَّا أَعْرَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ بِخَيْبَرَ أَوْ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَكَانَتْ الَّتِي جَمَّلَتْهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَّطَتْهَا وَأَصْلَحَتْ مِنْ أَمْرِهَا أُمّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: فَبَاتَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ وَبَاتَ أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو بَنِي النَّجَّارِ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ يَحْرُسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُطِيفُ

بِالْقُبَّةِ حَتّٰی أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى مَكَانَهُ قَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ؟ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ خِفْتُ عَلَيْكَ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ وَكَانَتْ امْرَأَةً قَدْ قَتَلْتُ أَبَاهَا وَزَوْجَهَا وَقَوْمَهَا وَكَانَتْ حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِكُفْرٍ فَخِفْتُهَا عَلَيْكَ فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ احْفَظْ أَبَا أَيُّوبَ كَمَا بَاتَ يحفظني.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے راستے میں یا خیبر میں تھے کہ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں لائیں تو حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس خیمہ کے باہر ساری رات جاگ کر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے پاؤں کی آہٹ سنی تو فرمایا کون ہے؟ عرض کی گئی یہ ابوایوب رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا اور پوچھا تم کیوں خیمہ کے آس پاس چکر لگا رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس جنگ میں صفیہ کے چچا، باپ اور خاوند کو مجاہدین اسلام نے قتل کیا تھا اور یہ خاتون نومسلمہ ہیں، مجھے اس سے خدشہ ہوا کہ کوئی ناشائستہ حرکت نہ کرے، چنانچہ میں رات بھر جاگ کر پہرہ دیتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس غلام کی اس ادائے جانثاری پر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی: اے اللہ! ابوایوب کی حفاظت فرما جیسے اس نے میری حفاظت کی۔

(السیرۃ النبویۃ: أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (۴۰۲:۳))

غزوہ خندق میں ساری ساری رات جاگ کر پہرہ دیتے تھے

وروى محمد بن عمر عن أم سلمة رضى الله عنها قالت: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فى الخندق، وكنا فى قرّ شديد،

فإنی لأنظر إلیه لیلة قام فصلّی ما شاء الله أن یصلی فی قبته، ثم خرج فنظر ساعة فأسمعه یقول: هذه خیل المشرکین تطیق بالخندق، ثم نادی عباد بن بشر، فقال عبّاد: لبیک إقال: أمعک أحد؟ قال: نعم، أنا فی نفر من أصحابی حول قبتک. قال: انطلق فی أصحابک فأطف بالخندق، فهذه خیل المشرکین تطیف بکم، یطمعون أن یصیبوا منکم غرّة، اللهمّ فادفع عنّا شرّهم، وانصرنا علیهم، واغلبهم، فلا یغلبهم أحد غیرک. فخرج عبّاد فی أصحابه فإذا هو بأبی سفیان بن حرب فی خیل المشرکین یطوفون بمضیق من الخندق، وقد نذر بهم المسلمون فرموهم بالحجارة والنّبل، حتی أذلقهم المسلمون بالرّمی، فانکشفوا منهزمین إلی منازلهم، قال عبّادورجعت إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فوجدته یصلی فأخبرته: قالت أم سلمة: یرحم الله عباد بن بشر، فإنه کان ألزم أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم لقبّته یحرسها أبدا.

ترجمہ

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی اور سردی بھی بہت شدت کی تھی۔ ایک رات میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے ہیں، کافی دیر تک رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرتے رہے، پھر خیمے سے باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک گردوپیش کا جائزہ لیتے رہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مشرکین کے سوار ہیں جو خندق کے گردگھوم رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو آواز دی تو انہوں نے کہا: **لبیک یارسول اللہ ﷺ**! حضور ﷺ نے

پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرے ساتھ مجاہدین کا ایک گروہ ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے اردگرد پہرہ دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لے لو اور خندق کے گرد چکر کاٹو۔ مجھے مشرکین کے گھڑسوار نظر آرہے ہیں۔ جو خندق کے گرد گھوم رہے ہیں، وہ اس تلاش میں ہیں کہ انہیں کوئی تنگ جگہ ملے اور وہاں سے داخل ہوکر اچانک تم پر حملہ کردیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: اے اللہ! ان کے شر کو ہم سے دور کر اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ اے اللہ! ان کو مغلوب کردے، تیرے سوا کوئی ان کو مغلوب نہیں کرسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیکر خندق کے گرد چکر لگانے لگے۔ اچانک وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان چند گھڑسواروں کے ساتھ خندق کی تنگ جگہ سے داخل ہونے کی کوشش کررہا ہے، مجاہدین نے ان کو للکارا اور ان پر پتھر اور تیر برسانے شروع کردئے۔ تیروں کی ایسی بارش کی کہ وہ وہاں سے بھاگ گئے، حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جب واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے۔ ہم نے سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی عباد بن بشر رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے! یہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے پاس رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے میں ذرہ بھر بھی غفلت نہ کرتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی: أحمد أحمد غلوش:۴۳۶)

تیسری فصل

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

میری پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دو

فَوَجَدْنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَرْزُوقٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الَّذِي ذَكَرَ فِيهِ دُخُولَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ أَصْحَابُهُ: فَخَرَجُوا بَيْنَ يَدَيْهِ: وَكَانَ يَقُولُ: خَلُّوا ظَهْرِي لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں تشریف لائے جب جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ کھڑے ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری پشت کو ملائکہ کرام علیہم السلام کے لئے چھوڑ دو۔

(سنن الدارمی : أبو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (191:1))

فرشتے پہرہ دیتے تھے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَشَى مَشَى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر مبارک سے

باہر تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲۲:۴۲۰)

ملائکہ کرام پیچھے پیچھے چلتے تھے

نا عَبَّاسٌ، نا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مَشَيْنَا قُدَّامَهُ، وَخَلَّيْنَا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے اور کریم آقا ﷺ کی پشت مبارک کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

(معجم ابن الأعرابي : أبو سعید بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم البصری الصوفی (۲:۸۷۸)

ملائکہ کرام کے پیچھے چلنے کی وجہ؟

(كَانَ اذا مَشى مَشى أَصْحابه أَمَامه وَتركُوا ظَهره للْمَلَائِكَة) لِأَن الْمَلَائِكَة يحرسونه من أعدائه.

ترجمہ

امام عبد الرؤف المناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کرام علیہم السلام اس لئے چلتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوی القاہری (۲:۲۵۸)

ابن ادرع رضی اللہ عنہ پہرہ دینے والے تھے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ الْأَدْرَعِ قَالَ: كُنْتُ أَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَرَآنِي، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا، فَمَرَرْنَا عَلَى رَجُلٍ يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَرَفَضَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوا هَذَا الْأَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ: قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَأَنَا أَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَرَرْنَا عَلَى رَجُلٍ يُصَلِّي بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسَى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا إِنَّهُ أَوَّابٌ: قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللهِ ذُو الْبِجَادَيْنِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی چوکیداری کر رہا تھا، نبی کریم ﷺ اپنے کسی کام سے نکلے، تو مجھے دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم لوگ چل پڑے، راستے میں ایک آدمی پر گزر ہوا جو نماز میں بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید یہ دکھاوے کے لئے ایسا کر رہا ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا تم اس معاملے کو غالب گمان سے نہیں پا سکتے۔

ایک مرتبہ پھر میں اسی طرح چوکیداری کر رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوئے راستے میں پھر ہمارا گزر ایک آدمی پر ہوا جو بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا میں نے اس مرتبہ پہل کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ شاید یہ دکھاوے کے لئے

قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قطعاً ایسا نہیں، بلکہ یہ تو بڑا رجوع کرنے والا ہے، میں نے معلوم کیا تو وہ حضرت سیدنا ذوالبجادین رضی اللہ عنہ تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۱:۳۰۶))

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

پہرہ دار پریشان ہوگئے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْرُسُهُ أَصْحَابُهُ، فَقُمْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَمْ أَرَهُ فِي مَنَامِهِ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا أَنَا بِمُعَاذٍ قَدْ لَقِيَ الَّذِي لَقِيتُ فَسَمِعْنَا صَوْتًا مِثْلَ هَزِيزِ الرَّحَا فَوَقَفَا عَلَى مَكَانِهِمَا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الصَّوْتِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ كُنْتُ؟ وَفِيمَ كُنْتُ؟ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَنَا فِي شَفَاعَتِكَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا فِي شَفَاعَتِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں رات کے وقت اٹھا تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی خوابگاہ میں نہ پایا، مجھے طرح طرح کے خدشات اور وسوسے پیش آنے لگے، میں نبی کریم ﷺ کی تلاش میں نکلا تو حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، ان کی بھی وہی

کیفیت تھی جو میری تھی، ہم نے ایسی آواز سنی جو چکی کے چلنے سے پیدا ہوتی ہے، اور اپنی جگہ پر ٹھٹک کر رک گئے، اس آواز کی طرف سے نبی کریم ﷺ آرہے تھے، قریب آکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ کیا تم جانتے ہو کہ میں کہاں تھا؟ اور میں کس حال میں تھا؟ میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا آیا تھا اور اس نے مجھے ان دو میں سے کسی ایک بات کا اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا اختیار مل جائے تو میں نے شفاعت والے پہلو کو ترجیح دے دی۔ دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ وہ آپ ﷺ کی شفاعت میں ہمیں بھی شامل کر دے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ تم بھی اور ہر وہ شخص بھی جو اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو میری شفاعت میں شامل ہے۔

(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبة، عبد اللہ (٦:٣٢٠)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (٣٢:٣٩٣)

سفر میں کیسے حفاظت کرتے تھے؟

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ دَاوُدَ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: فَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أَصْحَابُهُ، وَكَانُوا إِذَا نَزَلُوا أَنْزَلُوهُ وَسَطَهُمْ فَفَزِعُوا، وَظَنُّوا أَنَّ اللهَ اخْتَارَ لَهُ أَصْحَابًا غَيْرَهُمْ، فَإِذَا هُمْ بِخَيَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَبَّرُوا حِينَ رَأَوْهُ وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَشْفَقْنَا أَنْ يَكُونَ اللهُ اخْتَارَ لَكَ أَصْحَابًا غَيْرَنَا: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّ اللهَ أَيْقَظَنِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا رَسُولًا إِلَّا وَقَدْ سَأَلَنِي مَسْأَلَةً أَعْطَيْتُهَا إِيَّاهُ، فَسَلْ يَا مُحَمَّدُ تُعْطَ: فَقُلْتُ: مَسْأَلَتِي شَفَاعَةٌ لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

:فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الشَّفَاعَةُ؟ قَالَ:أَقُولُ يَا رَبِّ شَفَاعَتِي الَّتِي اخْتَبَأْتُ عِنْدَكَ، فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى:نعم فَيُخْرِجُ رَبِّي بَقِيَّةَ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ فَيَنْبِذُهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ نہ ملے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ جب کسی جگہ پڑاؤ کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ کو اپنے درمیان رکھتے تھے، لوگ گھبرا گئے اور یہ گمان کرنے لگے شاید اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہمارے علاوہ کچھ اور ساتھیوں کا انتخاب فرمالیا ہے، ابھی وہ انہی تفکرات میں غلطاں وپیچاں تھے کہ نبی کریم ﷺ آتے ہوئے دکھائی دیئے ،لوگوں نے خوشی سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم تو ڈر ہی گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالی نے ہمارے علاوہ کچھ اور ساتھیوں کا انتخاب فرمالیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے بلکہ تم دنیا وآخرت میں میرے ساتھی ہو، بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے جگا کر فرمایا: اے حبیب ﷺ! میں نے جو بھی نبی یا رسول بھیجا اس نے ایک سوال کیا جو میں نے پورا کردیا، اس لئے اے حبیب ﷺ! آپ بھی مجھ سے مانگئے ۔آپ ﷺ کو بھی دیا جائے گا، میں نے عرض کیا کہ میری درخواست یہ ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے حق میں مجھے شفاعت کی اجازت عطا فرما۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! اس شفاعت کا ثمرہ کیا ہوگا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ میں بارگاہِ خدا تعالی میں عرض کروں گا کہ پروردگار! میری وہ سفارش جو میں نے آپ کے پاس محفوظ کروائی تھی؟ اللہ تعالی فرمائے گا: ہاں۔ پھر اللہ تعالی میری بقیہ امت کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردے گا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۷:۴۴۳)

کاش کوئی پہرہ دیتا

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ :أَخْبَرَنَا يَحْيَى، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ

رَبِيعَةَ، يُحَدِّثُ :أَنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهِيَ إِلَى جَنْبِهِ .قَالَتْ :قُلْتُ :مَا شَأْنُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَتْ :فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ "قَالَتْ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ:مَنْ هَذَا؟ "قَالَ :أَنَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ: "مَا جَاءَ بِكَ؟ "قَالَ :جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ غَطِيطَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَوْمِهِ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ رات کو جاگ رہے تھے،اوروہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیابات ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کاش میرے ساتھیوں میں سے کوئی نیک آدمی آج پہرہ دیتا،ابھی یہ باتیں ہوہی رہی تھیں کہ میں نے اسلحہ کے کھنکھنانے کی آواز سنی، نبی کریم ﷺ نے پوچھا کون ہے ؟ تواس نے جواب دیا کہ میں سعد بن مالک ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی چوکیداری کے لئے آیاہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے نیند کے دوران رسول اللہ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۴:۱۸۷۵)

چوتھا باب

جنہوں نے ظلم کیا تھا ان سے بدلہ لینے کے بیان میں

پہلی فصل

اہل طائف کا محاصرہ

مکہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے طائف کے لوگوں کی طرف تبلیغ دین کی نیت سے سفر فرمایا۔اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے،طائف میں بڑے بڑے امراء اور مالدار لوگ رہتے تھے،ان لوگوں میں عمرو کا خاندان تمام قبائل کا سردار شمار کیا جاتا تھا، یہ لوگ تین بھائی تھے،عبد یالیل،مسعود ،حبیب۔رسول اللہ ﷺ ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے،اور اسلام کی دعوت دی،ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ انتہائی بے ہودہ اور گستاخانہ جواب دیا،ان بدنصیبوں نے اسی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھار دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برا سلوک کریں، چنانچہ لچوں لفنگوں کا یہ شریر گروہ ہر طرف سے آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ ﷺ پر پتھر برسانے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مبارک پاؤں زخموں سے لہولہان ہوگئے،اور آپ ﷺ کے نعلین اور موزے خون سے بھر گئے، جب آپ ﷺ زخموں سے بے تاب ہوکر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ ﷺ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے تو پھر آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کرتے ۔اور ساتھ ساتھ طعنہ زنی کرتے اور گالیاں دیتے ،تالیاں بجاتے ،ہنسی اڑاتے ۔حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دوڑ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے،اور زخموں سے نڈھال ہوکر بے قابو ہوگئے۔

ولما انصرف عليه السلام عن أهل الطائف ولم يجيبوه، مر في طريقه بعتبة وشيبة ابني ربيعة وهما في حائط لهما، فلما رأيا ما لقي تحركت له رحمهما، فبعثا له مع عداس النصراني غلامهما قطف عنب، فلما وضع صلى الله عليه وسلم يده في القطف قال: بسم الله، ثم أكل، فنظر عداس إلى وجهه ثم قال: والله إن هذا الكلام ما يقوله أهل هذه البلدة، فقال له صلى

الـلـه عـليه وسلم:من أى البلاد أنت وما دينک؟ قال نصرانى من نيـنـويفقال له صلى الله عليه وسلم من قرية الرجل الصالح يونس بن متى؟ قال:وما يدريک؟قال: ذاک أخى، وهو نبى مثلى:فأكب عداس على يديه ورأسه ورجليه يقبلها وأسلم.

ترجمہ

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انگوروں کے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ باغ مکہ کے ایک مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حال دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ پر رحم آ گیا اور کافر ہونے کے باوجود خاندانی حمیت نے جوش مارا۔ چنانچہ ان دونوں کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے نصرانی غلام "عداس" کے ہاتھ سے آپ ﷺ کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا تو عداس تعجب سے کہنے لگا: اس طرف کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس علاقے کے ہو؟ اس نے کہا: میں نینوی کا رہنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کا شہر ہے، وہ میری طرح اللہ تعالی کے نبیَ تھے، یہ سن کر عداس رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھ کا مسلمان ہو گیا۔

(شرح الزرقانی: أبو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن أحمد الزرقانی المالکی (۲:۵۵)

اہل طائف کا ظلم اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت

حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَـنِ ابْـنِ شِهَـابٍ، قَـالَ: حَـدَّثَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْـكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيـتُ مِنْ قَوْمِـكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ،

إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ، ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن کوئی آپ ﷺ پر گزرا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اے عائشہ! وہ دن میرے لئے جنگ احد سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار عبد یالیل کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے دعوت اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا، اور اہل طائف نے مجھ پر پتھراؤ کیا، میں اس رنج وغم میں سر جھکائے چلتا رہا، یہاں تک کہ مقام "قرن الثعالب" میں پہنچ کر میرے ہوش وحواس بجا ہوئے، وہاں پہنچ کر میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے، اس بادل میں سے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی قوم کا قول اور ان کا جواب سن لیا ہے اور اب آپ ﷺ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے تا کہ وہ آپ ﷺ کے حکم مبارک کی تعمیل کرے، رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ مجھے سلام کر کے عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی قوم کا قول اور ان کا جواب سن

لیا ہے اور مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ ﷺ جو مجھے حکم دیں میں اسے پورا کردوں اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اخشبین (ابوقبیس اورقیعقان) دونوں پہاڑوں کو ان کافروں پر الٹ دوں تو میں الٹ دیتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۴:۱۱۵))

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا سفر دوبار فرمایا ایک بار تو جب کریم آقا ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے سفر فرمایا اور وہاں دس دن قیام فرمار ہے تب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم وستم کیا اور آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خون بھی بہا یہاں تک کہ نعلین شریفین بھی تر ہو گئے۔

اور دوسرا سفر جو یادگار سفر ہے وہ آقا ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد کی نیت کے ساتھ کیا اور وہاں چالیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا اور ان کے سارے بتوں کو توڑنے کا حکم ارشادفرمایا۔ اور وہاں ہی رسول اللہ ﷺ نے منجنیق چلائی اور یہ اسلام میں پہلی بار ہوا کہ کسی پر منجنیق چلائی گئی تھی، اور ان کے باغات تک کاٹنے کا حکم ارشادفرمایا۔

پہلا سفر جس میں رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی گئی وہ بیان کرنا اور یہ سفر بیان نہ کرنا ہمارے نزدیک دین دشمن اور لبرل لوگوں کو شبہ دینے والی بات ہے، اسی لئے تو وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو بس معاف فرمانے والے تھے وہ کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ العیاذ باللہ من ذلک۔

یہ سفر بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں گنجائش نہیں ہے وگرنہ ہم یہاں تفصیلات نقل کرتے۔

جوایک تیر مارے گا۔۔۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ قَالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلُّ ذَلِكَ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابونجیح السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ طائف کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک تیر مارا جنت میں اس کا ایک درجہ ہوگا، چنانچہ میں نے اس دن سولہ تیر پھینکے، اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے تو وہ بوڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے باعث نور ہوگا۔ اور جو شخص کوئی تیر پھینکے خواہ وہ نشانے پر لگے یا چوک جائے تو یہ ایسے ہے جیسے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی غلام کو آزاد کرنا، جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرائے اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ بن جائے گا، اور عورت کے آزاد کرانے کا بھی یہی حکم ہے۔

(سنن أبي داود : أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِستاني (۴:۲۹)

اہل طائف کے غلاموں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کردیا

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، قَالَ:أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الطَّائِفِ، مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ مِنْ عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے محاصرے کے وقت یہ اعلان فرمایا کہ جو بھی غلام اہل طائف کا ہمارے پاس آ جائے گا ہم اسے آزاد کردیں گے تو جتنے بھی غلام ان کے آئے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیئے تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳:۴۲۸))

چالیس دن طائف کا محاصرہ فرمایا

حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا السُّمَيْطُ السَّدُوسِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:فَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا، فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رُئِيتُ أَوْ رَأَيْتَ فَصُفَّ الْخَيْلُ، ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ، ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ، ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ، ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ، قَالَ:وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ، وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ:فَجَعَلَتْ خُيُولُنَا تَلُوذُ خَلْفَ ظُهُورِنَا، قَالَ:فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ تَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ:قَالَ:فَنَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ، ثُمَّ قَالَ:يَا لَلْأَنْصَارِ، يَا لَلْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ:هَذَا حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ، قَالَ:قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ:فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:أَيْمُ اللهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللهُ، قَالَ:فَقَبَضْنَا ذَلِكَ الْمَالَ، قَالَ:ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ، فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ

رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَنَزَلْنَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعطى الرَّجُلَ الْمِائَةَ، وَيُعْطِى الرَّجُلَ الْمِائَةَ، قَالَ: فَتَحَدَّثَتِ الْأَنْصَارُ بَيْنَهَا، أَمَّا مَنْ قَاتَلَهُ فَيُعْطِيهِ، وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُقَاتِلْهُ فَلَا يُعْطِيهِ قَالَ: فَرُفِعَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَمَرَ بِسَرَاةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَدْخُلُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا أَنْصَارِيٌّ أَوِ الْأَنْصَارُ قَالَ: فَدَخَلْنَا الْقُبَّةَ حَتَّى مَلَأْنَا الْقُبَّةَ، قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَوْ كَمَا قَالَ: مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟ قَالُوا: مَا أَتَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟ ، قَالُوا: مَا أَتَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ حَتَّى تَدْخُلُوا بُيُوتَكُمْ؟ ، قَالُوا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَخَذَ النَّاسُ شِعْبًا، وَأَخَذَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا، لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَارْضَوْا أَوْ كَمَا قَالَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا پھر ہم نے حنین کا جہاد کیا، مشرکین اچھی صف بندی کر کے آئے جو میں نے دیکھی، پہلے گھڑسواروں نے صفیں باندھیں پھر پیدل لڑنے والوں نے، اس کے پیچھے عورتوں نے صف بندی کی، پھر بکریوں کی صف باندھی گئی، پھر اونٹوں کی صف بندی کی گئی، ہم بہت لوگ تھے ہماری تعداد چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، ایک جانب کے سواروں پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سالار تھے ، پس ہمارے سوار ہماری پشتوں کے پیچھے پناہ گزیں ہونا شروع ہوئے اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہمارے گھوڑے ننگے ہوئے اور دیہاتی بھاگے ا ، رو وہ لوگ جن کو ہم جانتے ہیں تو رسول اللہ

ﷺ نے پکارا! اے مہاجرین ! اے مہاجرین ! پھر فرمایا: اے انصار! اے انصار! ہم نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ آگے بڑھے، پس اللہ تعالی کی قسم! کہ ہم پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو شکست دے دی، پھر ہم نے وہ مال قبضے میں لے لیا، پھر ہم طائف کی طرف چلے، ہم نے اس کا چالیس روز محاصرہ کیا، پھر ہم مکہ کی طرف لوٹے اور اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک کو سو سو اونٹ دینا شروع فرمادیے، یہ دیکھ کر انصار آپس میں باتیں کرنے لگے کہ نبی کریم ﷺ انہیں لوگوں کو عطا فرمارہے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ قتال کیا تھا، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ قتال نہیں کیا ان کو کچھ بھی عطا نہیں فرمارہے، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کر کے فرمایا: اے انصار کی جماعت ! مجھے تمھاری طرف سے کیا بات پہنچی ہے! وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ آپ کو کیا بات معلوم ہوئی ہے؟ دوبارہ یہی بات ہوئی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جماعت انصار کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دنیا کا مال لے جائیں اور تم لوگ محمد ﷺ کو گھیرے ہوئے اپنے گھروں کو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم خوش ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا، وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خوش رہو۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۲۰: ۵۷)

اہل طائف پر سب سے پہلا تیر چلانے والے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ، قَالَ :سَمِعْتُ سَعْدًا، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالاَ :سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ

فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.

ترجمہ

ابوعثمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ تعالی کی راہ میں تیراندازی کی تھی، اورحضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ یہ وہ صاحب ہیں جو چند دیگر افراد کے ہمراہ طائف کے قلعہ کی دیوار کو پھلانگ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آگئے تھے۔الی آخرہ۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۱۵٦:۵)

صرف یہی بیان کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے پتھر مارے اور یہ نہ بیان کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ اعلان بھی کیا تھا کہ جوان پر ایک تیر پھینکے گا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہوگا۔سراسرناانصافی ہے۔

دوسری فصل

میثاق مدینہ

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہاں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے، ان یہودیوں کے تین قبیلے تھے، بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریظہ۔ یہ تینوں مدینہ منورہ کے اطراف میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا، اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا اور انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج بہت کمزور ہو چکے تھے کیونکہ مشہور لڑائی جنگ بعاث میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑلڑ کر قتل ہو چکے تھے اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان وجوہات کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی تا کہ دونوں فریق امن وسکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے، چنانچہ آپ ﷺ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہو گئے۔

اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) خون بہا (جان کے بدلے میں جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے بدلے میں جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی قائم رہے گا۔

(۲) یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی ان کے مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

(۳) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(۴) یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(۵) اگر مدینہ منورہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

(۶) کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا۔

(۷) کسی دشمن سے اگرایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔

(سیرت ابن ہشام (۴:۵۰۱)

غزوہ بنو قینقاع

مدینہ منورہ کے یہودی مسلمانوں کے معاہد تھے، دل ہی دل میں اسلام کی ترقی سے بہت زیادہ حسد کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے سبب ان کا وہ اثر اور اقتدار زائل ہو رہا تھا جو انہیں مدینہ منورہ کے عربوں میں اپنے علمی اور مالی تفوق کے باعث حاصل تھا، یہ لوگ مدینہ منورہ کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے میں کوشاں رہتے تھے، عبداللہ بن ابی جو بظاہر مسلمان ہوگیا تھا لیکن دل میں رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے ساتھ بغض رکھتا تھا ان کی سازشوں میں در پردہ شریک رہتا تھا، اس کے لئے وہ جنگ بعاث کی یاد تازہ کرا کے اوس اور خزرج کو دوبارہ لڑانے کی کوشش میں رہتے تھے جو اسلام قبول کرنے کے سبب متحد ہو چکے تھے، غزوہ بدر کے بعد یہود بنی قینقاع کی شرارتیں تیز تر ہو گئیں۔

یہودی کمینگی کی حد پار کر گئے

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ كَانَ مِنْ أَمْرِ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْعَرَبِ قَدِمَتْ بِجَلَبٍ لَهَا، فَبَاعَتْهُ بِسُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَجَلَسَتْ إِلَى صَائِغٍ بِهَا، فَجَعَلُوا يُرِيدُونَهَا عَلَى كَشْفِ وَجْهِهَا، فَأَبَتْ فَعَمِدَ الصَّائِغُ إِلَى طَرَفِ ثَوْبِهَا فَعَقَدَهُ إِلَى ظَهْرِهَا، فَلَمَّا قَامَتْ انْكَشَفَتْ سَوْءَتُهَا، فَضَحِكُوا بِهَا، فَصَاحَتْ فَوَثَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الصَّائِغِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ يَهُودِيًا، وَشَدَّتِ الْيَهُودُ عَلَى الْمُسْلِمِ فَقَتَلُوهُ

فَاسْتَصْرَخَ أَهْلُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْيَهُودِ، فَغَضِبَ الْمُسْلِمُونَ فَوَقَعَ الشَّرُّ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ بَنِي قَيْنُقَاعَ.

ترجمہ

ابوعون کہتے ہیں کہ ہوا یہ کہ ایک نواحی بستی کی مسلم خاتون اپنی کچھ چیزیں فروخت کرنے کے لئے بنوقینقاع کے بازار میں آئی اس نے اپنا سامان بیچا اور ایک زرگر کی دکان پر آکر بیٹھ گئی شاید اس سے کوئی چیز زیور خریدنا چاہتی تھی۔ باتوں باتوں میں ان بدطینت یہودیوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ اپنے چہرے سے نقاب الٹ دے لیکن وہ اس میں ناکام رہے، اس اثنا میں انہیں ایک شرارت سوجھی، ان میں سے ایک یہودی چپکے سے اٹھا اور خاتون کی پشت کی طرف چلا گیا، اس کی تہہ بند کا ایک گوشہ لیا اور ایک کانٹے سے اس کی قمیص کی پشت سے ٹانک دیا، یہ حرکت اس نے ایسی ہوشیاری سے کی کہ اس خاتون کو کوئی پتہ نہیں چلا۔ جب وہ اٹھیں تو ان کا ستر ننگا ہو گیا، یہ دیکھ کر کمینے یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے، اس خاتون نے بلند آواز سے فریاد کی ایک مسلمان جو کہ پاس سے ہی گزر رہا تھا اس نے اپنی اسلامی بہن کی فریاد سنی۔ دوڑا ہوا وہاں پہنچا اور فوراً سے پہلے اس یہودی کو قتل کردیا، اس بازار میں سارے یہودی جمع ہو گئے انہوں نے اس غیور مسلمان کو شہید کردیا۔

(إنارة الدجی فی مغازی خیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن بن محمد المشاط المالکی:۲۱۹)

یہ ایسا واقعہ نہ تھا کہ مسلمان اس پر خاموشی اختیار کر لیتے۔ اب تو یہودیوں نے ان کی عصمت شعار بہن کو برہنہ کر کے ان کی غیرت کو للکارا تھا۔ امن وسلامتی اچھی چیز ہے لیکن اپنی غیرت کی قیمت ادا کر کے امن وسلامتی حاصل کرنا اسلامی مزاج سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔

اس بلوے کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ یہودیوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں شرارتوں سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش بدر کی طرح تم پر بھی خدا تعالی کا عذاب نازل ہو۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ وہ

قریش تھے جو مسلمانوں سے شکست کھا گئے ہم سے پالا پڑا تو ہم بتادیں گے کہ لڑائی کسے کہتے ہیں ،بنوقینقاع کے یہودیوں کو معاہدہ یاددلایا گیا تو انہوں نے کہا ہم اس معاہدے کے پابند نہیں جو دل میں آئے کرو۔رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو بنوقینقاع سے لڑنے کا حکم دیا۔بنوقینقاع اپنے قلعوں اور محلوں میں محصور ہوکر بیٹھ گئے ،پندرہ دن تک محاصرہ جاری رہا آخر انہوں نے پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے متعلق جو بھی فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے ،تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو شہر چھوڑ کر جلاوطن ہونے کی سزا دی۔بنوقینقاع یہودی جن میں تین سو زرہ پوش تھے مدینہ منورہ سے نکل کر شام کے علاقہ اذرعات میں آباد ہوگئے ،یہ مہم جنگ بدر سے ایک ماہ بعد شوال المکرم ۲ ہجری میں پیش آئی۔

(السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ : محمد بن محمد بن سویلم أبو شُهبۃ (۲:۳۹۵)

غزوہ بنونضیر

یہودیوں کا دوسرا قبیلہ بنونضیر تھا ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا تھا،انہوں نے بھی مدینہ منورہ میں شرارتیں تیز کردی تھیں،وہ ایک طرف قریش سے دوسری طرف مدینہ منورہ کے منافقین سے جن کا سرکردہ عبداللہ بن ابی تھا خفیہ ساز باز رکھتے تھے،رسول اللہ ﷺ کو شہید کردینے کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے۔ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک خون بہا کے سلسلے میں بات چیت کرنے کے لئے ان کے محلے میں تشریف لے گئے ،یہود نے رسول اللہ ﷺ کو باتوں میں لگا کر ایک شخص عمرو حجاش کو چھت پر چڑھایا، کہ وہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ پر بھاری پتھر پھینک دے،رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے اطلاع دے دی اور کریم نبی ﷺ وہاں سے واپس تشریف لے آئے ،بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ تیس آدمی لیکر ہمارے ہاں آجائیں ،ہم بھی اپنے احبار یعنی مذہبی عالم لیکر آجاتے ہیں ،اگر ہمارے احبار نے آپ ﷺ کا کلام سن کر آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کردی تو ہم بھی مسلمان ہوجائیں گے ،رسول اللہ ﷺ نے

کہلا بھیجا کہ پہلے تم بھی اپنے بھائیوں بنوقریظہ کی طرح ہمارے ساتھ نیا معاہدہ طے کرلو پھر تمھاری اس تجویز پر عمل کریں گے، لیکن بنونضیر معاہدہ پر رضامند نہ ہوئے۔ ایک دفعہ پھر انہوں نے دھوکہ سے بلاکر رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کی تیاری کرلی لیکن اس بار بھی رسول اللہ ﷺ کی فراست نے ان کے پلید ارادوں کو زک دی۔

اس کے بعد بنونضیر کھلم کھلا سرکش ہوگئے، عبداللہ بن ابی اندر ہی اندر شہہ دے رہا تھا کہ تم مسلمانوں کے ساتھ لڑو گے تو بنوقریظہ کے یہودی بھی تمھاری مدد کریں گے، اور میں بھی دو ہزار آدمی لیکر تمھاری کمک کے لئے آؤں گا، بنونضیر بڑے مستحکم قلعوں کے مالک تھے، اس لئے وہ قلعہ بند ہوکر مسلمانوں سے لڑنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان قلعوں کا محاصرہ کرلیا، اوران کے نخلستانوں سے کھجوروں کے کچھ تنے کٹوادیئے، پندرہ دن کے محاصرے کے بعد بنونضیر اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے، انہیں اپنا مال اور سامان اونٹوں پر لاد کر لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

بنونضیر کا اخراج ربیع الاول ۴ ہجری میں واقع ہوا۔

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی : أحمد أحمد غلوش (۳۱۱))

غزوہ خیبر

بنونضیر کے یہودیوں کو جب کفارِ قریش کے ساتھ ساز باز رکھنے کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تو یہ لوگ خیبر میں آکر اپنے یہودیوں کے ساتھ آباد ہوگئے۔ یہ خیبر مدینہ منورہ سے دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے، خیبر کے یہودیوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی نیت سے قریش مکہ اور قبائل عرب سے ساز باز کی، جس کے نتیجے میں غزوہ خندق واقع ہوا، خیبر کے یہودی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ بلکہ غزوہ خندق کے سب سے بڑے محرک ہی یہی خیبر کے یہودی تھے۔

خیبر کی وادی بھی مدینہ منورہ کی طرح کھجوروں کے باغات کی بستی تھی جہاں یہودیوں نے متعدد سنگین حصار قائم کر رکھے تھے ، یہ لوگ ہر وقت اسی فکر میں مبتلاء رہتے تھے کہ اپنے حلیف قبیلوں کو بھڑکا کر ایک دفعہ پھر مدینہ منورہ پر حملہ کردیں اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال کر قابض ہوجائیں، اس مقصد میں ان کے پرانے حلیف یعنی قبیلہ غطفان کے عرب لوگ ان کے شامل حال تھے۔ مسلمانوں کو ان کی طرف سے ہر لحظہ حملے کا خطرہ درپیش رہتا تھا، یہود خیبر اور بنوغطفان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع پاکر رسول اللہ ﷺ نے بنوغطفان کے ایک قبیلہ بنوفرازہ کے پاس اپنے ایلچی بھیجے ، اوران کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ اگر خیبر کو فتح کرنے میں بنوفرازہ مسلمانوں کا ساتھ دیں تو مسلمان انہیں بھی خیبر کے محاصل میں شریک بنالیں گے ، بنوفرازہ نے یہ پیشکش مسترد کردی کیونکہ یہودی بنوغطفان کو خیبر کی نصف پیداوار دینے کا لالچ دے چکے تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ دریافت احوال کے لئے خیبر بھیجا، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے سردار اسیر بن زرام سے کہا اگر تم اطاعت قبول کرلو تو رسول اللہ ﷺ تمہیں یہودیوں کا رئیس اعظم مان لیں گے ،اسیر یہودی تیس یہودی لے کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ لیکن بدگمانی کا یہ عالم تھا کہ یہ جماعت دودو ہوکر چلی ہر دو میں ایک یہودی اور ایک مسلمان تھا۔ راستے میں مسلمان اور یہودی لڑ پڑے اور مسلمانوں نے یہودیوں کو قتل کردیا صرف ایک یہودی بچ سکا۔

(فقہ السیرۃ : محمد الغزالی السقا: ۳۴۷)

خیبر پر لشکر کشی

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تو حکم دیا کہ اس مہم میں صرف وہی جائے گا جو جہاد کے لئے رغبت رکھتے ہوں ، رسول اللہ ﷺ محرم ۷ ہجری میں سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنا کر خیبر کی جانب دوسو سوار اور چودہ سو پیدل سپاہ کے ساتھ روانہ ہوئے ، یہ پہلی مہم تھی کہ جس میں اسلامی لشکر کو تین علم دیئے گئے ۔ علم نبوی ﷺ کے

حامل حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس لشکر نے رجیع کے مقام پر جو خیبر اور غطفان کے درمیان واقع ہے پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے خیبر پر چڑھائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے لشکر اسلام کے سامنے وعظ فرمایا اور انہیں قتال پر ابھارا، مسلمانوں نے قلعوں پر دھاوا بول دیا یہ قلعے یکے بعد دیگرے سر ہونے لگے۔ قلعہ قموص کا سردار مرحب نامی ایک پہلوان تھا۔ اس قلعے پر کئی دن تک متواتر مہمیں بھیجی گئیں جو فتح نا پاسکیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّهَا غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح مقدر ہو چکی ہے اور وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

(دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ: أحمد بن الحسین الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۴:۲۱۱))

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات بھر یہی تمنا لئے بے چین رہے کہ صبح ان کو یہ اعزاز حاصل ہو اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے پکار کر فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کا لعاب لگایا اور جھنڈا مولا علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قلعہ کی طرف بڑھے، ادھر سے مرحب رجز یہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا

قد علمت خیبر انی مرحب ...شاکی السلاح بطل مجرّب

خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے کھیلنے والا تجربہ کار دلاور۔

ادھر سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف یوں کروایا

أنا الذی سمتنی أمی حیدرة ... کلیث غابات کریه المنظرة

ترجمہ

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے میں جنگل کے شیر کی طرح ڈراؤنی صورت رکھتا ہوں۔

مرحب اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ ہوئی ، حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ باڑھ سر کو چیرتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی، مرحب گر پڑا مسلمانوں نے عام ہلہ بول کر قلعہ سر کرلیا، اس قلعہ کو سر ہوتے ہوئے بیس دن لگ گئے ،ان معرکوں میں ترانوے یہودی ہلاک ہو گئے اور پندرہ مسلمان شہید ہوئے ، یہودیوں نے ہار مان لی اور خیبر کی پیداوار کا نصف حصہ مسلمانوں کو بطور خراج دینا منظور کرلیا۔

(الدرر فی اختصار المغازی والسیر :النمری ،الحافظ یوسف بن البر (۱:۲۰۰)

غزوہ بنو قریظہ

یہ تیسرا قبیلہ تھا یہودیوں کا جو اسلام دشمنی میں کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا اور تھے انتہائی بدباطن اور انتہاء درجے کے ذلیل۔اور یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی گستاخیاں کرنے لگے تھے۔

چونکہ انہوں نے خندق کے موقع پر غداری کی تھی ،معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی کہ انہوں نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا دینا تھا مگر مشرکین کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے ،ادھر رسول اللہ ﷺ خندق کے مقام پر کفار و مشرکین کے ساتھ نبرد آزما تھے کہ یہودیوں نے مدینہ منورہ میں ایک قلعہ میں موجود خواتین اسلام اور بچوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی یہ تو حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی بروقت کاروائی سے یہودیوں کو پسپا ہونا پڑا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

"وَذَكَرَ حَدِيثَ حَسَّانَ حِينَ جُعِلَ فِي الْآطَامِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَمَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ مَعَنَا فِيهِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ قَالَتْ صَفِيَّةُ فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ وَقَدْ حَارَبَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ، وَقَطَعَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَحَدٌ يَدْفَعُ عَنَّا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ فِي نُحُورِ عَدُوِّهِمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْصَرِفُوا عَنْهُمْ إِلَيْنَا إِنْ أَتَانَا آتٍ قَالَتْ فَقُلْت: يَا حَسَّانُ إِنَّ هَذَا الْيَهُودِيَّ كَمَا تَرَى يُطِيفُ بِالْحِصْنِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا آمَنُهُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى عَوْرَتِنَا مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ يَهُودَ وَقَدْ شُغِلَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَانْزِلْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ قَالَ يَغْفِرُ اللهُ لَكِ يَا ابْنَةَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَاللهِ لَقَدْ عَرَفْت مَا أَنَا بِصَاحِبِ هَذَا: قَالَتْ فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ وَلَمْ أَرَ عِنْدَهُ شَيْئًا، احْتَجَزْت ثُمَّ أَخَذْت عَمُودًا، ثُمَّ نَزَلْت مِنْ الْحِصْنِ إِلَيْهِ فَضَرَبْته بِالعمود حَتَّى قتلته: قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْت مِنْهُ رَجَعْت إِلَى الْحِصْنِ فَقُلْت: يَا حَسَّانُ انْزِلْ إِلَيْهِ فَاسْلُبْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ سَلَبِهِ إِلَّا أَنَّهُ رَجُلٌ قَالَ مَا لِي بِسَلَبِهِ مِنْ حَاجَةٍ يَا ابْنَةَ عبد الْمُطلب.

فقلت :يا حسان اسلبه، فإنه لم يمنعني من سلبه، إلا أنه رجل قال ما لي بسلبه من حاجة، فقلت :خذ الراس وارم به إلى اليهود، قال :ما ذاک في، قالت :فأخذت الراس فرميت به على اليهود، فقالوا :قد علمنا أن محمدًا لم يترک أهله خلوا ليس معهم أحد فتفرقوا.

ترجمہ

یہودیوں کی پانچ پانچ دس دس آدمیوں کی ٹولیوں نے اس اثناء میں ان قلعوں کے اردگرد چکر لگانے شروع کردیئے، جہاں مسلم خواتین اور بچے ٹھہرے ہوئے تھے، کیونکہ یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ نے ہی سب سے پہلے معاہدہ کو توڑا اور جنگ میں حصہ لیا، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی جان حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک یہودی کو مشکوک حالت میں قلعہ کے گرد گھومتے ہوئے دیکھا۔ میں نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ اس یہودی کو بار بار ادھر آتا ہوا دیکھ رہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ دوسروں کو جا کر بتائے گا کہ خواتین اور بچوں پر کوئی پہرہ دار مقرر نہیں ہے کہیں دوسرے بھی اس کے ساتھ آکر ہم پر حملہ نہ کردیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو دشمنوں کے خلاف صف آرا ہیں، بہتر ہے کہ آپ نیچے اتریں اور اس کا کام تمام کردیں۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبدالمطلب کی شہزادی! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے! خدا تعالیٰ کی قسم! آپ جانتی ہیں کہ یہ کام میرے بس میں نہیں ہے۔

ان کا جواب سنا تو میں نے اپنا کمر بند کس لیا۔ ایک شہتیر پڑا ہوا تھا، اسے اٹھا لیا اور نیچے اتر آئی، جب وہ یہودی میرے پاس سے گزرا تو میں نے وہ شہتیر اس کے سر میں دے مارا اسی وقت اس کی جان نکل گئی۔ اس سے فارغ ہو کر میں آئی اور حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے اس کا کام تمام کردیا ہے، اگر وہ مرد نہ ہوتا تو میں اسکا لباس اتار لیتی، آپ جائیں اور اس کا لباس اتار کر لے آئیں، انہوں نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا چلو جا کر اس کا سر ہی کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دو، انہوں نے یہ کرنے سے بھی انکار کردیا، میں خود گئی اور جا کر اس کا سر کاٹ کر یہودیوں کی بستی کی طرف پھینک دیا گیا، جب یہودیوں نے اپنے عزیز کا کٹا ہوا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ واقعی اس قلعہ میں بہت سے مجاہدین موجود ہیں۔ اگر کسی نے ان پر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی تو اس کا یہی حال ہوگا، بس اس

کے بعد کوئی بھی یہودی ہمارے قلعے کی طرف نہیں آیا۔

(شرح الزرقانی أبوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن أحمد الزرقانی المالکی (۳:۴۷)

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: عبدالملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبومحمد، جمال الدین (۲:۲۲۸)

بنوقریظہ پرلشکرکشی

اہل اسلام ابھی غزوہ خندق سے واپس آئے ہی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی اپنے ہتھیار نہ اتاریں کیونکہ بنوقریظہ کوان کی غداری کی سزادینا ابھی باقی ہے، مسلمان ان کے قلعوں کے قریب پہنچے تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے، بنونضیر کا رئیس حی ابن اخطب نے انہیں غداری اورعہدشکنی پر آمادہ کیا تھا۔اہل اسلام نے بنوقریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔

بنوقریظہ کی روانگی کا منظر

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ حَمَّادٍ الْبَرْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمُسَيَّبِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ أَخِيهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا فَسَلَّمَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَنَحْنُ فِي الْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا فَقُمْتُ فِي أَثَرِهِ، فَإِذَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، فَقَالَ :هَذَا جِبْرِيلُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ، فَقَالَ :قَدْ وَضَعْتُمُ السِّلَاحَ لَكِنَّا لَمْ نَضَعْ قَدْ طَلَبْنَا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى بَلَغْنَا حَمْرَاءَ الْأَسَدِ ، وَذَلِكَ حِينَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا، فَقَالَ

لِأَصْحَابِهِ :عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تُصَلُّوا صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتَّى تَأْتُوا بَنِي قُرَيْظَةَ فَغَرَبَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُمْ، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ :إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرِدْ أَنْ يَدَعُوا الصَّلَاةَ فَصَلُّوا، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ :إِنَّا لَفِي عَزِيمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلَيْنَا مِنْ إِثْمٍ، فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، وَتَرَكَتْ طَائِفَةٌ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَلَمْ يَعِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِمَجَالِسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قُرَيْظَةَ، فَقَالَ :هَلْ مَرَّ بِكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا :مَرَّ عَلَيْنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ تَحْتَهُ قَطِيفَةُ دِيبَاجٍ، قَالَ :لَيْسَ ذَلِكَ بِدِحْيَةَ وَلَكِنَّهُ جِبْرِيلُ أُرْسِلَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ لِيُزَلْزِلَهُمْ وَيَقْذِفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ، فَحَاصَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَسْتَتِرُوا بِالْحَجَفِ حَتَّى يُسْمِعَهُمْ كَلَامَهُ، فَنَادَاهُمْ :يَا إِخْوَةَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ قَالُوا :يَا أَبَا الْقَاسِمِ، لَمْ تَكُ فَحَّاشًا، فَحَاصَرَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَكَانُوا حُلَفَاءَهُ فَحَكَمَ فِيهِمْ أَنْ يُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ .فَإِنَّهُمَا قَدِ احْتَجَّا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ فِي الشَّوَاهِدِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .

ترجمہ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھے، ہمارے گھروالوں میں سے کسی نے سلام کیا، ہم بھی اس وقت گھر میں تھے ،رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے آئی ،تو وہ حضرت سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے،

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور مجھے بنوقریظہ کی طرف روانگی کا کہہ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن ہم نے ابھی تک نہیں اتارے ، ہم مشرکین کا پیچھا کرتے کرتے حمراالاسد تک جا پہنچے ، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے ، نبی کریم ﷺ گھبرا کر اٹھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں تم پر یہ لازم کرتا ہوں کہ تم بنوقریظہ تک پہنچنے سے پہلے نماز مت پڑھنا لیکن ان کے بنوقریظہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے سورج غروب ہوگیا، سورج غروب ہونے سے پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ تم نماز ہی چھوڑ دینا، اس لئے انہوں نے نماز پڑھ لی ، دوسری جماعت نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم شریف کے پابند ہیں ، ہمیں اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، چنانچہ ایک جماعت نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے نماز ادا کرلی اور دوسری جماعت نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے نماز چھوڑ دی۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی برانہیں کہا۔

پھر رسول اللہ ﷺ بھی نکلے ، آپ ﷺ کا گزران کے اور بنوقریظہ کے بیچ میں سے کئی مجالس پر ہوا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہاں سے کوئی گزرا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں سے حضرت سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سیاہی مائل سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوکر گزرے ہیں ، جن کے نیچے ریشم کی زین تھی ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے ، ان کو بنوقریظہ کی جانب بھیجا گیا ہے تا کہ ان پر زلزلہ طاری کردیں ، اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں ، نبی کریم ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا، اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اپنی ڈھالوں میں چھپے رہیں، یہاں تک کہ ان کو ان کی آواز سنائی دے، پھر آپ ﷺ نے ان کو پکارا! اے خنزیر اور بندروں کے بھائیو! انہوں نے جواباً کہا: اے ابوالقاسم ! آپ ﷺ تو اس طرح فحش گفتگو نہیں کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا، حتی کہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو نافذ فرمادیا، کیونکہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کے

حلیف تھے، ان کے بارے میں فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم (۳:۲۷)

یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کا بھائی کیوں قرار دیا؟

فَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: انْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوْنَا أَيْقَنُوا بِالشَّرِّ، وَغَرَزَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الرَّايَةَ عِنْدَ أَصْلِ الْحِصْنِ، فَاسْتَقْبَلُونَا فِي صَيَاصِيهِمْ يَشْتُمُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: وَسَكَتْنَا وَقُلْنَا: السَّيْفُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَطَلَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رجع إلى رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَلْزَمَ اللِّوَاءَ فَلَزِمْته، وَكَرِهَ أَنْ يَسْمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَاهُمْ وَشَتْمَهُمْ: فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، وَتَقَدَّمَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ: يَا أَعْدَاءَ اللهِ، لَا نَبْرَحُ حِصْنَكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا جُوعًا: إِنَّمَا أَنْتُمْ بِمَنْزِلَةِ ثَعْلَبٍ فِي جُحْرٍ: قَالُوا: يَا ابْنَ الْحُضَيْرِ، نَحْنُ مَوَالِيكُمْ دُونَ الْخَزْرَجِ وَخَارُوا، وَقَالَ: لَا عَهْدَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَلَا إِلَّ وَدَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ، وَتَرَسْنَا عنه، فقال: يَا إِخْوَةَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَعَبَدَةَ الطَّوَاغِيتِ، أَتَشْتُمُونَنِي؟.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بنوقریظہ کے پاس پہنچے تو ان کو یقین ہو گیا اس کا جو کچھ ان کے ساتھ ہونے والا تھا، حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے

جھنڈا لیکر نیچے جا کر گاڑ دیا، جب ہم ان کے صحنوں میں پہنچے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دینے لگے۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خاموش رہے، ہم نے کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ تلوار ہی کرے گی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیے تو حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جھنڈا دیا میں نے وہ جھنڈا تھام لیا، اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ جلدی سے گئے اور جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ابھی نہ آئیں۔ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ یہ اس لئے کررہے تھے کہ اگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کو گالی دے دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یہودیوں کو کہا: اب تم لومڑی کی طرح اپنے بلوں میں پڑے رہو، تب تک ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے جب تک تم بھوکے نہ مرجاؤ، حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی عہد نہیں ہے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ قریب تشریف لائے اور فرمایا: اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! اور بتوں کے پجاریو! تم مجھے گالیاں دیتے ہو؟

(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی (۱۰:۵۹۹)

(المغازی: محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبو عبد اللہ، الواقدی (۲:۴۹۹)

اس حدیث پاک سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ یہودی کتنے پلید تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گستاخ تھے اور سرعام غداری کرنے والے اور معاہدہ کو پس پشت ڈال کر مشرکین کی حمایت کرنے والے تھے۔

یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے کہ جب انہوں نے گستاخی کی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برملا کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ اتنا حساس ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بات پر جنگ

کی دھمکی دے رہے ہیں۔

اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب یہودی رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دے رہے تھے تو تب یہودیوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو جوابی طور پر فرمایا کہ تم بندر اور خنزیر کے بھائی ہو تو ان کو تکلیف ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کافر ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی پر خاموش رہتا ہے لیکن جب اہل اسلام ان کو جواب دیں تو پھر ان کو اخلاق یاد آجاتے ہیں۔

اس سے مسئلہ واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی پر خاموش رہنا اور کافروں کی پکڑ پر بول پڑنا یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ بنوقریظہ کے یہودیوں کا طریقہ ہے۔

بنوقریظہ کا خاتمہ

حَتّٰی نَزَلُوا عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَکَانُوا حُلَفَاءَ هُ، فَحَکَمَ فِیهِمْ أَنْ یُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ بنوقریظہ کے یہودی چونکہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے انہوں نے حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر وہ سارے یہودی اپنے قلعوں سے باہر آگئے، پھر حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی خواتین اور بچوں کو غلام بنالیا جائے۔

(دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۴:۸))

چھ سو یہودی ایک ہی دن میں قتل کیے گئے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَعْدٍ: لَقَدْ حَکَمْتَ فِیهِمْ بِحُکْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَتَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُقَاتِلَتَهُمْ، وَكَانُوا زَعَمُوا سِتَّمِائَةِ مُقَاتِلٍ، فَزَعَمُوا أَنَّ دِمَاءَهُمْ بَلَغَتْ أَحْجَارَ الزَّيْتِ الَّتِي كَانَتْ بِالسُّوقِ، وَسَبَى نِسَاءَهُمْ وَذَرَارِيَّهُمْ، وَقَسَّمَ أَمْوَالَهُمْ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! آج تم نے اللہ تعالی کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کو قتل کروایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ ان کی تعداد چھ سو تھی، اور اس دن ان کا خون احجار زیت تک پہنچ گیا تھا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کے اموال کو ان اہل اسلام میں تقسیم کر دیا گیا جو اس دن جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۴:۸)

اس سے اندازہ لگائیں کہ ایک ہی دن میں رسول اللہ ﷺ نے چھ سو یہودی قتل کروائے، اب وہ لوگ غور کریں جو بات بات پر کہتے ہیں کہ ریاست مدینہ کی بات کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا لیکن جب انہوں نے اس معاہدہ سے روگردانی کی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کر دیا تو پھر ان کے ساتھ جو ہوا وہ بھی بیان کریں۔

تیسری فصل

ریاست مدینہ منورہ میں یہودیوں کی گستاخی پر ان کو جواب

ریاست مدینہ کا نام لیکر یہودیوں اور گستاخوں کو رعایت دینے کی بات کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، ان کوتاہ عقل لوگوں کو یہ بات نظر نہیں آتی کہ وہ معاہدہ ان یہودیوں نے توڑ دیا تھا اور پھر ان کے ساتھ جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور اسی طرح جو یہودی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرتے تھے ان کو کسی طرح کی کوئی رعایت نہیں دی جاتی تھی۔ اب ہم اس فصل میں یہی ثابت کرتے ہیں کہ گستاخوں کو کسی طرح کی کوئی رعایت نہیں دی گئی۔

ریاست مدینہ میں یہودیوں کے عالم کو دھکے مارے گئے

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ، يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ، أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک بڑا عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: اے محمد! آپ کو سلام ہو! میں نے اس بات پر اسے دھکا دے دیا تو وہ گرنے لگا تو اس نے دریافت کیا کہ تم نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے کہا: تم نے یا محمد کیوں کہا؟ تم یا رسول اللہ ﷺ نہیں کہہ سکتے تھے؟۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۱:۲۵۲))

یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جب اس یہودی عالم نے

رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیکر پکارا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ حضور! اگر اجازت ہو تو میں تھوڑا سا اسے سبق سکھادوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ جب آجائے تو مسئلہ نہیں پوچھے جاتے تب فیصلے کیے جاتے ہیں۔

مٹی اچھالنے والے اندھے یہودی کا سر کھول دیا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَمِرْبَعُ بْنُ قَيْظِيٍّ وَكَانَ أَعْمَى وَهُوَ الَّذِي قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَجَازَ فِي حَائِطِهِ وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى أُحُدٍ لَا أُحِلُّ لَكَ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا أَنْ تَمُرَّ فِي حَائِطِي وَأَخَذَ فِي يَدِهِ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصِيبُ بِهَا غَيْرَكَ لَرَمَيْتُكَ بِهَا، فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَهَذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ ذُكِرَ لِي أَنَّهُ أَخَذَ حفنة من التراب فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصِيبُ بِهَا غَيْرَكَ يَا مُحَمَّدُ لَضَرَبْتُ بِهَا وَجْهَكَ فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلُوهُ، فَهَذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ، وَقَدْ ضَرَبَهُ سَعْدُ ابْنُ زَيْدٍ الْأَشْهَلِيُّ بِالْقَوْسِ فَشَجَّهُ. وفي رواية وَكَانَ رَجُلًا مُنَافِقًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مربع نامی شخص ایک کافر تھا اور تھا بھی اندھا، رسول اللہ ﷺ اس کے باغ سے گزرنے لگے تو اس اندھے نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک پاؤں کی آہٹ سن کر کہا: کون ہے؟ جب اسے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ اندھا منافق رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہیں سکا پھر بھی وہ غصے سے بولا: اگر (نعوذ باللہ) تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا تو

مجھے بتائے بغیر میری زمین سے کس طرح گزر سکتا تھا؟ اس کی یہ زبان درازی اور بے ادبی اور گستاخی دیکھ کر لوگوں نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو منع فرمادیا اور یہ فرمایا کہ یہ صرف ظاہری طور پر ہی اندھا نہیں بلکہ یہ دل کا بھی اندھا ہے۔

ابن اسحاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو اس بے ادبی کے ساتھ گستاخانہ انداز میں مخاطب کرنے سے پہلے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مٹی اٹھا کر پھینکی تھی، ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس منافق اندھے کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ڈھیلا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ ڈھیلا کسی اور کو بھی لگ سکتا ہے اور میں آپ کو دیکھ سکتا تو میں سیدھا آپ کو ماردیتا۔ تاہم جب کچھ لوگ اس کی اس انتہائی اور ناقابل برداشت حرکت پر اس کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع فرمادیا، البتہ بنی عبدالاشہل کے بھائی حضرت سیدنا سعد بن زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرتے کرتے اپنی کمان سے اس اندھے منافق کا سر پھاڑ دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۲۹۳)

بنوقریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی جو گستاخ تھی

قَالَ ابْنُ إِسْحَاق: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّهَا لِعِنْدِي تَحَدَّثُ مَعِي، تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم قتل رِجَالَهَا فِي السُّوقِ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللَّهِ، قَالَتْ: قُلْتُ لها: ويلک مالک؟ قَالَتْ أُقْتَلُ قُلْتُ وَلِمَ؟ قَالَتْ: لِحَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ، قَالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ فَوَاللَّهِ مَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا،

طِيبَ نَفْسِهَا وَ كَثْرَةَ ضَحِكِهَا وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے محمد بن جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عروہ اور حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا کہ غزوہ بنوقریظہ کے دوران میں کوئی عورت قتل نہیں کی گئی تھی۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی عورتیں بنوقریظہ کی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت بڑی خوبصورت اور طرحدار تھی ، لیکن وہ رات دن مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتی تھی ، جب اس کے قبیلے کے لوگوں کو قتل کیا جارہا تھا۔ تب کسی نے آواز دے کر پوچھا کہ فلاں عورت کہاں ہے ؟ تو آگے بڑھ کر بولی میں ہوں ۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تمہیں کیوں بلایا جارہا ہے؟ وہ بولی قتل کرنے کے لئے ۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا۔ تمہیں کیوں قتل کیا جارہا ہے ؟ تو اس نے کہا: اس لئے کہ میں نے آج تک اسلام اور مسلمانوں کو بلکہ محمد ﷺ تک کو برا کہنے کے سوا کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول بنوقریظہ کی یہی وہ ایک عورت تھی جس کو قتل کیا گیا تھا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۴۳: ۳۸۳)

(سنن أبي داود : أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِستاني (۳: ۵۴)

(البداية والنهاية : أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (۴: ۱۴۴)

قتل ابی رافع عبد بن ابی الحقیق الیہودی

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ

عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتّٰى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي

لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لاَ أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ: النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو کعب بن اشرف یہودی کی طرف بھیجا، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع یہودی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کفار کی مدد کیا کرتا تھا۔

حجاز کی زمین میں اپنے قلعے میں مقیم تھا۔ جب عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے قلعے کے قریب ہوئے تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ لوگ اپنے مویشی گھروں میں لے آئے تھے، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو فرمانے لگے تم یہیں بیٹھے رہو میں چلتا ہوں، چوکیدار سے کوئی حیلہ بہانہ کرتا ہوں شاید میں اس طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں، وہ آتے ہی قلعے کے دروازے کے قریب ہوا پھر خود کو کپڑوں میں اس طرح لپیٹا جیسے قضائے حاجت کر رہا ہو، جب لوگ قلعے میں داخل ہو چکے تو دربان کہنے لگا اگر تو قلعے میں داخل ہونا چاہتا ہے تو جلدی آجا گیٹ بند ہونے لگا ہے، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قلعہ میں داخل ہو کر روپوش ہو گیا، جب سب لوگ آگئے تو دربان نے دروازے کو تالا لگا کر کنجیاں ایک لوہے کی کیل سے لٹکا دیں۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چابیوں تک رسائی حاصل کی اور اس طرح گیٹ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابورافع کے پاس رات دیر تک

باتیں ہوتی رہتی تھیں، وہ اپنے بالا خانے میں محو استراحت ہوکر باتیں سنا کرتا تھا، حسب معمول جب قصہ گو واقعات بیان کر کے چلے گئے تو میں نے اس کے بالا خانے کا قصد کیا، جب بھی کوئی دروازہ کھولتا اسے اندر سے اس خیال سے بند کر دیتا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ چل جائے تو مجھ تک نہ پہنچ سکیں یہاں تک کہ میں اس کو قتل کر دوں، اس طرح میں ابورافع کے پاس آنے میں کامیاب ہوگیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تاریک کمرے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سو رہا ہے، یہ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع، تو اس نے کہا کون؟ میں نے اس کی اواز پر آگے ہوکر اس پر تلوار کی ضرب لگائی اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا، مگر وار خالی چلا گیا میں اس کو مار نہ سکا، اس نے چیخ و پکار کی میں کمرے سے نکل آیا تھوڑی دیر بعد میں پھر اندر گیا آواز بدل کر کہا اے ابورافع کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے، ابھی کوئی آدمی اندر آیا تھا اس نے اپنی تلوار سے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پھر اس کو زور سے تلوار ماری جس سے وہ شدید زخمی ہوگیا مگر قتل اب بھی نہ ہوا، میں نے پھر تلوار کی دھار رکھی اس کے سینہ پر زور سے دبایا یہاں تک کہ وہ اس کو چیرتی ہوئی اس کی پیٹھ تک جا پہنچی اب یقین ہو گیا کہ میں نے اسکو قتل کر دیا ہے۔

پھر میں ایک دروازہ کھولتے ہوئے سیڑھیوں تک آ پہنچا نیچے اترنے لگا رات چاندنی تھی یہ سوچا کہ نیچے زمین پر پہنچ گیا ہوں اس خیال میں پاؤں زمین پر رکھا تو نیچے گر گیا جس سے پنڈلی ٹوٹ گئی، اس کو عمامہ سے باندھ کر میں چلنے لگا دروازے کے پاس آکر میں بیٹھ گیا دل میں کہا کہ جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ ابورافع قتل ہوگیا ہے تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا، صبح جب مرغ نے اذان دی تو ایک منادی نے دیوار پر کھڑے ہوکر اعلان کیا، اہل حجاز کا تاجر ابورافع مر گیا ہے اس کے بعد اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان کو کہا کہ چلو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کا خاتمہ کر دیا ہے، پھر

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارے واقعات کی تفصیل عرض کی۔ میری تکلیف دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاؤں کو پھیلاؤ، میں نے حکم پر عمل کیا رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ ایسی تندرست ہوئی گویا اسے کبھی بھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاری الجعفی (۵:۹۱)

گستاخ یہودیہ کا قتل

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا.

ترجمہ:

حضرت عثمان بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن الجراح حضرت جریر سے وہ مغیرہ سے وہ شعبی سے وہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کیا کرتی تھی، اس بناء پر ایک شخص نے اسکا گلا دبا کر مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسکا خون رائیگاں قرار دیا۔

(سنن أبی داود: أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِستانی (۴:۲۹)

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَامَ

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ: قُلْ، فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْفَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ؟ فَقَالَ: أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ: نَعَمِ، ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَ كُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَ نَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَ كُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَ نَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلاَحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ، قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ: قِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، فَقَالَ إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي

قَـائِلٌ بِشَعْرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ، فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ، وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

ترجمہ:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے، اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے، اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں کچھ کہہ سکوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ شخص ہم سے صدقات مانگتا ہے اس نے ہم کو تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں تیرے پاس قرض طلب کرنے آیا ہوں، اس نے کہا خدا کی قسم! تم اس سے اور بھی دکھ اٹھاؤ گے، محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم اسکی اتباع کر چکے ہیں یہ پسند نہیں کرتے کہ اس کو چھوڑ دیں، دیکھتے ہیں کہ یہ معاہدہ کیا رخ اختیار کرتا ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ تم ہم کو ایک، دو وسق قرض دو، (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریبا چار کلو کا ہوتا ہے لھذا ایک وسق تقریبا چھے من کا ہوا) کعب بن اشرف نے کہا، ہاں قرض لے لو مگر میرے پاس کچھ رہن رکھ دو (تو محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں) نے کہا کس چیز کا ارادہ کرتے ہو؟ کعب بن اشرف نے کہا کہ تم

اپنی عورتوں کو رہن رکھو، انہوں نے کہا کہ ہم اپنی عورتوں کو تمھارے پاس کیسے رہن رکھیں؟ حالانکہ تم سارے عرب میں خوبصورت اور حسین ہو، اس نے کہا کہ اپنے بیٹے رہن رکھو، انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹے تمھارے پاس کیسے رہن رکھ دیں جو کوئی ان کے ساتھ لڑے گا ان کو گالی دے گا، ایک یا دو وسق میں گروی رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت شرمندگی اور ندامت کی بات ہے البتہ ہم تمھارے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں، اس سے پھر دوسری بار آنے کا وعدہ کیا، چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کے پاس آئے ابو نائلہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی ان کے ساتھ تھا دوسری روایت کے مطابق حارث بن اوس، ابو عبس بن جبیر اور عباد بن بشیر کو بھی ساتھ لانے کا وعدہ کیا، غرضیکہ کعب نے قلعہ میں بلا لیا، ان کی طرف نیچے اترنے لگا، اس کی بیوی بولی اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ میں اسوقت ایسی آواز سن رہی ہوں گویا کہ اس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے کہا کہ محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے کوئی فکر کی بات نہیں ہے، خاندانی شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ زنی کیلئے بلایا جائے تو اس کو قبول کر لینا چاہئے، ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے سر کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اسکا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اس کے قریب ہو کر اسکو قتل کر دینا، چنانچہ کعب بن اشرف کپڑا اوڑھے ہوئے ان کے پاس آیا اس حال میں کہ اس سے خوشبو مہک رہی تھی، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج کے دن کی طرح خوشبودار ہوا کبھی بھی محسوس نہیں کی، کعب بن اشرف نے کہا مستورات عرب کی سردار زیادہ خوشبو والی میرے پاس ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمھارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب نے کہا کہ سونگھ لو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی دعوت دی، ایک بار دوبارہ خواہش کرتے ہوئے کہا: کیا میں ایک بار پھر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب بن اشرف نے کہا کہ اجازت ہے

،جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسکو پوری طرح قابو کرلیا تو اپنے ساتھیوں کو کہا کہ قریب آجاؤ اور اسکو قتل کردو ،توانہوں نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو پورے قصہ کی اطلاع دی۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۵:۹۰)

ابوعفک یہودی کا قتل

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ ، وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُصْعَبٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُصْعَبِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَشْيَاخِهِ، قَالَا: إِنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَفَكٍ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا، قَدْ بَلَغَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ حِينَ قَدِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، كَانَ يُحَرِّضُ عَلَى عَدَاوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَدْخُلْ فِي الْإِسْلَامِ. فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ رَجَعَ وَقَدْ ظفره الله بما ظفره، فَحَسَدَهُ وَبَغَى فَقَالَ: فَقَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهُوَ أَحَدُ الْبَكَّائِينَ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ أَقْتُلَ أَبَا عَفَكٍ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ فَأَمْهَلَ فَطَلَبَ لَهُ غِرَّةً، حَتَّى كَانَتْ لَيْلَةٌ صَائِفَةٌ، فَنَامَ أَبُو عَفَكٍ بِالْفِنَاءِ فِي الصَّيْفِ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقْبَلَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَوَضَعَ السَّيْفَ عَلَى كَبِدِهِ حَتَّى خَشَّ فِي الْفِرَاشِ، وَصَاحَ عَدُوُّ اللهِ فَثَابَ إِلَيْهِ أُنَاسٌ مِمَّنْ هُمْ عَلَى قَوْلِهِ، فَأَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَقَبَرُوهُ وَقَالُوا: مَنْ قَتَلَهُ؟ وَاللهِ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ لَقَتَلْنَاهُ بِهِ.

ترجمہ:

امام واقدی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ بنوعمرو بن عوف میں ایک

بوڑھا تھا جس کا نام ابوعفک تھا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی، اور اسلام نہ لایا اور رسول اللہ ﷺ کی دشمنی پر لوگوں کو ابھارتا جب رسول اللہ ﷺ بدر سے فتح ونصرت خداوندی پاکر واپس تشریف لائے تو اس نے بغاوت کردی اور یہ اشعار کہے،

قَدْ عِشْتُ حِيناً وَمَا إِنْ أَرَى مِنَ النَّاسِ دَارًا وَلَا مَجْمَعًا
أَجَمَّ عُقُولًا وَآتَى إِلَى مُنِيبٍ سِرَاعًا إِذَا مَا دَعَا
فَسَلَبَهُمْ أَمْرَهُمْ رَاكِبٌ حَرَامًا حَلَالًا لِشَتَّى مَعًا
فَلَوْ كَانَ بِالْمُلْكِ صَدَّقْتُمْ وَبِالنَّصْرِ تَابَعْتُمْ تُبَّعَا

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ بنونجار سے تھے اور غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر رونے والے تھے، انہوں نے قسم کھائی کہ اس کو قتل کروں گا یا خود ہی نہ رہوں گا، وہ انتظار میں رہے حتی کہ ایک دن چاندنی رات میں گرمی کے موسم میں ابوعفک بنوعمرو کے صحن میں سویا ہوا تھا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر تلوار ماری جو اس کی سرتک چلی گئی، اللہ تعالی کا دشمن چیخا، لوگ جمع ہو گئے، انہوں نے قبر کھود کر اس کو دفن کر دیا اور کہا اگر ہم کو پتہ چل جاتا کہ قاتل کون ہے تو ہم اسکو قتل کر دیتے۔

(المغازی : محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبوعبداللہ، الواقدی (۱:۱۷۵))

(سبل الہدی والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۶:۲۳))

(عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر : محمد بن محمد بن محمد بن أحمد الیعمری الربعی، أبوالفتح، فتح الدین (۱:۳۴۱))

چوتھی فصل

فتح مکہ کے دن کفار اور گستاخوں کے قتل کی اجازت کے بیان میں

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے لئے عفو عام کے اعلان سے پہلے پندرہ افراد کو مباح الدم قرار دیا تھا، اور ان کے بارے میں یہ حکم صادر کیا تھا کہ وہ جہاں بھی پائے جائیں ان کو وہیں قتل کر دیا جائے، کیونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اور اسلام قبول کرنے والوں کو اتنی اذیتیں پہنچائی تھیں کہ جن کا تصور کر کے ہی دل کانپ جاتا ہے ایسے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جس حسن سلوک کا برتاؤ کیا اسے پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح، عبداللہ بن خطل، دو کنیزیں جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہجویہ اشعار کہا کرتی تھیں، عکرمہ بن ابی جہل، حویرث بن نقید، مقیس بن صبابہ، ہبار بن اسود، کعب بن زہیر، حارث بن ہشام یہ ابوجہل کا سگا بھائی تھا۔ زہیر بن امیہ، سارہ۔ یہ بنی مطلب کی کنیز تھی۔ صفوان بن امیہ، ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ وحشی جنہوں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ان سب کو اعلان کے مطابق موت کی گھاٹ نہیں اتارا گیا بلکہ ان میں سے اکثر نے معافی مانگ لی۔ اور ان کے بارے میں معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور جن کو قتل کیا گیا ان کی مختصری تفصیل ذکر کی جاتی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مکہ مکرمہ میں قتال کی اجازت

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ يُحَدِّثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَزِيدَ أَحَدِ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيَّ، ثُمَّ الْكَعْبِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ الْفَتْحِ فِي قِتَالِ بَنِي بَكْرٍ حَتَّى أَصَبْنَا مِنْهُمْ ثَأْرَنَا وَهُوَ بِمَكَّةَ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَفْعِ السَّيْفِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے

ہمیں بنوبکر سے قتال کی اجازت دے دی، چنانچہ ہم نے ان سے اپنا انتقام لیا اس وقت نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تھے، آپ ﷺ نے ہمیں تلوار اٹھالینے کا حکم دیا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۲۶:۲۹۸)

مکہ مکرمہ میں جن کا خون مباح قرار دیا

أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: اقْتُلُوهُمْ، وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا، وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا. فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا: فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا، إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ، جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى،

فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ

ترجمہ:

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت فرماتے ہیں کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے سب کفار کو امن دیا سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے، ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کو قتل کردو، اگرچہ کعبہ کے پردوں میں بھی لٹکے ہوئے ہوں تو بھی قتل کردو، چار مردوں میں ایک عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا اس کو قتل کرنے کے لئے دو آدمی دوڑے، ایک سعید رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عمار رضی اللہ عنہ۔ ان دونوں میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے تھے اس وجہ سے حضرت سعید رضی اللہ عنہ پہلے پہنچ گئے تو انہوں نے اس کو قتل کردیا اور مقیس بن صبابہ بازار میں تھا اس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہیں قتل کردیا عکرمہ بن ابی جہل سمندری سفر پر روانہ ہوگیا تو سمندر میں جہاز پھنس گیا لوگوں نے اسکو کہا اب اپنے معبودوں کو پکارو کیونکہ تمھارے بت تو یہاں مدد نہیں کرسکتے۔ یہ سنتے ہی عکرمہ نے کہا، اللہ تعالی کی قسم! مجھے سمندر میں اس کے علاوہ کوئی نہیں بچاسکتا تو مجھے خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں بچاسکتا، اے اللہ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں اگر اس مصیبت سے میں نکل گیا تو میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کروں گا تو ضرور میں ان کو معاف کرنے والا پاؤں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاچھپا جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے یاد فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کولیکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے

اورعرض کیایارسول اللہ ﷺ اس کو بیعت فرمالیں، آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین بار عبداللہ کی طرف دیکھا گویا ہر بار بیعت سے انکار فرمایا، اور تین دفعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیعت فرمالیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو فرمانے لگے کہ تم میں کوئی ایسا سمجھدار نہ تھا جب میں نے اس کو بیعت کرنے سے ہاتھ روک لیا تھا وہ کھڑا ہوکر اس کو قتل کردیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کو آپ ﷺ کے دل کی بات کیسے معلوم ہوتی، ؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ آنکھ سے اشارہ فرمادیتے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ بظاہر چپ رہے اور آنکھ سے اس کے خلاف اشارہ کرے۔

(السنن الکبری: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (٦:٥٢٥))
(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (٤:٦٧))

ابن خطل کی دولونڈیاں

وقینتی ابن خطل وھما فرتنا وارنب، کان یقول الشعر یھجو رسول اللہ ﷺ ویامرھما تغنیان بہ، وفی السیف المسلول وقتلت الأخری، فاستؤمن لإحداھما فاسلمت.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جن کے قتل کا حکم دیا ان میں ابن خطل کی دولونڈیاں بھی تھیں، ایک کا نام فرتنا اور دوسری ارنب تھی، ابن خطل رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے اشعار کہتا تو دونوں گایا کرتی تھیں، السیف المسلول میں ہے کہ ان میں سے ایک قتل کردی گئی اور دوسری کو امان دی گئی تو وہ اسلام لے آئی تھی۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول: تقی الدین أبو العباس أحمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الدمشقی: ٢٧)
(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار: أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبداللہ (٧:٣٩٨))

حضرت سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ سے بدلہ لینا

ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ جَاهِدًا عَلَى إِطْفَاءِ نُورِ اللَّهِ، شَدِيدَ الْأَذَى لِمَنْ كَانَ عَلَى دِينِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَأْذَنَ لِي، فَأَقْدَمَ مَكَّةَ، فَأَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَى الْإِسْلَامِ، لَعَلَّ اللَّهَ يَهْدِيهِمْ، وَإِلَّا آذَيْتُهُمْ فِي دِينِهِمْ كَمَا كُنْتُ أُوذِي أَصْحَابَكَ فِي دِينِهِمْ؟ قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَحِقَ بِمَكَّةَ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا قَدِمَ عُمَيْرٌ مَكَّةَ، أَقَامَ بِهَا يَدْعُو إِلَى الْإِسْلَامِ، وَيُؤْذِي مَنْ خَالَفَهُ أَذًى شَدِيدًا، فَأَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ نَاسٌ كَثِيرٌ.

ترجمہ

جب حضرت سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میں نے پہلے اسلام کے نور مبارک کو بجھانے کی بہت کوشش کی ہے اور اہل اسلام کو بہت زیادہ تکلیفیں دی ہیں اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں میں مکہ مکرمہ جا کران کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دوں ہوسکتا ہے اللہ تعالی ان کو ہدایت کی دولت سے سرفراز کردے۔ نہیں تو میں ان کو اسی طرح اذیتیں دوں گا جس طرح انہوں نے آپ ﷺ کو اذیتیں دی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی، پھر یہ وہاں سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور جو اسلام قبول نہیں کرتا تھا اس کو سخت اذیت دیتے تھے، اس طرح بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: عبدالملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جمال الدین (۱:۲٦۳)

فتاوی جات

مفتیانِ کرام ومحدثین عظام

شارح بخاری مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ انڈیا

سوال

کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ تاریخ اسلام کی روایات میں ایک بات یہ ملتی ہے کہ کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جواذیتیں دیں ان میں آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ ڈالنا، حالتِ نماز میں اوجھڑی ڈالنا بھی ثابت ہے۔ مگر زید کہتا ہے کہ یہ سلوک عام مومنین کے ساتھ ہوا ہے۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے نماز پڑھنے کی حالت میں اوجھڑی ڈالنے کی روایت اکثر کتبِ حدیث میں موجود ہے، حتی کہ بخاری شریف میں بھی ہے کہ عین حالت نماز میں حضور اقدس ﷺ کی پشت مبارکہ پر اونٹ کی اوجھڑی خبثاء نے ڈالی، ڈالنے والا ایک تھا، ابھارنے والا ابوجہل تھا، سات خبثاء تھے جو اس پر خوش ہوئے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے نام بنام ان کی ہلاکت کی دعا کی اور یہ ساتوں بدر میں مارے گئے۔ کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے۔

واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری لشارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (اول: ۳۱۵)

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

ہماری معلومات کے مطابق حدیث وسیرت کی مستند اور معتبر کتابوں میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے، یہ واقعہ ویسے ہی مشہور ہو گیا ہے، کسی بھی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی، حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا، بعض لوگ ایسی روایت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے بھی بیان کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا بھی کوئی حوالہ نہیں ملا۔

ایک وسیع المطالعہ بزرگ خلیفہ مفتی اعظم ہند، شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالی سے اس روایت کے بارے سوال ہوا، اس کے جواب میں آپ نے لکھا: کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے لھذا اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (فتاوی شارح بخاری (۱:۲۱۵)۔ ہر دور میں واعظین لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے اس طرح کے واقعات وضع کرتے رہتے ہیں، اسی لئے محدثین کرام نے موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔

(الحمدلله علی احسانه) رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سچے اور مستند واقعات بہت ہیں، ہمیں انہی پر ہی اکتفا کرنا چاہئے جھوٹ یا خلاف واقعہ بات نیک نیتی سے بیان کی جائے یا بد نیتی سے دونوں صورتوں میں اس کا جواز نہیں بنتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے

جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنا شروع کر دے۔

(مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشيری النيسابوری (۱:۱۰)

حَدَّثَنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلاَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَزْمٍ، أَخُو حَزْمٍ القُطَعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي القُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے قرآن مجید میں اپنی رائے سے صحیح بات بھی کہی تو اس نے خطا کی۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبوعیسی (۵:۵۰)

مفتی منیب الرحمٰن

رئیس دارالافتاء دارالعلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی پاکستان

۳۱ جنوری ۲۰۱۹ء)

حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

واعظین وخطباء سے عموماً یہ واقعہ سننے کو ملتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے راہ میں روزانہ ایک عورت کوڑا اڈالا کرتی تھی بلکہ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اوپر ڈالتی تھی۔ ایک دن ناغہ ہوا تو آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے تو آپ ﷺ اس کی عیادت

کے لئے تشریف لے گئے۔۔۔

الغرض: اس واقعہ کو بنیاد و دلیل بنا کر کہا جاتا ہے کہ حضورﷺ اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کو/گستاخی کرنے والوں کو معاف فرما دیا کرتے تھے۔

اولاً: تو مذکورہ واقعہ کا کتب حدیث میں نام و نشان ہی نہیں ملتا۔
نہ ہی کتب سیرت میں مذکورہ واقعہ کا کوئی سراغ ملتا ہے جس سے مذکورہ واقعہ کا من گھڑت ہونا بالکل عیاں ہے۔

ثانیاً: نبی پاکﷺ نے کئی بار اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کے خلاف دعا بھی فرمائی جیسا کہ کتب احادیث و سیرت میں مبرہن ہے۔

آپﷺ نے اپنی مدنی زندگی کی ابتداء میں ایسے کفار کو جن کا تعلق یہودیوں سے تھا اور وہ آپﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے تھے، ان کے قتل کا حکم دیا جیسے کعب بن اشرف اور ابورافع وغیرہ۔

اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ نبی پاکﷺ نے بہت سے گستاخوں اور دین سے پھرنے والوں کو فتح مکہ کے موقع پر عین حرم شریف میں قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر وہ کعبۃ اللہ کے پردے کے پیچھے چھپے ہوئے بھی نظر آئیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

کعب بن اشرف کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا، وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ العَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ،

قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَ نَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ، أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ ،قَالَ سُفْيَانُ :يَعْنِي السِّلاَحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَقَتَلُوهُ ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون کھڑا ہوگا کعب بن اشرف کے لئے کیونکہ اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیفیں دی ہیں تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جا کر اس کو قتل کر دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی اطلاع دی کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن ،باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۳:۱۴۲)

امام احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری میں رقم طراز ہیں:

یہاں اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے اشعار کے ذریعے نبی پاک ﷺ کو تکالیف دی تھیں اور مشرکوں کی مدد کی تھی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن اشرف نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا۔ یہ یہودی نبی کریم ﷺ کو اور ان کے واسطے سے اللہ تعالی کو اذیت دیتا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل کا اعلان فرمایا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر کے رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی اطلاع دی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاري: أحمد بن علی بن حجر أبوالفضل العسقلانی الشافعی (۷:۳۳۷)

ابورافع یہودی کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ،

ترجمہ

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے چند انصار کا انتخاب فرمایا جن میں سے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا یہ ابورافع نبی پاک ﷺ کو تکالیف دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۵:۹۱)

ابن خطل کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سر مبارک پر خود پہن رکھا تھا۔ جب آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک شخص اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا: ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو وہیں قتل کردو۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۳:۱۷)

یادرہے کہ گستاخ رسول کو معاف کرنے کا اختیار امتی کو نہیں ہے۔ اگر گستاخ رسول صدق دل سے توبہ کرے تو عنداللہ مقبول ہوگی، لیکن عندالناس توبہ کی قبولیت اور عدم قبولیت میں علماء کرام

کا اختلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاوی رضویہ اور تمہید ایمان میں گستاخ رسول کی توبہ کے متعلق فرمایا:

تمہید ایمان کی عبارت ملاحظہ ہو

سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزازی، امام الہمام، علامہ مولانا خسرو، صاحب درروغرر، علامہ زین بن نجیم، علامہ عمر بن نجیم، صاحب تنویر الابصار، علامہ رملی، صاحب مجمع الانہر، علامہ حصکفی وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا۔

اس لئے عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عنداللہ بھی مقبول ہے۔ کہیں یہ لوگ اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول ہی نہیں تو پھر تائب کیوں ہوں۔

واللہ عزمجدہ اعلم بالصواب

جمیل احمد چلنہ غفرلہ دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مفتی محمد ابراہیم قادری مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّهٖ مِنْ نُوْرِهٖ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ وَ شَرَّفَهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَ آدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ لَابَعْدَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً مِنْ وِّلَادَتِهِ الْعُظْمیٰ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ الْاَنْبِیَاءِ وَ عَلٰی آلِهِ الْمُجْتَبٰی وَ اَصْحَابِهِ الْاَذْکِیَاءِ.

پیش کردہ صورت مسئلہ دو شقوں پر مشتمل ہے۔ ہر دو شقوں کا بالترتیب جواب مع التنبیہ ذکر کرنے سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ ضروری ہے۔

مقدمہ تمہید۔ ارباب علم کے ہاں تعظیم، ادب اور توہین، بے ادبی وہ مفہومات کلیہ ہیں جن کی کوئی جامع تعریف کسی بھی لغت اور اصطلاح میں الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کئی حقائق واقعی اپنے ضمن میں حسن لئے ہوئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات انہیں غیر مہذب لب ولہجہ، نامناسب جگہ اور مہمل، ذومعانی الفاظ کے ساتھ بیان کرنے میں توہین، بے ادبی ظاہر ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی قول، فعل ایک علاقہ میں توہین و بے ادبی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن اسی علاقہ میں مرور زمانہ کے ساتھ یا کسی اور علاقہ میں وہی قول، فعل توہین، بے ادبی کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تعظیم، توہین کے تعین کا مدار الفاظ، معانی اور قصد وارادہ، نیت نہیں۔ بلکہ تعظیم، توہین کا مدار علاقائی عرف ہے۔

فَیَجِبُ اَنْ یُرْجَعَ فِیْ الْاَذیٰ وَالسَّبِّ وَ الشَّتْمِ اِلَی الْعُرْفِ فَمَا عَدَّہٗ اَھْلُ الْعُرْفِ سَبًّا اَوْ اِنْتِقَاصاً اَوْ طَعْناً اَوْ عَیباً وَّ نَحْوَ ذٰلِکَ فَھُوَ مِنَ السَّبِّ.

(الصارم المسول۔ص۔۵۳۴)

ترجمہ: یعنی بے ادبی، توہین کے تعین کیلئے عرف کی طرف رجوع کیا جائے۔ عرف والے جس (قول، فعل) کو توہین، نقص اور عیب، طعن سمجھیں تو وہ توہین ہے۔

امور واقعیہ:

حضور علیہ السلام نے بکریاں چرائیں۔ آپ ﷺ یتیم تھے۔ کاشانہ اقدس میں فقر، فاقہ رہتا۔ آپ علیہ السلام سیدۃ نساء العلمین حضرت فاطمۃ الزہرہ کے والد اور حضرات حسنین کریمین کے نانا ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بھیجے گئے بعض لشکروں کو کہیں کہیں فتح نہ ہوئی۔

ان امور واقعیہ کی تحقیق یہ ہے۔ کہ اہل عرب کے ہاں بکریاں چرانا عیب نہ سمجھا جاتا اور کاشانہ اقدس میں فقر اختیاری تھا۔ لیکن ہمارے دور، علاقائی عرف میں بکریاں چرانا عیب سمجھا

جاتا ہے اور ہمارے عرف میں فقر، فاقہ کو تنگدستی، جنگ میں فتح نہ ہونے کو شکست اور بے بسی سمجھا جاتا ہے۔

تو ان امور کو عوام کے سامنے بیان کرنے سے سید العلمین ﷺ کی بے بسی، تنگدستی مرشح ہونے کے خوف کی وجہ سے علماء امت کے نزدیک ان امور کا ذکر منع ہے۔ اسی طرح سید العلمین ﷺ کی صفات مصطفویہ کو چھوڑ کر زہرا کے بابا، حسنین کے نانا کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا تعارف پیش کرنا بے ادبی ہے۔

لَایَنْبَغِیْ ذِکْرُ مِثْلِهٖ وَ رِوَایَتِهٖ عِنْدَ الْعَوامِ وَ لِهٰذَا اَفْتٰی بَعْضُ عُلَمَاءِ الْعَصْرِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یَدْهَنُ حَتّٰی کَانَ ثِیَابُهٗ ثِیَابَ زِیَاتٍ مَعَ اَنَّهٗ مَرْوِیٌّ" فِی الشَّمَائِلِ.

(نسیم الریاض۔ ج۔۴۔ ص۳۴۱۔)

ترجمہ: یعنی عوام کے سامنے ایسے امور کا ذکر اور روایت کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے دور کے بعض علماء نے اس شخص کے بارے (کفر اور قتل کا) فتویٰ دیا، جس نے کہا۔ حضور ﷺ اتنا تیل لگاتے تھے۔ کہ آپ ﷺ کے کپڑے تیلی کے کپڑوں کی طرح ہو جاتے۔ حالانکہ یہ روایت شمائل میں موجود ہے۔

وَ کَذٰلِکَ حُکْمُ مَنْ غَمِصَهٗ اَوْ عَیَّرَهٗ بِرِعَایَةِ الْغَنَمِ اَوِ السَّهْوِ اَوِ النِّسْیَانِ اَوِ السِّحْرِ اَوْ مَا اَصَابَهٗ مِنْ جَرْحٍ اَوْ هَزِیْمَةٍ لِبَعْضِ جُیُوْشِهٖ. الخ.

ترجمہ: یعنی اسی طرح اس شخص کے بارے قتل کا حکم دیا ہے، جس نے سید العلمین ﷺ کو بکریاں چرانے یا آپ پر نسیان طاری ہونے یا آپ ﷺ پر جادو کا اثر ہونے یا آپ ﷺ کے بھیجے گئے لشکروں کو فتح نہ ہونے وغیرہ کو ذکر کیا اور عوام سید العلمین ﷺ کی بے بسی سمجھیں۔

لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ لَهٗ ﷺ فَقِیْرٌ" اَوْ مِسْکِیْنٌ". الخ.

(نسیم الریاض۔ ج۔۴۔ ص۳۳۶)

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ کو فقیر یا مسکین (یتیم) کہنا جائز نہیں۔

یہ مثالیں ان امور کی ہیں۔ جو ثابت الوقوع ہیں۔ لیکن اب ان امور کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شرعاً منع اور شرعی سزا ارتداد اور قتل کا موجب ہے۔

جواب شق اول۔ صورت مسئولہ میں مذکور روایت کا محققین علماء کرام کے نزدیک ثبوت ہی نہیں ہے۔ اس لئے مذکورہ روایت کو خطاب یا اخبار (خبر دینے) میں ذکر کرنا ظلم، کذب اور کفر وارتداد ہے۔ ایسی روایت کو ذکر کرنا، سننا اور شرعاً منع ہے۔

شق ثانی کے جواب سے پہلے ایک تنبیہ اور اس سے پہلے تمہیدی مقدمہ کا ذکر ضروری ہے۔

تمہیدی مقدمہ: اللہ تعالیٰ اور سید المرسلین ﷺ کے اسماء مبارکہ، اوصاف جمیلہ کا ذکر، بیان کرنے کیلئے چند ضروری شرائط ہیں۔

۱۔ ایسے ذکر و بیان کے وقت انتہائی عجز، انکساری، کمالِ ادب، حسین کلمات کا انتخاب ہو۔

۲۔ ذکر و بیان قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور تصریحات مفسرین کرام، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور تحقیقات آئمہ مجتہدین، علماء علم العقائد رحمہم اللہ تعالیٰ سے سلفاً خلفاً ثابت ہوں۔

۳۔ ذکر و بیان سے ذاتی منفعت، حرص زر اور حصول شہرت مقصود نہ ہو۔

۴۔ ذکر و بیان کے وقت لب و لہجہ، چہرہ کے اتار چڑھاؤ حد اعتدال، ادب احترام کے ساتھ ہوں۔

۵۔ ذکر و بیان سے اللہ تعالیٰ کی حمد، سید المرسلین ﷺ کی تعریف، ثنا، دین متین کی تبلیغ اور عوام کے احوال کی اصلاح مقصود ہو۔

۶۔ ذکر و بیان اور تبلیغ دین کرنے والا عالم باعمل ہو۔ کوئی جاہل اور فاسق نہ ہو اور طے کردہ فیس (اجرت) والا نہ ہو۔

۷۔ ذکر و بیان کے دوران علمی، روحانی ماحول ہو۔

تمہید کے بعد ہم عنوان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ بعض عوام اہل سنت کو کانوں کے چسکے کی بیماری لگ گئی ہے۔ کہ مذہبی اجتماع میں مقرر، نعت خوان خوش آواز ہو۔ جاہل، فاسق ہی

کیوں نہ ہو۔بس آواز سریلی ہو۔

بعض مقررین، نعت خواں خوفِ خداوند تعالیٰ سے عاری ہوتے ہیں۔وہ مذہبی بیان ،نعت خوانی کی فیس پہلے سے طے کرتے ہیں۔بعض نعت خواں بے ریش ،بعض داڑھی منڈے ہوتے ہیں۔جبکہ بعض نعت خواں فلمی اداکاروں کے لباس ،میک اپ میں اور خواجہ سراؤں کی حرکات ،ان کی سی اداؤں کے ساتھ گانوں کی طرز پر نعت خوانی کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے ایک ظالم پیشہ ور طبقہ نقیبِ محفل کے نام سے نمودار ہوا ہے۔یہ وہ طبقہ ہے۔جو بعض مجالس میں مقررین ،نعت خوانوں کی دلالی کرتا ہے اور کہیں محافل کے انتظام ،مقررین ،نعت خوانوں کے اخراجات کا ٹھیکہ کرتا ہے۔بعض نقیبِ محفل مائک پر اپنے چہرہ کے اتار چڑھاو بگاڑ کر شور وغوغا سے پُر اورادب ،احترام سے عاری مہیب آواز سے اشعار خوانی کرتے ہیں۔

عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ جاہل ،پیشہ ور مقررین ،فاسق نعت خواں ،روایتی نقیبِ محفل مذہبی ،روحانی محافل میں بے ادبی ،بے عملی کو فروغ دے رہے ہیں۔موضوع ،من گھڑت ،رفض پر مبنی روایات سنا کر مسلکی اور دنیوی اور اخروی نقصان کرر ہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پیشہ ور مقررین ،فاسق نعت خواں خود تو گنہگار بنتے ہی ہیں۔لیکن دیگر کئی مسلمانون کو بھی گناہ کی وادی میں گرانے کا باعث بن رہے ہیں۔اس حقیقت کی تفصیل یہ ہے۔کہ تقریر ،نعت خوانی کیلئے فیس کی رقم طے کرنا ایسا گناہ ہے۔کہ طے کردہ رقم لینے والا مقرر ،نعت خواں اور فیس طے کر کے رقم دینے والا اور ایسی فیس کیلئے چندہ دینے والے لوگ برابر کے گناہ گار ہوتے ہیں۔جاہل مقررین ،فاسق نعت خواں کو دادِ تحسین دینے والے ،اس کی حوصلہ افزائی کرنے والے حاضرین و سامعین بھی گنہگار ہوجاتے ہیں۔لہذا جس کی شکل وصورت ،لباس اور عمل شریعت کے خلاف ہو ،جہالت کا پیکر ،حرص دنیا کا خوگر ہو اسے مذہبی منصب دینا سراسر زیادتی ہے۔

جواب شق ثانی۔ تمہید۔کسی کی ذات یا صفات کی طرف کمی ،نقص اور عیب کی نسبت کرنا اس کے حقوق میں سے ایک حق کی تلفی ہوتی ہے اگر بندہ کی ایسی حق تلفی ہو تو بندہ کو اختیار ہے کہ حق

تلفی کرنے والے کو معاف کردے یا قرار واقعی سزا تک پہنچائے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی حقوق العباد میں سے حق تلفی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور تین دن تک اسے مہلت دی جائے اور صبح، شام اسے وعظ و نصیحت کی جائے۔ اگر توبہ کرلے تو فبہا ورنہ چوتھے دن اسے قتل کیا جائے۔ لیکن سید المرسلین ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کرے تو وہ فی الفور واجب القتل ہے۔

تمہید کے بعد صورتِ مسئلہ کی شق دوم کی جزو اول کا جواب ذیل میں درج ہے۔ گستاخ رسول اگر توبہ کرلے اور تجدید ایمان کرلے تو گستاخی رسول کی سزا جو کہ قتل ہے یہ سزا معاف نہ ہوگی، اسے قتل ہی کیا جائے گا، البتہ توبہ، تجدید ایمان سے اس کی نماز جنازہ، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کی تدفین کی جائے گی۔ گستاخ رسول نے اگر توبہ نہ کی ہو۔ تو اسے قتل کیا جائے گا۔ نماز جنازہ نہ ہوگی، مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے گا۔

اِنْ تَابَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهٗ اَبَدًا لَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَ حُكْمُهٗ فِي الشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عِنْدَ مُتَاخِّرِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِجْمَاعاً وَ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ اَلْقَتْلُ .

(خلاصہ الفتاویٰ۔ ص ۳۸۶)

ترجمہ: اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے اور نہ بندوں کے نزدیک۔ ایسے شخص کا شریعت مطہرہ میں متاخرین، متقدمین مجتہدین کے نزدیک بالاتفاق واجب القتل ہے۔

وَفِي الْمَبْسُوْطِ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ كِنَانَةَ مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قُتِلَ اَوْ صُلِبَ حَيّاً وَ لَمْ يُسْتَتَبْ وَ الْاِمَامُ مُخَيَّرٌ فِيْ صَلْبِهٖ اَوْ قَتْلِهٖ.

(الشفاج۔۲۔ص۔۲۱۶)

ترجمہ: مسلمانوں میں سے جو بھی سید المرسلین ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے یا اسے سولی پر لٹکایا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے امام کو اختیار ہے کہ اسے قتل کرے یا سولی پر

چڑھائے۔

جز دوم۔ گستاخ رسول کو حاکم وقت یا کوئی بھی مسلمان معاف کر سکتا ہے؟

جواب: آئمہ مجتہدین، جملہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں۔ کہ سرور کائنات ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان اقدس میں توہین جیسے جرم کی سزا امت میں سے نہ کوئی مسلمان حاکم معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عام مسلمان۔ جب توہین رسالت جیسا جرم ثابت ہو جائے تو گستاخ توبہ کرے یا نہ کرے۔ امت میں سے کوئی شخص یا حاکم وقت یا کوئی بھی اتھارٹی، پنچائیت اسے معاف نہیں کر سکتی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

جز سوم۔ گستاخ رسول اگر مذہب اسلام کے خلاف مذہب رکھتا ہو تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: سید العلمین ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ جب توہین رسول کا اس سے جرم ثابت ہو جائے۔ تو اس کی سزا بطور حد شرعی قتل ہی ہے۔ اگر مسلمان ہو اور توہین رسول سے توبہ کر لے یا غیر مسلم نے حالت کفر میں توہین رسول کی پھر اسلام قبول کیا۔ تو مسلمان کو توبہ اور غیر مسلم کو اسلام شرعی سزا قتل سے نہیں بچا سکتے۔ گستاخ رسول فی الفور واجب القتل ہے۔

دلائل آخر میں مذکور ہیں۔

جزء چہارم:

گستاخ رسول کو حاکم وقت یا رعایا میں سے کوئی مسلمان قتل کر سکتا ہے؟

جواب سے پہلے تمہید۔ حضور ﷺ نے بعض گستاخان رسول کو قتل کرنے کا حکم دیا اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گستاخان رسول کو خود قتل کیا اور حضور ﷺ نے ایسے مقتولین کا خون رائیگاں قرار دیا۔ یعنی ایسے قتل پر قصاص یا دیت کا حکم جاری نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے، فقہاء کرام نے اپنی تصریحات میں گستاخ رسول کیلئے فاقتلوہ یعنی مطلق حکم دیا اسے قتل کرو۔ صحابہ کرام نے اور ان کے بعد ہر دور میں مسلمان اپنے ذاتی

فیصلہ، ایمانی جذبہ سے گستاخان رسول کو خود قتل کرتے آئے ہیں اور حضور ﷺ نے ایسے قتل پر قصاص یا دیت کا حکم نہ دیا۔ پھر یہ کہ گستاخ رسول فی الفور واجب القتل ہے لہذا اسے فی الفور بطور شرعی حد قتل کیا جائے، قتل حاکم کرے یا عام شخص کرے۔

حوالہ جات:

وَاِنْ نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ (آیت کریمہ) وَ قَالَ اللَّيْثُ فِى الْمُسْلِمِ يَسُبُّ النَّبِىَّ ﷺ اِنَّهٗ لَايُنَاظَرُ وَلَايُسْتَتَابُ وَ يُقْتَلُ مَكَانَهٗ وَ كَذَالِكَ الْيَهُوْدِىَ وَالنَّصَارىٰ.

(احکام القرآن. ج. ۳. ص. ۱۰۵.

ترجمہ: یعنی حضرت لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توہین رسول کرنے والے مسلمان کے بارے میں فرمایا۔

بیشک اس کو مناظرہ، توبہ کی مہلت دیے بغیر اسی جگہ (یعنی فی الفور) قتل کیا جائے۔ یہی حکم گستاخی رسول کرنے والے یہودی اور عیسائیوں کیلئے بھی ہے۔

حضور رحمۃ للعلمین ﷺ نے اپنی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے بعض گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور بعض سے درگزر بھی فرمایا۔ تاریخ اسلام، ذخیرہ احادیث، تصریحات فقہاء احناف، شوافع اور فقہاء مالکی، حنبلی اور کتب تفاسیر، کتب علم العقائد میں کوئی ایک جزئی بھی نہیں مل سکتی کہ کوئی امتی حضور ﷺ یا کسی بھی نبی کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کو معاف کر سکے۔

بعض مقررین، نعت خواں بیان کرتے ہیں کہ دائیاں جب مکہ مکرمہ میں بچے لینے آئیں تو انہوں نے حضور ﷺ کو یتیم، غریب سمجھ کر گود میں نہ لیا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو اور کوئی بچہ نہ ملا تو اس نے حضور ﷺ کو لے لیا۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طرف یتیمی اور غربت کی نسبت کر کے آپ ﷺ کا تعارف کرانا منع ہے۔

حوالہ جات:

يَنْبَغِىْ لِمَنْ يَّكُوْنُ فِطْيْنًا اَنْ يَّحْذِفَ مِنَ الْخَبَرِ مَا يُوْهِمُ فِى الْمُخْبَرِ عَنْهُ

نَقْصاً وَلَا یَضُرُّہٗ ذٰلِکَ بَلْ یَجِبُ۔

(الصارم المسلول۔ص ۲۷۲)

ترجمہ: ہر ذکی فہیم کو چاہیئے کہ کوئی بھی واقعہ بیان کرتے وقت ہر اس لفظ (انداز بیان) کو حذف کردے جس میں آپ ﷺ کے بارے نقص، عیب کا شائبہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ایسا کرنا اسے مضر نہیں بلکہ اس پر واجب ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اِنَّ یَھُوْدِیَۃً کَانَتْ تَشْتَمُ النَّبِیَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِیْھَا فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَھَا۔

(مشکوۃ شریف۔ص ۶۵۔ سنن ابی داؤد۔ج ۲۔ص ۲۵۲۔)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک یہودی عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک آدمی (صحابی) نے اسے گلا دبا کر قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

اِنَّہٗ حَدٌّ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَۃِ لَا مُتَصَوَّرٌ فِیْہِ خِلَافٌ لَا حَدَّ لِاَنَّہٗ حَقٌّ تَعَلَّقَ بِہٖ حَقُّ الْعَبْدِ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَۃِ کَسَائِرِ حُقُوْقِ الْآدَمِیِّیْنَ۔

(تنبیہ الولاۃ والحکام۔ص ۳۲۸)

ترجمہ: سید العلمین ﷺ کی توہین کرنے والے کا قتل بطور حد لازم ہے۔ جو توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ یہ حقوق العباد سے ہے۔ جس طرح دوسرے حقوق العباد توبہ اور کسی اور کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتے۔ پھر یہ تو سید المرسلین ﷺ کا حق ہے۔ اسے کوئی امتی ہرگز معاف نہیں کرسکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

حررہ محمد طیب ارشد

مہتمم: شمس العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ

کلور کوٹ ضلع بھکر

حضرت العلام مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

الجواب ھو الموفق للصواب

(ا) صورت مسئولہ عنہا میں بیان کردہ واقعہ جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کافی تلاش کے باوجود کسی بھی حدیث وسیرت کی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔ یہ محض سنی سنائی اور موضوع روایت ہے، جسے واعظین بیان کرتے ہیں علاوہ ازیں سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھٹی کلاس کی ''سندھی'' کے دوسرے سبق میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ روایت موضوع ہے اور موضوع روایت کا حکم تیسیر مصطلح الحدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

أجمع العلماء على أنه لا تحل روايته لأحد علم حاله في أي معنى كان إلا مع بيان وضعه.

ترجمہ

یعنی علماء کرام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ موضوع روایت کو بیان کرنا جائز نہیں ہے، ایسی روایت کی حالت کو جاننے والے کے لئے خواہ وہ کسی معنی میں ہو۔ ہاں اس روایت کے موضوع ہونے کو بیان کرکے بیان کیا سکتا ہے ۔

(تیسیر مصطلح الحدیث: أبوحفص محمود بن أحمد بن محمود طحان النعیمی :111)

کتب احادیث میں اس کے برعکس روایات موجود ہیں کہ اس طرح ایذا پہنچانے والوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے دعائے ضرر فرمائی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّورَمَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ، فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا، فَيَجِيءُ بِهِ، ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ، فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، ثُمَّ سَمَّ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ، قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز ادا کر رہے تھے کہ قریش کے کچھ افراد مخصوص جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: کیا تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو نا جو کعبہ کے لئے کام کر رہا ہے؟ تم میں سے کون شخص فلاں قبیلے کی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کے گوبر اور اس کا خون اور اس کی اوجھڑی لے کر آئے اور اسے ان صاحب کے کندھے پر ڈال دے جب وہ سجدے میں جائیں۔ راوی

کہتے ہیں کہ ان میں جو سب سے زیادہ بد بخت تھا اس کو بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ سجدے میں گئے اس نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک کندھوں پر وہ اوجھڑی رکھ دی۔ رسول اللہ ﷺ سجدے میں ہی رہے وہ کافر ہنستے رہے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ پھر کوئی شخص حضرت سیدہ کائنات فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا وہ ابھی کمسن بچی تھیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ نبی اکرم ﷺ ابھی سجدے میں ہی تھے آپ رضی اللہ عنہا نے وہ چیز رسول اللہ ﷺ سے ہٹائی اور پھر ان کافروں کو بہت سخت برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل کی تو ان کے خلاف یہ دعا کی۔ اے اللہ! قریش کو ہلاک کردے۔ اے اللہ! قریش کو ہلاک کردے۔ اے اللہ قریش کو ہلاک کردے۔ اے اللہ! عمرو بن ہشام کو ہلاک کردے۔ عتبہ بن ربیعہ کو شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کردے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قسم! میں نے غزوہ بدر میں دیکھا یہ سارے اوندھے پڑے ہوئے ہیں، پھر ان سب کو کھینچ کر لا کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس گڑھے والوں کے پیچھے لعنت جاری رہے گی۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱:۱۱۰))

(۲) گستاخ رسول کی سزائے شرعی صرف موت ہے۔ اس کو معاف کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ مگر اب کسی صورت کوئی بھی شخص، حاکم وغیرہ آپ ﷺ کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ شریف (۱۴:۳۹۷ تا ۳۰۴) ملاحظہ فرمائیں۔

ھذا ماعندی واللہ تعالی اعلم بالصواب

حررہ نائب مفتی عبدالجبار کشمیری رکن مجلس دارالافتاء احسن البرکات

الجواب صحیح ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم وشیخ الحدیث

دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

(۲۸ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ/ ۶ مارچ ۲۰۱۹ء)

حضرت العلام شیخ الحدیث قبلہ پیر غلام رسول القاسمی حفظہ اللہ

الجواب بتوفیق اللہ الوھاب

یہ واقعہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں مل سکا۔

ثانیاً: بہت سے علماء کرام سے اس کے بارے میں پوچھا مگر سب نے جواب نفی میں دیا۔

ثالثاً: انٹرنیٹ پر تلاش کی کوشش کی گئی مگر دستیاب نہ ہوا، اس کی کتاب، اس کی سند، اور اس کے راوی تک کا علم نہیں ہو سکا۔

رابعاً: اس کے الفاظ پر غور کیا تو درایت کے اعتبار سے بھی درست معلوم نہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی راستے سے بھلا روزانہ کیوں گزرتے ہوں گے؟ اور گزرتے ہوں گے تو عین اسی ایک ہی وقت پر ہی کیوں گزرتے ہوں گے؟۔ اگر عین اسی وقت ہی گزرتے ہوں گے تو کیا وہ خاتون اس انتظار میں بیٹھی رہتی ہوگی کہ آپ ﷺ کے عین اوپر کوڑا پھینکنے میں وہ ہر بار کامیاب ہو جاتی ہوگی؟۔ عجیب بات ہے کہ نبی کریم ﷺ اس عورت کی ایک دو بار ایسی حرکت کے بعد محتاط کیوں نہ ہوئے ہوں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ خود فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۸:۳۱)

واللہ تعال اعلم ورسولہ ﷺ

کتبہ الفقیر غلام رسول القاسمی

سرگودھا

حضرت قبلہ مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت مسلمہ کا شروع سے یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنے سچے نبی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہر لحاظ سے انتہائی حد تک محتاط چلی آ رہی ہے.

مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کسی بھی بات کو بلاتحقیق وتصدیق منسوب کرنے سے بے حد گھبراتے ہیں . آپ ﷺ کی طرف جو بھی بات منسوب ہو اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار نہیں کرتے بلکہ مستند حدیث وسیرت کی کتب کی طرف رجوع کر کے اس کی اچھی طرح چھان بین کرتے ہیں، صرف کتب پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ساتھ ساتھ راویوں کی بھی خوب جانچ پڑتال کرتے ہیں.

یہ تو محتاط اہل علم مسلمانوں کا طریقہ ہے، مگر بہت سے غیر محتاط کم علم مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس سلسلے میں غفلت مجرمانہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت سی روایات بلاتحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، پھر وہ غیر معتبر باتیں عوام میں مشہور ہو جاتی ہیں، خطباء کی رنگ آمیزیوں کی وجہ سے ایسی روایات کاذبہ کو چار چاند لگ جاتے ہیں.

اللہ تبارک وتعالی اپنی جناب خاص سے ان محقق علماء کو اجر عظیم عطا فرمائے جو ہر دور میں اپنے قیمتی اوقات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث وسیرت کے لیے وقف کرتے چلے آ رہے ہیں، وہ فقط رضائے الہی کی نیت سے حق وباطل اور سچ جھوٹ میں خط امتیاز کھینچ کر لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کرتے ہیں، انھیں کے دم قدم سے دین کی بہاریں ہیں.

سابقہ ادوار کی طرح ہمارے اس دور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کئی غلط روایات منسوب ہیں، کم علم خطباء انہیں مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں، جو یقینا ایک بہت بڑا جرم ہے.

ایسی ہی روایات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ ایک عورت روزانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کوڑا پھینک دیا کرتی تھی، ایک دن نہ پھینکا تو آپ ﷺ اس کے گھر خیریت

دریافت کرنے کے لیے تشریف لے گئے.

یہ روایت سکول کی نصابی کتب تک میں بھی درج کردی گئی، مائیں اپنے بچوں کو سیرت کے واقعہ کے طور پر سناتی ہیں اور خطباء پتہ نہیں کیسی کیسی رنگ آمیزی کر کے لوگوں کو سناتے ہیں اور داد و تحسین وصول کرتے ہیں.

دوسری طرف لبرل طبقہ اس روایت کو لے اڑا اور اس بے بنیاد روایت کی بنیاد پر یہ بدترین دعوٰی کرنے لگا کہ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب کرلے تو اس کو کچھ نہ کہا جائے، آخر ایک عورت بھی تو آپ ﷺ کی راہ میں کوڑا اپھینکتی تھی مگر آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حسن سلوک فرمایا. ان ظالموں کی عقلیں کتنی کمزور، دل کتنے گندے اور زبانیں کتنی بے باک ہیں کہ ایک تو دعوی ہی غلط کرتے ہیں اور دوسرا دلائل بھی جھوٹے لے کر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حدیث و سیرت کی امہات الکتب میں ایسی کسی روایت کا صراحۃ تو دور کی بات اشارۃ بھی کوئی ذکر نہیں ہے، یہ پتہ نہیں کس جاہل نے خود سے گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کردی، آئندہ کوئی بھی مسلمان اس واقعے کا اپنی تحریر و تقریر وغیرہ میں قطعا قطعاً ذکر نہ کرے بلکہ اگر کوئی دوسرا بھی کر رہا ہو تو اسے منع کرے، کیونکہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا سخت ترین گناہ ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے.

ازقلم: پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی، جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طبیہ کالج اندرون ملتانی گیٹ بہاولپور

محدث کبیر محقق العصر قبلہ مولانا مفتی عباس قادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

مفتی حنفیہ ابو ظہبی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

کوشش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں مل سکی اور ایسے

ہی وہ روایت بھی جو عام طور پر بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ ایک بڑھیا مکہ شریف سے اس لئے ہجرت کررہی تھی کہ کہیں نبی کریم ﷺ اس کو مسلمان نہ کردیں، وہ اپنا سامان باندھے راستے پر کھڑی تھی کہ اس کا سامان اٹھانے والا کوئی نہیں تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا سامان اٹھا کر اس کو اس کی منزل مقصود تک پہنچادیا جس کی وجہ سے وہ مسلمان ہوگئی تھی۔

المختصر هذاماعندی و الله تعالی اعلم بالصواب

محمد عباس قادری رضوی

شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی صاحب حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث مفتی محمد احسن نوید نیازی صاحب حفظہ اللہ تعالی

الجواب الله هداية الحق و الصواب

کثیر تتبع اور بسیار تلاش کے بعد نتیجہ تحقیق یہ نکلا کہ سوال میں مذکورہ قصہ حدیث یا سیرت کی کسی مستند کتاب سے معتبر طور پر ثابت نہیں، اور درایۃً بھی یہ قصہ درست معلوم نہیں ہوتا۔

حضور جان عالم ﷺ یقیناً خلق عظیم کے حامل اور رحمۃ للعالمین تھے، اس پر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی شہادت موجود ہے مثال کے طور پر چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

(۱)﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تم تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

(سورۃ آل عمران رقم الآیۃ ۱۵۹)

(۲) ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(سورۃ توبہ رقم الآیۃ:۱۲۸)

(۳) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(سورۃ الانبیاء رقم الآیۃ:۱۰۷)

(۴) ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾

اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

(سورۃ القلم رقم الآیۃ:۴)

احادیث شریفہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بہترین اخلاق والے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۸:۴۵))

دوسری حدیث شریف

وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِر.

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ برائی کا بدلہ برائی

سے نہیں دیتے تھے بلکہ درگزر فرماتے تھے اور معاف فرمادیتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۱۳۵:۶)

تیسری حدیث شریف

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۲۰۰۶:۴)

چوتھی حدیث شریف

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ.

ترجمہ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ تعالی کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن کریم تھا۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۵۱۲:۱)

حضور جان عالم ﷺ کے خلق عظیم اور رحمت عامہ کے موضوع پر قرآن کریم اور حدیث اور مستند کتب سیرت کا معتبر مواد بیان کرنا چاہئے، بے اصل اور من گھڑت قصوں کی ضرورت ہے نہ اجازت۔

حضور جان عالم ﷺ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

پتا نہیں کس خدا ناترس نے یہ قصہ گھڑا، داستان گو، ناخواندہ واعظین کے خطبات کا کیا ذکر، حد تو یہ ہے کہ بعض دانش وروں نے اسے سکول کی نصابی کتب کا حصہ بنالیا ہے۔

والی اللہ المشتکی۔

اب حکم شرع یہ ہے کہ اس روایت کو بیان کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ مقرون بالرد ہو (یعنی صرف اس کی تردید کے لئے بیان کیا جائے) اصحاب حل وعقد کو چاہئے کہ فی الفور اسکول کی نصابی کتب سے اس روایت کے اخراج کا اہتمام کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

خویدم الحدیث والفقہ مفتی محمد احسن نوید خان نیازی نائب رئیس دار الافتاء الفیضان

۲۹ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ/ ۷ مارچ ۲۰۱۹)

الجواب صحیح شیخ الحدیث محمد اسماعیل ضیائی

رئیس دار الافتاء امجدیہ رئیس دار الافتاء الفیضان

محقق اہل سنت استاد العلماء مولانا مفتی حفیظ اللہ مہروی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

روایت مذکورہ سیرت وکتب حدیث کی کسی معتبر کتاب کے حوالے سے میری نظر سے نہیں گزری، جولوگ بیان کرتے رہتے ہیں ثبوت اور صواب وعقاب کے وہی ذمہ دار ہیں البتہ یہ روایت درایۃ مخدوش نظر آتی ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ سے متاثر ہوکر ایمان لے آنا اس حد تک تو بات بشرط ثبوت تسلیم ہوسکتی ہے کیونکہ اس طرح کے ملتے جلتے واقعات کتب سیرت میں پائے جاتے ہیں مگر کسی کے ہاں جاکر اس کے گھر کی صفائی کرنا، پانی وغیرہ بھرنا وغیرہ وغیرہ ان امور کا ذکر کرنا تو کتب سیرت وحدیث میں ملتا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی شان ارفع واعلی کے لائق ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ان امور کا انتساب کرنا بھی اس قدر سخت بے ادبی اور گستاخی ہے جس کا انجام جہنم ہے۔

حدیث نبوی میں ہے کہ

(وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۱۰)

رہا گستاخ رسول کی معافی کا معاملہ تو اس بارے میں جمیع اہل اسلام کا اجماع واتفاق

ہے کہ گستاخ رسول کو معاف کرنا یا بوجہ توبہ اس کی جان بخشی کر دینا یہ صرف اور صرف خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی حق اور اختیار ہے چاہیں تو معاف فرما دیں اور چاہے تو غلاف کعبہ میں چھپے ہوئے دشمن ابن خطل کو وہیں قتل کروا دیں، آپ ﷺ اپنے حق کے خود مالک ہیں کوئی دوسرا کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ کے اس حق اختیار کو ہرگز استعمال نہیں کر سکتا بلکہ اس پر تو فقط یہی واجب ولازم ہے کہ اسلامی عدالت کے ذریعے سے اس گستاخ پر حد شرعی جاری کرتے ہوئے ﴿تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ سورۃ الفتح رقم الآیۃ ۹) پر اپنا ایمان اور عمل یقینی بنائے۔

یہ تمام مضمون درج ذیل کتابوں سے لیا گیا ہے۔

کتب صحاح فی الحدیث، شفاء شریف، الصارم المسلول، مقام رسول، تفسیر مظہری، تفسیر روح البیان، تفسیر ابی السعود، درمختار، ردالمحتار۔

اگر تفصیل مزید مطلوب ہو تو صحاح ستہ سمیت کتب مذکورہ کے متعلقہ مقامات کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ العزیز ضرور شرح صدر ہوگا۔

هذاماعندی و الله اعلم بالصواب اليه المرجع و المآب

حررہ محمد حفیظ اللہ مہروی

از جامعہ تازکیہ توقیر المدارس کوٹ غلام قادر لڈن وہاڑی

(۲۴ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ/۳ مارچ ۲۰۱۹ء)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذوالفقار علی خان نعیمی ککرالوی انڈیا

الجواب بعون الملک الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده و نصلی علی حبيبه الكريم

صورت مسئولہ میں بیان کردہ حدیث تلاش بسیار کے باوجود کسی بھی حدیث وسیرت کی معتبر و مشہور کتاب میں نظر نہیں آئی، البتہ ایک روایت معتبر کتب حدیث وسیر میں پائی جاتی ہے جس کا مفہوم ذکر کردہ روایت کے بالکل برعکس ہے، ملاحظہ ہو

کنت بین شرّ جارین أبی لهب وعقبة بن أبی معیط، إن کانا لیأتیان بالفروث فیطرحونها علی بابی حتی نهم لیاتون ببعض مایطرحون من الاذی .

بعض کتابوں میں یہ روایت کچھ الفاظ کے اضافے کے ساتھ یوں ہے۔

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ .أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِی الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عن ابیه عن عائشة قالت(قال رسول الله ﷺ: کُنْتُ بَیْنَ شَرِّ جَارَیْنِ بَیْنَ أَبِی لَهَبٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِی مُعَیْطٍ إِنْ کَانَا لَیَأْتِیَانِ بِالْفُرُوثِ فَیَطْرَحَانِهَا عَلَی بَابِی حَتَّی إِنَّهُمْ لَیَأْتُونَ بِبَعْضِ مَا یَطْرَحُونَ مِنَ الْأَذَی فَیَطْرَحُونَهُ عَلَی بَابِی فَیَخْرُجُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ،فَیَقُولُ:یَا بَنِی عَبْدِ مَنَافٍ أَیُّ جِوَارٍ هَذَا ثُمَّ یُلْقِیهِ بِالطَّرِیقِ.

(الطبقات الکبری : أبوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الهاشمی ،البغدادی المعروف بابن سعد(۱:۵۷)

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر :زین الدین محمد المدعوعبد الرؤوف ثم المناوی القاہری(۲:۲۴)

ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط دونوں بدترین پڑوسیوں کے بیچ میں رہتا ہوں جو گوبر کے اوجھ اور بعض اوقات تکلیف دینے والی چیزیں (پاخانہ،خون وغیرہ) میرے دروازے پر پھینکتے ہیں تو نبی کریم ﷺ باہر نکلتے اور ان دونوں سے کہتے: اے عبد مناف کی اولاد! یہ کونسا پڑوس ہے؟ مطلب یہ کہ کیا یہی پڑوسی کا حق ہوتا ہے؟ پھر اس گندگی کو راستہ سے ہٹادیتے ،اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

اولاً: نبی کریم ﷺ نے ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط جو آپ ﷺ کے بالکل پڑوس میں رہتے تھے بس ایک دیوار کا فرق تھا ان دونوں کو کوڑا گندگی وغیرہ ڈالنے کے سبب بدترین پڑوسی بتایا، دوسری بات یہ ہے کہ دونوں کو یہ کہہ کر تنبیہ کی کیا یہی پڑوسی کا حق ہے؟۔

استفتاء میں درج اس روایت میں کھلا تضاد ہے نبی کریم ﷺ نے بوڑھی پڑوسی کے کوڑا ڈالنے پر نہ بدترین پڑوسی قرار دیا اور نہ ہی اسے کوئی تنبیہ کی، بلکہ اس کے گھر جا کر اس کا کام

کیااور ابولہب اور عقبہ کو بدترین پڑوسی بتایااور تنبیہ بھی کی ، بلکہ بخاری شریف کی روایت میں عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کے لئے دعائے ہلاکت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ، فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاَهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى.

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۴:۴۴))

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل اور قریش کے بعض لوگوں کے اکسانے پر کسی (عقبہ بن ابی معیط) نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر رسول اللہ ﷺ کے اوپر ڈال دی ، حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہما نے آکر اسے ہٹایا تو نبی کریم ﷺ نے ابوجہل ، عتبہ شیبہ ، ولید ، ابی بن خلف اور عقبہ ابی معیط کے لئے ہلاکت کی دعا کی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں جنگ بدر میں قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان گڑھے والوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً.

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۱:۱۱۰))

الحاصل: عقبہ بن ابی معیط بھی پڑوسی تھا لیکن اس کے کوڑا کچرا وغیرہ ڈالنے پر نبی کریم ﷺ اس کے لئے بھی اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی دعائے ہلاکت فرماتے ہیں اور ابولہب اور عقبہ کو پڑوسی کے حقوق کی یاددہانی کراتے ہیں نیز انہیں گندگی گھر کے دروازے پر ڈالنے کی وجہ سے بدترین پڑوسی قرار دیتے ہیں لیکن اس عورت کو کوڑا ڈالنے پر کچھ نہیں فرماتے بلکہ اس کی خیریت کے لئے اس کے گھر جاتے ہیں اور اس کے گھر کے کام کرتے ہیں جیسا کہ بعض واعظین نے مشہور کر رکھا ہے، یہ بالکل خلاف معقول بات ہے، بخاری شریف اور کتب حدیث وسیر کی ذکر کردہ روایات کے مقابلے میں عورت کے کوڑا ڈالنے والی روایت بالکل غیر معقول غیر معتبر و مستند اور نا قابل قبول ہے۔

(۲) گستاخ رسول کی سزائے شرعی صرف موت ہے، اس کو معاف کر دینے کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے، ہاں البتہ وہ اگر سچی توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول مانی جائے گی البتہ اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام اسے بعد توبہ بھی سزا دے یا نہیں؟ راجح قول یہی ہے کہ اسے بعد توبہ قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجیز کردری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

الاذا سب الرسول ﷺ او واحدا من الانبیاء علیهم السلام فلاتوبة له واذاشتمه علیه الصلوة والسلام سکران لایعفی .

ترجمہ

جو رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزا دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر کسی نے نشہ کی بے ہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہیں دیں گے۔

(فتاوی رضویہ جدید (۱۴:۲۹۹ تا ۳۰۰)

اور پھر اس تعلق سے مزید کتب معتبرہ کی عبارات پیش کرنے کے بعد خلاصہ بحث کے طور

پر فرماتے ہیں کہ بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے، وہ جو بزازیہ اوراس کے بعد کی بہت سی کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اوراس کی بحث یہاں بے کار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں موت کے احکام؟ صدہائے خبیث اخبث ملعون انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلی درجہ کے مسلمان مفتی، واعظ، مدرس اور شیخ بن کر اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں ملعونات لکھتے بکتے اور چھاپتے ہیں اوران سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر انہیں کہیے تو نا صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی اور تشدد ہو (مرجع سابق :۳۰۴)

مزید فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ عنھم کے نزدیک ساب (یعنی رسول اللہ ﷺ کا گستاخ) مرتد ہے اوراس کے سب احکام مثل مرتد، مرتد اگر توبہ کرے تقبل و لایقتل ۔ (توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا) مرجع سابق (۱۵:۱۵۶)

الحاصل: گستاخ رسول کی سزا موت ہے البتہ سچے دل سے توبہ کرے اور علماء حقہ کے نزدیک وہ توبہ شرعی ہو تو توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہ کیا جائے گا۔

کتبہ محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور اترااکھنڈ انڈیا

مورخہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ)

حضرت قبلہ مفتی ظہور احمد جلالی حفظہ اللہ تعالی

بڑھیا کے کوڑا پھینکنے والا واقعہ کافی تلاش کے باوجود کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا، حتی کہ نزہۃ المجالس جو کہ رطب ویابس کا مجموعہ ہے اس میں بھی نہیں ملا، البتہ سکول کی کتابوں میں بلا حوالہ یہ واقعہ درج ہے۔

والله تعالی اعلم بالصواب

ظہور احمد جلالی

دار العلوم محمدیہ اہل سنت حاجی پارک مانگا منڈی ضلع لاہور

شیخ الحدیث مفتی غلام مصطفیٰ رضوی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم مدینۃ الاولیاء ملتان شریف

الجواب

(۱) روایت مذکورہ محض واعظین کا اختراع معلوم ہوتی ہے، کسی حدیث یا کسی معتبر کتاب میں یہ روایت نظر سے نہیں گزری۔

(۲) العیاذ باللہ کسی امتی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کردے۔

والله تعالی اعلم

کتبہ مفتی غلام مصطفی رضوی

مہر دار الافتاء مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف

شیخ الحدیث مفتی محمد الطاف سعیدی صاحب حفظہ اللہ

مفتی محمد احسن سعیدی صاحب حفظہ اللہ

مفتی محمد منیر الحق سعیدی حفظہ اللہ

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین

امابعد :

بہت زیادہ کوشش اور تحقیق کے بعد ہمیں اس کا کوئی مستند حوالہ نہیں مل سکا اور ہمیں جس

قدر مصادرِ حدیث میسر تھے ان میں ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔ چند خطباء (جو کہ جید علماء میں سے نہیں ہیں) کی کتب میں بغیر سند کے یہ روایت موجود ہے۔

نیز سیرت کے بڑے بڑے مصادر اور مستند علماءِ سیرت سے بھی اس کا حوالہ نہیں مل سکا۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنا شروع کر دے۔

(مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۱۰)

کتبہ مفتی محمد احسن علی سعیدی مفتی جامعہ حنفیہ رضویہ سعیدیہ مصباح العلوم سنی حنفی بریلوی

الجواب صحیح

منیر الحق سعیدی سینئر نزد دربار بابا نتھے شاہ کرم پور روڈ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

حضرت علامہ مفتی فضل احمد چشتی صاحب

شیخ الحدیث سندر لاہور

الجواب ھو الوھاب للصواب

ہمارے علم کے مطابق تاریخ اسلام میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا، معتبرات کا کیا ذکر غیر معتبرات میں بھی دیکھنے کو نہیں ملا، سوائے کذاب مقررین کی اختراع کے کچھ نہیں لگتا۔

(۲) کسی امتی کے لئے خدا جل شانہ اور رسول اکرم ﷺ کے گستاخ کو معاف کرنے کا حق اور جواز سمجھنا از خود کفر اور ارتداد ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ ہمارے فقہاء احناف کے نزدیک ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو جائے اس صورت میں مسلمانوں کا حق ہے کہ اس کو سزا نہ دیں، اور اس کی توبہ و معافی کے ساتھ اس کو سزا دینے اور قتل کرنے سے خدا جل

شانہ ورسول اللہ ﷺ اور شریعت نے روکا ہے تو اس صورت میں مسلمان معاف نہیں کررہے بلکہ خداورسول ﷺ معاف کررہے ہیں، لھذا اس صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں یہ سمجھنا کہ کسی مسلمان کو گستاخ خدا جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کو معاف کرنے کی اجازت اور حق ہے یہ از خود کفر ہے ،اس کو اسی تحریر میں واضح کیا گیا ہے، باقی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بعض گستاخوں کو معاف کرنے کے واقعات ملتے ہیں اگر چہ عورت کا مذکورہ واقعہ کوئی ثبوت نہیں رکھتا ان واقعات سے امت کے لئے گستاخ کو معاف کرنے اور بغیر توبہ کے اس کو سزا سے بچانے کے لئے استدلال کرنا سراسر جہل ہے اگر جاہل ایسا کرے، اور اگر کوئی صاحب علم ودانش ایسا کرتا ہے تو کافر ہے، اس سلسلے میں دلیل کے طور پر ایک آیت کریمہ اور ایک بخاری ومسلم کی حدیث شریف پیش کی جاتی ہے۔

آیت مبارکہ

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہَ وَ رَسُوْلَہ لَعَنَھُمُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب رقم الآیہ ۵۷) پارہ نمبر۲۲)

حدیث مبارکہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، أَنَّہَا قَالَتْ: مَا خُیِّرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ أَمْرَیْنِ إِلَّا أَخَذَ أَیْسَرَہُمَا، مَا لَمْ یَکُنْ إِثْمًا، فَإِنْ کَانَ إِثْمًا کَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہِ إِلَّا أَنْ تُنْتَہَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ، فَیَنْتَقِمَ لِلّٰہِ بِہَا.

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱۸۹:۴)

وفی مسلم بلفظ " فان انتهکت حرمة الله کان اشد الناس غضبا لله .

وفی فتح الباری لابن حجر وَفِيهِ تَرْكُ الْحُكْمِ لِلنَّفْسِ وَإِنْ كَانَ الْحَاكِمُ مُتَمَكِّنًا مِنْ ذَلِكَ بِحَيْثُ يُؤْمَنُ مِنْهُ الْحَيْفُ عَلَى الْمَحْكُومِ عَلَيْهِ لَكِنْ لِحَسْمِ الْمَادَّةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی (۶:۵۷۶)

اور جن گستاخوں کو حضور ﷺ نے قتل کروایا وہ امر ربی اور حرمت دینی کی وجہ سے قتل کروایا تھا۔

۳ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ/ ۷ جولائی ۲۰۱۹ء) بروز جمعہ

فضل احمد چشتی عفی عنہ سندر لاہور

الشیخ مفتی محمد علی الازہری حفظہ اللہ تعالی حال مقیم مصر

سؤال:

ایک قصہ جو ہم کثرت سے سنتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی تو جب وہ بیمار ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسکے گھر عیادت کو گئے تو کیا اس قصہ کی کوئی اصل ہے؟

جواب:

الحمد لله رب العالمين والصلاه والسلام على أشرف الأنبياء وأفضل المرسلين وأكرم العباد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين.

وبعد:

جب سے ہماری محافل واجتماعات کے سٹیج جید علماء کرام کے بیانات سے محروم ہو کر بارہ تقریریں یا نورانی تقریریں یا کیسٹیں سن کر سریلے بننے والے واعظ وخطباء ونقیبان وقوال ونعت خواں حضرات کے سپرد ہوئے ہیں اُس وقت سے دین کا مذاق بنایا جارہا ہے، اور بغیر کسی خوف و

خطر کے حضور صلی اللہ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے اُیسے قصے بیان کیے جاتے ہیں جنکی نہ تو کوئی اُصل ہوتی ہے حتیٰ کہ جھوٹے و من گھڑت ہوتے ہیں اُیسے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کذاب فتنہ باز و گمراہ کہا ہے۔

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

ترجمہ:

حضرت اُبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں دجال اُور جھوٹے لوگ ہونگے جو تمہارے پاس اُیسی اُحادیث لائیں گے کہ جنکو نہ تم نے سنا ہوگا اُور نہ ہی تمہارے آباء نے، اُن سے دور رہنا اُور وہ تم سے دور رہیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اُور فتنوں میں مبتلا نہ کردیں۔

(مسلم: مسلم بن الحجاج اُبو الحسن القشیری النیسابوری (۱۲:۱)

یہ حدیث صریح اُور واضح دلالت کر رہی ہے کہ دور حاضر میں جو بغیر کسی خوف کے محافل و جلسوں میں من گھڑت و جھوٹے قصے و اُحادیث بیان کرتے ہیں وہ اِس اُمت کے واعظ و خطیب و مقرر و نقیب و قوال نہیں ہو سکتے بلکہ وہ دجال اُور جھوٹے ہیں اُور وہ لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں اُور لڑائی جھگڑوں کا۔

لہذا اِنہیں قصوں میں سے اِیک قصہ بوڑھی عورت کا حضور صلی اللہ علیہ السلام پر کوڑا پھینکنا ہے، اُور یہ قصہ جس طرح بیان کیا جاتا ہے اسکی کتب معتبرہ میں کوئی اُصل نہیں، اور یہ قصہ

عقل کے بھی خلاف ہے کہ ایک عورت روزانہ یا کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکتی رہی تو کسی نے روکا تک نہیں لہذا یہ اُصلاً اور عقلاً غیر ثابت ہے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ دو قصوں کو ملا کر کچھ اُلفاظ کی قباحتی تبدیلی کے ساتھ ایک قصہ بنادیا گیا ہے اُور وہ دو قصے درج ذیل ہیں:

پہلا قصہ

اُم جمیل جو اُبولہب کی بیوی جسکے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا:

﴿وَ امۡرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ،فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ﴾

اوراس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔اس کے گلے مین کھجور کی چھال کا رستا۔

(سورۃ لہب رقم الآیۃ ۴،۵)

تو اس آیت کی تفسیر میں امام طبری نے دو معانی بیان کیے:

پہلا معنی:

اُم جمیل کانٹے وغیرہ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر پھینک دیتی۔

دوسرا معنی:

اُم جمیل کفار کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں چغلی کرتی یعنی ایسی باتیں کرتی کہ کفار کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دشمنی اور بڑھ جاتی اسی معنی کو امام بخاری نے حضرت مجاہد سے معلقاً روایت کیا جسکا طریق متصل ابن حجر العسقلانی فتح الباری (۸:۷۳۸) اور قسطلانی نے اسکے اتصال کی طرف ارشاد الساری (۷:۴۳۸) پہ اِشارہ کیا۔اُور خود اِمام طبری اُپنی تفسیر میں اِسکے متصل طرق لائے ہیں۔

اعتراض: دوسرے معنی کی آیت سے کیا تطابق ہے؟

جواب:

آیت میں حطب یعنی لکڑی کا ذکر ہے تو جیسے لکڑی آگ کے لیے استعمال ہوتی ہے ایسے

ئی نمیمہ یعنی چغلی دشمنی کی آگ پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے یہ تطابق ہے۔

امام طبری کے نزدیک ترجیحی معنی

دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام طبری نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے والے رستے پہ کانٹے پھینکنا اور فرماتے ہیں۔

وأولى القولين في ذلك بالصواب عندي قول من قال : كانت تحمل الشوك ، فتطرحه في طريق رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن ذلك هو أظهر معنى ذلك.

(جامع البیان تفسیر طبری، سورہ لہب، (۲۴:۶۸۰)۔

اعتراض:

آپ نے کہا: بوڑھی عورت کا کوڑا پھینکنا عقلا بھی صحیح نہیں تو اُم جمیل کا پھر کیسے صحیح ہوگیا؟

جواب:

کیونکہ بوڑھی عورت اُور اُم جمیل کے قصے میں تین فرق ہیں۔

پہلا فرق:

وہ عورت کثرت سے کوڑا پھینکا کرتی تھی تو یہ ممکن نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین میں سے کوئی اُسے روکے نہ تو یہی وجہ ہے کہ جب اُم جمیل نے یہ گستاخانہ حرکت کی تو اللہ نے اسکی مذمت میں اور اسکے خاوند کی مذمت میں پوری سورت نازل کردی اور قیامت تک جب تک قرآن پڑھا جارہا ہے گستاخ رسول کی سزا کو بیان کردیا،

اور ہر قاری جب بھی یہ سورت پڑھتا ہے تو تلاوت کی صورت میں وہ ناموس رسالت کا نعرہ لگارہا ہوتا ہے تو لہذا جب اسکی مذمت آگئی تو عقلا بھی یہ مقبول ہے لیکن بعض نے دوسرے معنی کو ترجیح دی اور وہ چغلی والا معنی ہے اور یہ خفیہ تھا تو اللہ نے آیت نازل کر کے ظاہر فرمادیا۔

دوسرا فرق:

بڑھیا والے قصے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکتی تھی اُور اُم جمیل راستے پر کانٹے پھینکا کرتی تھی،

بڑھیا والے قصے کے اُلفاظ سے واضح ہے کہ بڑھیا عورت چھپ کر نہیں بلکہ ظاہرا پھینکتی،

اُور اُم جمیل کے قصے سے واضح ہے کہ وہ خفیہ طور پہ یہ گستاخانہ فعل کرتی تھی جیسا کہ اِمام طبری نے اُپنی تفسیر میں اِیک اُثر روایت کیا ہے جس میں یہ لفظ ہیں کہ وہ رات کے وقت چھپ کر یہ گستاخانہ فعل کرتی تھی اُور اِسی معنی کی طرف اِشارہ مستدرک حاکم کی حدیث نمبر ۳۹۴۵ میں بھی ملتا ہے اُس میں اُلفاظ ہیں: (فقالت هل رأيتني أحمل حطبا) کیا تم نے مجھے لکڑیاں اُٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟۔

لہذا خفیہ طور پہ کوئی کرے یہ تو عقل میں آ سکتا ہے کیونکہ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کام کون کرتا ہے لیکن جو ظاہرا کوڑا پھینکنے والا گستاخانہ فعل کرے تو یہ عقلا محال کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین جو تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہمیشہ کٹ مرنے کو تیار رہتے تھے وہ اِس بڑھیا عورت کو روک نہ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ اُم جمیل کے قصے سے بھی دور حاضر کا کوئی سیکولر شخص یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیا کرتی تھی لیکن صحابہ کرام نے کچھ بھی نہ کہا کیونکہ وہ رات کو خفیہ پھینکتی تھی اُگر کانٹے سب کے سامنے ظاہرا پھینکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین مبارک کو کبھی کانٹے لگنے کا خدشہ تک نہ ہوتا، کانٹے لگنے کا خدشہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ یہ کام خفیہ کرتی ہو چاہے دن میں یا رات میں۔

تیسرا فرق:

بڑھیا عورت کوڑا پھینکتی تھی جس سے صاف واضح ہے کہ اُس میں نجاست پر مبنی چیزیں بھی ہوتی ہونگی تو لباس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے سے وہ لباس مبارک نجس ہو جاتا ہوگا تو یہ کیسے

ممکن ہے کثرت سے یہ فعل ہواُور اُس قصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک دھونے کا ذکر نہ ہو۔

اُور جہاں تک تعلق ہے اُم جمیل کا تو اُس میں یہ احتمال نہیں ہے تو لہٰذا اِس وجہ سے بھی بڑھیا عورت کا کوڑا اچھینکنے والا قصہ عقلاً محال ہے۔

دوسرا قصہ یہودی بچے والا

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَه: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک یہودی بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا تو جب وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اسکی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے اسکو فرمایا کہ اسلام قبول کرلو، وہ بچہ اُپنے والد کی طرف دیکھنے لگا تو والد نے کہا:

اُبو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرما رہے ہیں اسکو مان لو تو والد کے کہنے پر اس بچے نے اسلام قبول کرلیا۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۲:۹۴))

خلاصہ کلام:

قبیح ردو بدل کے ساتھ مذکورہ بالا دوقصوں (اُم جمیل، اور یہودی بچے والے قصہ) کو ملاکر ایک بڑھیا کی طرف گستاخانہ فعل کو منسوب کردیا تو لہٰذا ثابت ہوا کہ بڑھیا کے کوڑا پھینکنے

والے قصے کی کوئی اَصل نہیں۔

اس لیے خطباء ومقررین کو کسی بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے حد درجہ احتیاط کرنی چاہیے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین اَحادیث کو بیان کرتے ہوئے اُنکے جسم تک کانپ جاتے تھے اَور ہم کئی اَیسے قصے جنکا کتب معتبرہ اَور دواوین حدیث میں ذکر تک نہیں اُنکو بیان کرتے وقت رائی کے دانے کے برابر بھی خوف نہیں آتا کہ کہیں قیامت کے دن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ہی سؤال کر لیا کہ تم میری طرف جھوٹ منسوب کرتے رہے ہوتو کیا جواب دیں گے؟

صرف اِیک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قصہ نقل کرتا ہوں کہ حدیث بیان کرتے ہوئے اُنکا کیا حال ہوجاتا تھا صرف اِس خوف سے کہیں حدیث بیان کرنے کے دوران مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ السلام کی طرف جھوٹ منسوب نہ ہوجائے:

اِمام ابن ماجہ حضرت عمرو بن میمون کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ عَشِيَّةَ خَمِيسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ فِيهِ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَكَسَ: قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةً، أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ قَالَ: أَوْ دُونَ ذَلِكَ، أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، أَوْ شَبِيهًا بِذَلِكَ.

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۳، اَبوالعباس البوصیری فرماتے ہیں: یہ سند صحیح ہے اَور اِس سند کے جمیع راویوں سے شیخین (بخاری ومسلم) نے حجت پکڑی ہے مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ، حدیث نمبر ۹، (۱:۷)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن میمون فرماتے ہیں:

میں ہر جمعرات کو بلاناغہ دن ڈھلے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، اُور کبھی آپ نے یہ نہیں فرمایا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اِیک دن دن ڈھلے (شام کو) فرمایا: قال رسول الله صلى الله عليه (حدیث بیان کی) تو آپ نے سر جھکا لیا، میں نے دیکھا کہ آپ اُپنی قمیض کے بٹن کھول کر کھڑے ہیں آنکھیں بھر آئی ہیں اُور رگیں پھول گئی ہیں (حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے کے خوف سے کہ کہیں زیادہ یا کم اُیسے اَلفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خوف دیکھیں کہ پورا جسم کانپ اُٹھا اُور خوف کے مارے بٹن کھول دیے رگیں پھول گئیں آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گے صرف اِس خوف سے کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیث میں اِضافہ یا کمی نہ کر بیٹھوں، وہ صحابی ہو کر اتنا ڈرتے رہے تو ہماری کیا مجال ہے؟ پھر بھی ہم بغیر کسی خوف کے جھوٹی یا بغیر کسی اُصل کے اَحادیث یا قصے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں یا صحیح اُحادیث میں اِضافہ و کمی کرتے رہتے ہیں.

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے

مجھ پر جان بوجھ کرجھوٹ باندھاتو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

بخاری شریف کی دوسری حدیث میں لفظ (متعمدا) نہیں ہے بلکہ مطلقا فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: إِنِّي لاَ أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ، وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(صحیح بخاری، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:۱۰۹)

اس حدیث میں مطلقا فرمایا کہ جس نے بھی ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی اُس نے اُپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت پر کئی صحیح قصے موجود ہیں کتب اَحادیث میں تو ہمیں جھوٹے قصے بیان کرنے کی ضرورت کیا ہے اُور کیوں ہم خود کو دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں۔

واللہ أعلم.

مفتی محمد علی الأزہری المعروف ابن طفیل الأزہری

فضیلۃ الشیخ علامہ مولانا سید احمد علی شاہ السیفی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

نبی اکرم ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا کرکٹ پھینکنے والی ایک روایت بہت زیادہ جستجو کے بعد بھی ہمیں کسی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی فقیہ عالم دین نے اپنی تصنیف میں نقل کی ہے، یہ ویسے لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے اورامت کے لئے یہ

جائزنہیں ہے کہ وہ ازخود رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کومعاف کردے۔

ومن يقول : بقبول توبة الساب فمراده انه لو وجدت التوبة الشريعة للساب كمافى حال حياته ﷺ او فى دارالآخرة لامكان العفوعن رسول الله ﷺ فلاشک فى قبولهالان الرسول ﷺ يمكن ان يعفوان حقه واما فى الدار الدنيابعد انتقاله ﷺ عنهافعفوه ﷺ متعذر. وليس للامة عفوه عن حقه ﷺ فكيف يقول عاقل بقبول توبة الساب مع عدم امكان وجوده التوبة الشريعة تدبر ولاتكن من المتعصبين والله تعالى اعلم بالصواب.

فقط حرره الفقير السيد احمد على الشاه السيفى.

شيخ الحديث جامعه امام ربانى مجددالف ثانى رحمة الله تعالى عليه

مفتی محمد عرفان الحق نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالی

الجواب وبالله التوفيق والصواب.

(۱) کوڑا کرکٹ ڈالنے والی بڑھیا کا واقعہ من گھڑت ہے اسکی کوئی سند نہیں ملتی حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس واقعہ کا ذکر تک نہیں ملتا ہے، اور سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی کافر عورت یہ حرکت کرے اور حضور ﷺ پر فدا ہونے والے جاں نثار اس قدر سنگین توہین برداشت کرکے خاموش رہیں۔

سخت حیرت کی بات ہے کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں (سکول وکالجز میں) ایسی فرضی کہانیاں کس سنگدل نے ڈال دی ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لے اور ذمہ داران کے خلاف کاروائی کرکے غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَىٰ أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر اب کسی صورت امت مسلمہ یا مسلمان حکام آپ ﷺ کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلے میں بڑی زبردست بات لکھی ہے کہ اگر شاتم توبہ کرلے پھر بھی اس پر سخت نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ توبہ کو اپنی خلاصی کا ذریعہ نہ بنائے۔

لئلا یجعل التوبة وسيلة الى خلاصه كلما اراد الشتم والطعن فى الدين اما اذا علم منه حسن التوبة والايمان .

تنبيه الولاة والحكام مع رسائل ابن عابدين لامام ابن عابدين (۱ : ۳۴۸) من شاء التفصيل فليراجع ههنا

والله تعالى اعلم

هذا ما ظهر لى فى هذا الوقت والعلم الكامل عندالله

حرره عبدالمذنب الخاطى الضعيف محمد عرفان الحق النقشبندى

خادم الافتاء دارالعلوم حنفیہ رضویہ سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان

مہر مدرسہ و دارالافتاء

۲۵ جنوری ۲۰۱۹)

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور کا فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

(۱) رسول خدا ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا پھینکنے والی روایت بسیار جستجو کے بعد بھی ہمیں کسی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی ثقہ عالم دین نے اپنی تصنیف وتالیف میں اسے نقل کیا ہے۔ ویسے ہی لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لھذا اس طرح کی بے اصل روایات کو بیان کرنے سے اجتناب لازم ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے کسی گستاخ کو معاف کرنے کا حق کسی امتی کو نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق حق العبد کے ساتھ ہے اور ایک بندے کا حق دوسرا بندہ معاف نہیں کرسکتا۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وَ (الْكَافِرُ بِسَبِّ نَبِيٍّ) مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ حَدًّا وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا، وَلَوْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى قُبِلَتْ لِأَنَّهُ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى، وَالْأَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا يَزُولُ بِالتَّوْبَةِ، وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ كَفَرَ.

(ردالمحتار علی الدر المختار : ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الدمشقی الحنفی (۴: ۲۳۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ مفتی محمد عمران حنفی غفرلہ

دستخط ومہر جامعہ نعیمیہ

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ/ ۲۰ جنوری ۲۰۱۹ء)

جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ کا فتویٰ

الجواب

حضورﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں کئی لوگوں نے رسول اللہﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی، بعض کو رسول اللہﷺ نے معاف فرمادیا جیسے عبداللہ بن ابی اور بعض کو قتل کروایا جیسے کعب بن اشرف یہودی وغیرہ چونکہ یہ حضورﷺ کا حق تھا، آپﷺ کسی کو معاف فرماتے یا سزا کے طور پر قتل کروادیتے تھے۔

حضورﷺ کے وصال شریف کے بعد کسی کو معاف کرنے کا حق نہیں، یہ جو کہا گیا ہے کہ شاتم رسولﷺ کی توبہ قبول ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اگر گستاخ صدق دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماسکتا ہے، تاہم اس پر دنیاوی سزا قتل بھی ضرور جاری ہوگی۔

کوڑا اپھینکنے کا واقعہ کسی ثقہ کتاب میں نہیں مل سکا البتہ جو واقعہ زیادہ مشہور ہے وہ ابولہب کی بیوی ام جمیل کا ہے جو رسول اللہﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی لیکن اس کا خاتمہ ازنص قرآنی کفر پر ہوا کما قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ،فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

اوراس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رستا۔

(سورۃ لہب رقم الآیۃ ۴،۵)

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

لیاقت علی معصومی

دستخط ومہر

جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور

(۲۴فروری ۲۰۱۹ء)

مولانا مفتی محمد عارف محمود قادری رضوی حفظہ اللہ

الجواب بعون الملک الوھاب الھم ھدایۃ الحق والصواب

بسمہ تعالیٰ وتقدس ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

یاغربۃ الاسلام ! افسوس قحط الرجال کا دور دورہ ہے، جہالت عروج پر ہے، واقعہ مسؤلہ مستفسرہ ہی نہیں متعدد واقعات مشہورہ علی السنۃ الناس بے سروپا اور من گھڑت ہی ہیں، تفاسیر کتب واحادیث تو کجا خود معتبر کتب سیر واقعات بھی ان سے خالی اور ان کا پتہ بتانے میں خاموش ہیں، اب لگتا یوں ہے کہ یہ خدا ناترس قصہ گو نام نہاد واعظین نائبین شیاطین کی کارستانیوں کا کرشمہ ہے، جو کسی قصہ گوئی کے ذریعے سستی شہرت اور جلب زر کے متمنی ہوتے ہیں ﴿اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرھم﴾ بہر حال قصہ مذکورہ بندہ ناچیز کی گہری تحقیق کے مطابق کسی بھی مستند کتاب حدیث وسیر یا کتاب وعظ وقصص میں موجود نہیں ہے، سکول وکالج والوں نے اسے کہاں سے اخذ کرلیا ہے اس کا جواب ان کے ذمہ ہے وہ بتائیں وگرنہ نصابی کتب سے خارج کردیں اور سچی توبہ بھی کریں، اسی طرح اذان بلال حبشی رضی اللہ عنہ (اذان نہ دی تو صبح نہ ہوئی) رنگ بلال حبشی رضی اللہ عنہ (انتہائی اسود جو بیان کرتے ہیں) دندان اویس قرنی رضی اللہ عنہ (یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے احد شریف میں دندان کی شہادت کا سن کر اپنے سارے دانت توڑ دیئے) وغیرہا واقعات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، خدا ترسی مفقود ہوتی جارہی ہے، رسم دکھلاوہ ریاکاری کی تباہ کاری عروج پر ہے۔

مسلمانی درکتب ومسلماناں درگور ۔ کا جلوہ ہے

خدائے رحمان ایمان سلامت رکھے

ھذا مالاح لی والحق عند ربی

کتبہ ورقمہ بقلمہ ابوالحسنین محمد عارف محمود معطر القادری غفرلہ

حال مقیم دارالعلوم رضویہ منظر اسلام رہبر کالونی ٹیکسلا

۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ)

مفتی ابوالخیر محمد یامین قریشی ہاشمی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

آپ کے سوال کے موصول ہونے سے قبل ہی سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع سے ہم سے اس قسم کے من گھڑت سوالات ہوئے ہیں۔ ہم اپنی علمی استطاعت کے مطابق اس واقعہ کی تحقیق کر رہے تھے، مستند کتبِ احادیث بشمول صحاح ستہ اور سیرت وتاریخ کی معتبر کتبِ کثیرہ کو ہم نے خوب اچھے طریقے سے دیکھا ہے۔ لیکن مسلسل کئی ماہ دن رات اس واقعہ کی تلاش کی جستجو کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اللہ تعالی کے محبوب صاحب التاج والمعراج جناب رسول اللہ ﷺ کے وجود اقدس پر ایک عورت کے کچرا پھینکنے والا یہ واقعہ غیر مستند اور من گھڑت ہے۔ اس قسم کے غیر مستند واقعات محض واعظین وخطباء کے من گھڑت بیانات میں پائے جاتے ہیں جو کہ عوام میں مشہور ہوگئے ہیں، کسی بھی کتاب میں ان کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی ان کی کوئی سند ملتی ہے، ہر دور میں واعظین وخطباء عوام کو صبر اور اچھے اخلاق کا درس دینے کے لئے اس قسم کے واقعات کو رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور ہر دور میں اس قسم کے من گھڑت واقعات کے رد کے لئے محدثین عظام وعلماء کرام نے کتابیں لکھی ہیں۔ اور عوام وخواص کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے سچے اور مستند واقعات تحریر فرما کر پیش کیے ہیں۔ ہمیں اپنی مجالس ومحافل میں اور محراب ومنبر پر انہی سچے واقعات کو بیان کرنا چاہئے، جھوٹ یا خلاف واقعہ بات اچھی نیت سے بیان کی جائے یا بدنیت سے ہر صورت میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے اور کسی امتی کو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کرے۔ جب یہ کسی امتی کا حق ہی نہیں تو اس معاملہ میں اختیار کیسا؟ کسی گستاخ رسول کو معاف کرنا کسی امتی کے لئے جائز نہیں ہے، لھذا کسی گستاخ کو معاف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے۔

والله تعالی اعلم ورسوله اعلم باالصواب

کتبه :مفتی ابوالخیر محمد یامین قریشی هاشمی

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۰/ ۲۷ فروری ۲۰۱۹ء)

دارالافتاء اہل سنت پاکستان رجسٹرڈ دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ صابریہ فیصل آباد

مولانا مفتی محمد عارف باروی حفظہ اللہ تعالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلاة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله

صلی الله علیک وبارک وسلم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس ذاتِ لم یزل نے ہمیں ایمان کی توفیق بخشی اور رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا، ہماری ہدایت کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا جس کے ہر ہر کلمہ کا تحفظ بھی اپنے ذمے لیا اور یوں قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہے گا۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم قرآن مجید کی آیات بینات کی تشریح وتفسیر میں جو فرمائیں وہ حدیثِ نبوی کہلاتی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تابعین تبع تابعین۔۔۔ محدثین فقہاء نے حدیثِ نبوی کی حفاظت کی اور فتنہ پرور لوگوں سے حدیث کو محفوظ کیا، روایت و درایت کے قوانین بنائے تاکہ کوئی شقی القلب کوئی جھوٹی بات آقائے کائنات ﷺ کی طرف منسوب نہ کردے۔۔۔۔

لیکن پھر بھی حدیثیں گھڑنے والوں نے باتیں بنا بنا کر حدیث کہنا شروع کردی تو علماء ومحدثین نے ان سب کی جھوٹی روایات کو کتب میں الگ جمع کیا حتیٰ کہ ہر اس راوی کا نام ونسب بتا دیا جو احادیث موضوعہ بیان کرتا تھا تاکہ آنے والی نسلوں کو خالص احادیث کا ذخیرہ فراہم کیا جاسکے۔۔۔

ان روایات میں ایک موضوع روایت بیان کی جاتی ہے حتیٰ کہ ہمارے سکول کے نصاب میں ایک عرصے سے شامل ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عورت کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی، ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اس کے گھر کو صاف کیا، پانی بھرا وغیرہ وغیرہ۔ تو وہ عورت آپ کے حسنِ اخلاق وکردار کو دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔"

یہ بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے، بندہ ناچیز کو تلاش وجستجو کے بعد حدیث کی کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند حتیٰ کہ ضعیف سند کے ساتھ بھی نہیں ملی، اور غور وفکر کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہیں۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ توہین آمیز حرکت کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ لھذا اس واقعے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے قصوں کے بیان کرنے سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔۔

اللہ تعالیٰ مفتی محمد ضیاء احمد قادری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے امت مسلمہ کو اس من گھڑت روایت کے بیان کرنے سے بچالیا ہے اور انہوں نے اپنی کوششوں کے ساتھ پاکستان اور دیگر ممالک کے علماء ومشائخ سے اس کی تحقیق کروائی ہے اور سب نے یہی کہا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ من گھڑت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خویدم العلماء والمشائخ:

حافظ محمد عارف باروی عفی عنہ

دار العلوم نعیمیہ کراچی

حضرت مفتی امیر احمد صاحب نقشبندی حفظہ اللہ تعالیٰ

شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

الجواب بعون الملک الوهاب

صورت مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا پھینکنے والی روایت بہت کوشش کے باوجود بھی ہمیں کسی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی محقق عالم دین نے اپنی تصنیف وتالیف میں اسے نقل کیا ہے، یہ بات ویسے ہی لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے۔ یہ بات من گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے بارے میں شفاء شریف و بزازیہ اور فتاوی خیریہ میں ہے۔

اجمع المسلمون ان شاتمه ﷺ کافر ومن شک فی عذابه و کفره کفر.

ترجمہ

تمام اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اسی طرح تنویر الابصار، درمختار اور حاشیۃ الطحطاوی میں ہے

والکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبته مطلقاً ومن شک فی عذابه و کفره کفر.

ترجمہ

یعنی جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ (سلطان اسلام کی بارگاہ میں) کسی طرح قبول نہیں ہے اور جو اس کے مستحق عذاب یا کافر ہونے میں شک

کرے وہ خود کافر ہے۔

فلہذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔کوئی امتی گستاخ کو اپنی طرف سے معاف نہیں کرسکتا۔

هذالجواب عندی واللہ اعلم بالصواب

حررہ مفتی محمد قربان اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور

لقداصاب من اجاب

محمد امیر نقشبندی غفرلہ جامعہ ھذا

(۱۹مارچ۲۰۱۹ء)

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی صدر دارالافتاء منہاج القرآن

محترم ضیاء احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوشش بسیار کے باوجود ایسی کوئی روایت نہیں مل سکی ،لھذا ہمارے علم میں یہ روایت نہیں ہے۔فقط۔

واللہ ورسولہ اعلم

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

صدر دارالافتاء منہاج القرآن انٹرنیشنل

(۲۷مارچ۲۰۱۹ء)

مفتی محمد سعید رضوی حفظہ اللہ

دارالافتاء نوری مسجد سمندری فیصل آباد

الجواب بعون الملک العلام الوھاب

استفتاء میں ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جو بعض واعظین کے بیانات میں بیان ہوا مگر آج تک کسی مستند کتب سیرت میں اس فقیر کی نظر سے نہ گزرا اور نہ ہی یہ کسی معتبر عالم دین سے سنا، واللہ تعالی اعلم۔ آقا کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے سینکڑوں واقعات احادیث مبارکہ اور کتب سیرت میں موجود ہیں ان کی طرف التفاف کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے شخص کو معاف کرنے کا امت میں کسی کے پاس کوئی حق ہے اور نہ ہی اختیار۔ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّہٗ یُقْتَلُ حَدًّا وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا، وَلَوْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّہٗ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزُوْلُ بِالتَّوْبَۃِ، وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ.

ترجمہ

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی توہین کر کے جو شخص کافر ہوا سے حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی صورت قبول نہیں ہوگی اگر اس نے شان الوہیت میں گستاخی کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ) پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جبکہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی یہ حق عبد ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا یعنی یہ حق صرف رسول اللہ ﷺ کو ہے کہ وہ چاہیں تو معاف فرما دیں۔

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

کتبہ محمد سعید رضوی غفرلہ

دارالافتاء نوری مسجد سمندری فیصل آباد

(۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ)

مفتی شہزاد احمد نوری لاہور

کوڑا کرکٹ والی روایت باوجود تتبع اور کوشش کے کسی بھی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں مل سکی، حتی کہ ضعیف روایات کی طرف بھی نظر کی گئی کہ فضائل اعمال میں ضعیف روایات بھی قابل عمل ہوتی ہیں، لیکن ضعیف روایات میں بھی اس کا ذکر نہیں ملا، یقیناً کہ یہ خطباء کی گھڑی ہوئی روایت ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، اس روایت کو جان بوجھ کر بیان کرنا یا پھیلانا گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

قرآن کریم اور کتب احادیث وسیرت حضور ﷺ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں اس کے باوجود صحیح روایات کو ترک کر کے من گھڑت روایات بیان کرنا سخت گناہ ہے، سنی سنائی بات کو بلا تحقیق کے آگے بیان کردینا انسان کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے۔

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

کسی بندے کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان

کردے۔(صحیح مسلم (11:1))

(۲) کسی بھی امتی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو از خود معاف کردے، باقی رہی بات اس کی توبہ کی تو اگر وہ اللہ تعالی سے سچی توبہ کرتا ہے تو مذہب حنفیہ میں اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

کتبہ مفتی شہزاد احمد نوری

مفتی قمر الزمان قادری رضوی لاہور

الجواب ھو الموفق للصواب وبعون الملک الوھاب

یہ ایک من گھڑت قصہ ہے جس کی کسی بھی کتاب میں کوئی سند نہیں ملتی، حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا ہے اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہیں، اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز آپ ﷺ کی یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے، بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ کوئی عورت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے کوڑا پھینکا کرتی تھی اور اس واقعہ کو بدل کر لوگوں نے اللہ تعالی کے نبی ﷺ کی طرف اس کی نسبت کردی، لیکن اس کا حوالہ بھی ہمیں نہیں ملا۔

اللہ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

مفتی محمد قمر الزمان رضوی بن شیخ الحدیث علامہ محمد شمس الزمان قادری

مولانا مفتی احمد رضا قادری المدنی حفظہ اللہ تعالی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر مسلمان اس بات پر جتنا فخر کرے کم ہے کہ یہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جن کی ہر ہر بات کو ان کے چاہنے والوں نے جمع کیا اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جو بات بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی اسے پرکھنے کے لئے کئی علوم کو بھی وضع کیا جو انسانی تاریخ

میں محبت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اس روئے زمین پر کوئی بھی ایسی ہستی اس روئے زمین پر نہیں آئی جس کی باتوں کو سند اور راویوں کے تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں نہ پہلے دنیا کی کسی قوم کو یہ شرف حاصل ہوا نہ جدید مہذب دنیا میں کسی کو یہ فخر حاصل ہوا کہ اسماء الرجال کے علم کو مسلمانوں کے انداز پر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں، مسلمانوں نے اس علم سے دنیا کو آگاہ کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے، ان ہمہ گیر اور عظیم علم کے ذریعہ ۵ لاکھ لوگوں (راویوں) کی زندگیاں انتہائی باریکی سے محفوظ ہو گئیں۔

لیکن دین اسلام کے دشمنوں اور بعض نادان اہل اسلام نے مختلف طریقوں سے دین اور اس مقدس مشن کو نقصان پہنچایا ان میں سب سے زیادہ خطرناک طریقہ فتنہ وضع حدیث کا تھا بدباطنوں نے خود ساختہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ذخیرہ حدیث کو غیر معتبر بنانے اور ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لئے اس نے اس امت میں علماء و محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا فرمائی جنہوں نے دفاع حدیث کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے صحیح حدیث اور موضوع احادیث کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور شرپسندوں کے مذموم مقاصد کی قلعی کھول دی۔

گستاخان رسول کا شروع سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ ناکام حیلوں اور اوچھے ہتھکنڈوں سے ناموس رسالت پر وار کرتے ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ حملے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر ذرہ بھر بھی داغ نہیں لگا سکے کبھی یہ لوگ گستاخی کے الفاظ کو بدل کر اپنے گھناؤنے فعل کو سرانجام دیتے رہے ہیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی اور من گھڑت روایتیں بنا کر اور پھر ان پر امن اور اخلاق کا تڑکا لگا کر پیش کرتے رہے ہیں لیکن یہ تمام ہتھکنڈے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی وہ موضوع، من گھڑت، جعلی اور جھوٹی روایت ہے کہ جو ہمیں بچپن سے ہی پڑھائی جاتی رہی کہ (معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑھیا کوڑا پھینکا کرتی تھی اور ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے لیکن اس روایت کو پڑھتے، پڑھاتے، سنتے، سناتے ہوئے اس بات کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی تھی کہ ذخیرہ احادیث میں دور دور تک اس طرح کی روایت کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے۔

اس حدیث کو گھڑے ہوئے ابھی چند عشرے ہی گزرے ہیں لیکن اللہ تعالی نے اپنے خاص فضل وکرم سے علماء کے اندر اس بات کی آگاہی پیدا فرمائی اور اس جھوٹ کے پلندے کو بے نقاب کرنے کیلئے علماء کو توفیق بخشی۔ وہ علماء جو اس روایت کی تحقیق میں مسلسل جدوجہد کررہے اور کررہے ہیں اور مسلم امہ کو در پردہ ہونے والی فتنہ انگیزیوں سے باخبر رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالی ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو ان کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

اور اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس طرح کے بد باطن اور شر انگیز لوگوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے! آمین۔

محمد احمد رضا المدنی، فیصل آباد

حضرت مفتی محمد اکمل عطا قادری حفظہ اللہ تعالی

آپ سے (۱۶ اپریل ۲۰۱۹ء) کو سوال ہوا کہ بڑھیا والا قصہ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا اڈالا کرتی تھی۔ وہ صحیح ہے یا غلط؟۔

الجواب

یہ واقعہ بالکل غلط ہے اور ہمیں اس پر بہت زیادہ حیرت ہے کہ ہماری اسلامیات میں بھی یہ قصہ شامل کیا گیا تھا جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ نصاب تیار کرنے کے لئے کیسے کیسے لوگوں کو

مقرر کیا جاتا ہے ان کو اتنی بھی تمیز نہیں ہوتی کہ کونسی چیز شامل کرنی ہے اور کونسی چیز شامل نہیں کرنی۔ اور میں تو اکثر یہ شکوہ کرتا ہوں کہ آپ اسلامیات کے نصاب دیکھ لیں شاید ہی کسی درجے میں نوجوان لڑکا اور لڑکی کو پتہ چلے کہ مجھ پر کن کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ غسل کے مسائل اور نمازوں کے مسائل، نماز کس سے ٹوٹ جاتی ہے، ہمیں آج تک کوئی بھی ایسا نصاب نظر نہیں آیا جس میں نماز کے مسائل مکمل طور پر بیان کیے گئے ہوں۔ میں سکول، کالج اور یونیورسٹی کی بات کر رہا ہوں کہ جس میں مکمل اس پر کلام کیا گیا ہو، حالانکہ یہ ہماری بنیادی عبادات ہیں، ان کتب میں رطب ویابس موجود ہیں۔ لیکن حقیقتاً ایک بالغ لڑکے اور لڑکی کو جو چیز چاہئے ہوتی ہے ہمارا اسلامیات کا مکمل نصاب اس سے خالی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ بنانے والے پی ایچ ڈی تو ضرور ہوں گے لیکن حقیقتاً وہ علم دین سے دور ہوتے ہیں۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ایسے عہدوں پر بیٹھ جانا جب کہ پی ایچ ڈی کسی شخصیت پر کی ہو، بڑی حیران کن بات ہے کہ آپ نے علامہ اقبال اور محمد علی جناح پر پی ایچ ڈی کی اور آپ کو ڈگری مل گئی اور کسی بڑے عہدے پر بیٹھ گئے اور اسلامیات پر کام شروع کر دیا۔ یہ تو وہ شعبہ ہے جس کو آپ جانتے بھی نہیں ہیں، کیسے آپ اس کا نصاب تیار کر سکتے ہیں۔؟ میری تنقید ہر شخص پر نہیں ہے بلکہ اس پر ہے جو اس منصب کے اہل نہیں ہیں لیکن ڈگریوں کی بیس پر عہدوں پر بیٹھ کر بچوں کو وہ چیز دے رہے ہیں جس کی بچوں کو ضرورت نہیں ہے اور جو ضرورت کی چیز ہے اس سے بچوں کو دور کر رہے ہیں۔ کاش ہماری گورنمنٹ اس پر توجہ کرے اور ان لوگوں کو نصاب تیار کرنے کے لئے دے جو ان چیزوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن مجھے اس کی کوئی امید نہیں ہے۔

حضرت العلام مولانا ابوالہند مفتی عبیدالرحمٰن شاہجہانپوری

حفظہ اللہ تعالی

سوالات برائے ناموس رسالت مآب ﷺ

پہلا سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین متین اس مسئلہ کے بارے میں واعظین وخطباء کے بیانات میں اکثر یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک عورت کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے گھر کو صاف کیا اور پانی بھرا وغیرہ وغیرہ، تو وہ عورت رسول اللہ ﷺ کا حسن اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔ اس واقعہ کی تحقیق مطلوب ہے۔ یہ واقعہ حدیث شریف کی کسی کتاب میں ہے یا صرف سنی سنائی بات ہے؟

دوسرا سوال:

کیا امتی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ از خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو معاف کردے؟

تیسرا سوال

کیا امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے متعلق لبرل طبقہ فکر کا یہ تاثر درست ہے کہ وہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کے قائل نہ تھے بلکہ اس کی ممانعت فرماتے تھے؟

چوتھا سوال

مسلم معاشروں میں ایک نئے طبقہ فکر نے جنم لیا ہے جو خود کو لبرل مسلمان کہتا ہے۔ اسی

طبقہ فکر کی طرف سے مسلم معاشروں میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور ردعمل ہو تو ان کی طرف سے معذرت بھی کرلی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لبرل کلمہ گو کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟

پانچواں سوال

کیا عصر جدید کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور کیا مسلم معاشروں میں موجود ان اہل کتاب کا شمار اہل ذمہ میں ہوگا؟ لہٰذا کیا آراء فقہاء بابت حدود و تعزیرا اہل ذمہ کے تناظر میں ان کفار سے متعلق ہوگا؟۔

چھٹا سوال

کیا شاتم رسول کو انگریزی قوانین کے تحت قتل کے علاوہ کوئی اور سزا (مثلاً ملک بدر، وغیرہ) دلوائی جاسکتی ہے؟

ساتواں سوال

توہین رسالت کا مسئلہ جب فقہی و اختلافی ہے تو اس کو علماء دین نے اعتقادی و اجماعی مسئلہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ کیا واقعی یہ مسئلہ اعتقادی حساسیت کا حامل ہے؟ ایسے میں مذہبی طبقات کے اس تشدیدی رویہ کی شرعی توجیہ کیا ہے؟

الجواب

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

اصولی مقدمہ: مذکورہ بالا سوالات کی طرف التفات سے پہلے اس حقیقت واقعہ کا ادراک ناگزیر ہے کہ اس دور میں عالمی سیاسی منصۂ شہود پر جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دشنام طرازی کی جارہی ہے وہ اس شان استخفاف رسالت سے بہت مختلف ہے جو ہماری تاریخ میں عمومی طور پر دشمنان اسلام کی طرف سے درپیش رہی ہے۔ چنانچہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ خلافت اسلامیہ قائم ہے، قاضی نے تنفیذ شرع کی مسند سنبھالی ہوئی ہے اور پھر ایسے میں کوئی ذمی دشنام طرازی کی جسارت

کرتا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ سقوط سلطنت عثمانیہ کے بعد تصور ریاست کی صورت گری کفرو طاغوت کے جس نقشے پر ہوئی ہے اسے علم سیاست میں جدید مغربی قوم پرستانہ ریاست (Nation State) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ریاستیں عالمی فرنگی استعمار کی کاسالیس ہوتی ہیں یعنی اس عالمی نظام طاغوت میں ان کا کردار اولیاء الطاغوت کا ہوتا ہے۔ اس لئے تلخ امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلامی حکومت کہیں بھی نہیں ہے اور یوں عصر جدید کے کفار ذمی نہیں بلکہ خالص حربی ہیں! مغرب کے اس عالمی استعماری نظام نے مسلمانوں پر اپنے مغربی عقائد ونظریات کو اپنے تہذیبی جبر کے ذریعہ مسلط کیا ہے۔ ان مغربی عقائد کی اساس نظریہ آزادی اظہار پر قائم ہے۔ آزادی کے مغربی تصور کو اسلامی تہذیب کے تصور عبدیت پر مسلط کرنے کی اس سیاسی وفکری کشمکش کو خود یورپی فلاسفہ "تہذیبوں کے تصادم" سے تعبیر کرتے ہیں جو اس کی فکری، تہذیبی اور سیاسی کشمکش کی معلوم تعبیر ہے۔ مغرب کے اس فکری وسیاسی تناظر کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس اہم حقیقت کی ایضاح آپ ہی سے ہو جاتی ہے کہ عالمی سیاسی منصۂ شہود پر ہونے والی توہین رسالت فرد کا ''شخصی قصد'' نہیں بلکہ مغربی ریاست کے عقائد کا ''تہذیبی اظہار'' ہے۔ پس جب یہ دو ملتوں اور دو تہذیبوں کا تصادم قرار پایا تو اس کے بعد توہین رسالت کا یہ مسئلہ اکیسویں صدی کے تناظر میں حدود وتعزیرات سے زیادہ کتاب الجہاد و کتاب المغازی سے مربوط قرار پاتا ہے۔

پہلا جواب

رسالت مآب ﷺ کی بابت یہ مشہور کردہ واقعہ کہ آپ ﷺ پر عورت کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی اور ایک بار وہ ایسا نہ کر سکی تو آپ ﷺ اس کی خیر سگالی کو گھر تشریف لے گئے، صریح مکذوبات میں سے ہے! یہ واقعہ سیکولر طبقہ فکر کی مشہور کردہ اساطیر میں سے ہے جو اس تہذیبی تصادم میں مغرب پسندوں کی طرف سے گاہے بگاہے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی استنادی حیثیت یہ ہے کہ سند تو کجا اور اس کی تصریح ضعف بھی کجا، مسلمہ کتب احادیث میں سے کسی بھی کتاب میں یہ روایت

پائی ہی نہیں جاتی اور یہی وجہ ہے کہ وہ لبرل تجدد پسند طبقہ جو اس من گھڑت واقعہ کو بیان کرتا ہے اس کی تخصیص منابع سے قاصر ہے ! نیز یہ من گھڑت واقعہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر خلاف درایت ہے:

(اولاً) شمع رسالت کے پروانے یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوں جو مشرکین کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف اشارہ بھی نہ کرنے دیں اور پھر ان کے جیتے جی سرورکونین ﷺ کی ذات والا صفات کی یہ مستقل اہانت ہو عقل میں آنے والی بات نہیں!

(ثانیاً) پھر جو ملعونہ اس قدر ارتعاش رکھتی ہو کہ راستے سے گزرنے نہ دے وہ بھلا اس بات کو کیونکر قبول کرسکتی ہے کہ اس کے گھر میں آپ ﷺ تشریف لائیں۔

(ثالثاً) پھر یہ عین معقول مسلمہ ہے کہ انسان اگر کسی ایسے راستے سے گزرتا ہو جو پر خطر و باعث ایذا ہو تو وہ راستہ بدل لیتا ہے۔ یہ بات عین معقول بھی ہے اور قرآن بھی حکم دیتا ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو.. (سورۃ البقرۃ ۱۹۵)

ایسے میں یہ بات ہی خلاف معقول و منقول ہے کہ ایذا رسانی کے راستے اور راہ کو سفر کے لئے منتخب کیا جائے، جس کی عقل و نقل دونوں ممانعت کرتی ہیں۔

(رابعاً) اس قسم کہ متعصب، عنادی اور جاہل لوگوں کی بابت تو یہ قرآنی حکم ہے کہ ان سے الجھ کر ان کو مزید ہرزہ سرائی کا موقع نہ دیا جائے بلکہ سلام کیا جائے اور پھر ان سے جدا راہ لی جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾

اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (سورۃ الفرقان:۶۳)

نیز ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ)

جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (سورۃ النساء: ۱۴۰)

ایسے میں وہ ہستی جو سراپا قرآن ہو (كان خلقه القرآن)۔ اس کی بابت یہ گمان ہی درست نہیں ہے کہ وہ ان نصوص پر عامل نہ ہو! یہ دلائل اس بات پر بہت کافی ہیں کہ یہ واقعہ ایک من گھڑت واقعہ ہے اور منقولات کے اعتبار سے اس روایت کے من گھڑت ہونے کی ایک اور بین دلیل یہ ہے کہ دیگر معتمد کتب احادیث میں گستاخ عورتوں کا قتل ثابت ہے نہ کہ ان کی خیر سگالی! مثلاً حدیث کی معتمد کتاب سنن ابی داؤد سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک یہودیہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے قتل کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے تائید کی گئی، تصریح ملاحظہ ہو:

(عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا.

ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک وہ ہلاک ہوگئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل (رائیگاں) قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، رقم الحدیث: رقم الحدیث۴۳۶۲)

افسوس ہے لوگوں پر بھی جو ثابت کو چھوڑ دیتے ہیں اور ایسی غیر ثابت (من گھڑت) روایت کو لوح جبین پر سجاتے ہیں جس کا ماخذ ہی نہیں! بہر کیف یہ ایک من گھڑت واقعہ ہے جس کو آج کل سیکولر طبقہ فکر عام کر رہا ہے! ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے کہ کس سینہ زوری و ڈھٹائی سے یہ لوگ بارگاہ رسالت ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتے ہیں، یا اسفا! عام عوام کو بھی چاہیے کہ ان یورپی لبرل د جالوں سے بچیں، ان سے بچنے کا حکم خود رسالت مآب ﷺ نے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

(حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا بِهِ أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يَفْتِنُونَكُمْ وَلَا يُضِلُّونَكُمْ.

"آخری زمانہ میں ایسے کذاب دجال ہوں گے جو تم سے احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ ہی تمہارے آباء نے سنی ہوں گی۔ پس ایسے دجالوں سے بچنا، ان سے متنبہ رہنا، وہ تم کو فتنہ میں مبتلاء نہ کردیں اور وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔ (مُشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث: ۲۲۸۴)

دوسرا سوال:

یہ بھی فرمائیں کہ امتی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ از خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو معاف کردے؟

دوسرا جواب:

یہ امر اتفاقی ہے کہ شاتم رسول کو معاف کرنے کا حق یہ کسی امتی کو حاصل نہیں کیونکہ یہ حق رسالت مآب ﷺ ہے! یہ قانونی مسلمہ ہے کہ مجرم کے جرم کو وہ ہی شخص معاف کرتا اور کرسکتا ہے جس کا اس سے ارتباط ہو۔ اس معقول قانونی کلیہ کو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو دنیا کی کسی بھی ریاست میں تنفیذ قانون ممکن ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہوگا جیسے زید بکر کے گھر میں چوری کرے اور اطہر پڑوس سے آکر زید سے کہے کہ میاں جاؤ یہاں سے چلتے بنو میں نے تمھیں معاف کیا۔ پھر اسی قانونی نکتہ کو اس شرعی واخلاقی مسئلہ کے ذریعہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ حقوق العباد کی حق تلفی اگر کی جائے تو اس کی معافی کے لئے صرف بارگاہ خداوندی میں پشیمانی کا اظہار نہ کیا جائے گا بلکہ جس کا حق مارا گیا ہے اس سے بھی دست بستہ معافی مانگی جائے گی۔ ایسے میں ناموس رسالت مآب ﷺ جو قانونی، ریاستی، اخلاقی ہی نہیں، ایمانی و اعتقادی اہمیت کا بھی حامل ہے بلکہ اصل ایمان ہے !اس خالص حق رسول ﷺ پر کسی دوسرے کو کیونکر دست درازی کی اجازت دی جاسکتی ہے! چنانچہ علامہ محی الدین محمد بن

قاسم الحنفی شاتم رسول کی سزا پر بحث کرتے ہوئے تصریح فرماتے ہیں:

(ولا یتصور فیہ خلاف فانہ حق تعلق بہ حق العبد)

اور اس بات کا تصور بھی نہیں کہ کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھے گا کیونکہ یہ ایک ایسا حق ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندہ سے بھی ارتباط رکھتا ہے۔

(السیف المشہور المسلول علی زندیق الرسول وساب الرسول: ۲۷)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی بھی تصریح فرماتے ہیں

وعللہ البزازی بانہ حق تعلق حق العبد فلا یسقط.

صاحب فتاویٰ بزازیہ نے اس (قتل شاتم رسول) کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا تعلق حقوق العباد کی قبیل سے ہے، پس یوں یہ سزا ساقط نہ ہوگی۔ (بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۵:۱۲۶))

ناموس رسالت کے باب میں حق رسول ﷺ کے اس ایمانی مقدمہ کو بیان کرنے والے صحابی رسول خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لا! واللہ ! ما کانت لبشر بعد محمد ﷺ

خدا کی قسم یہ صرف آنحضرت ﷺ کا حق ہے (کہ آپ کی توہین کرنے والے کو قتل کیا جائے)، کسی بشر کو نبی کے بعد یہ حق حاصل نہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، رقم الحدیث: ۴۳۶۳)

یہ تو اعتقادی حقیقت بھی ہے کہ عقیدہ امتناع نظیر کی رو سے نبی ﷺ کی مثل نہیں تو اس کے حقوق کی بھی مثل نہیں، لست کاحد کم! اس لئے آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کو قتل کیا جائے گا کہ یہ حق رسول ہے، جبکہ دیگر لوگوں کا بطور حد یہ معاملہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی تصریح فرماتے ہیں:

والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ.

پہلے حق عبد ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا۔۔۔ (درمختار، باب المرتد (۱:۳۵۶))

امام شاہ احمد رضا خاں صاحب القندھاری الحنفی رقمطراز ہیں

کوئی گستاخی کرے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں یہ معاف کردے گویا یہ کہے کہ اگر چہ تو نے میرے نبی ﷺ کو برا کہا مگر میں اس کی پروانہیں کرتا، میں نے کہا ہے کہا کردیا، معترض ایسا کہتا تو اسے خود اپنے ایمان کے لالے پڑتے۔ زید کا حق عمرو اور عمرو کا حق زید معاف نہیں کرسکتا کہ وہ بے ادب محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں گرفتار ہوا سے زید و عمرو کیونکر معاف کردیں۔ (فتاوی رضویہ شریف (۱۴:۳۰۶)

تیسرا سوال:

کیا امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے متعلق لبرل طبقہ فکر کا یہ تاثر درست ہے کہ وہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کے قائل نہ تھے بلکہ اس کے قتل کے مخالف تھے؟

تیسرا جواب:

ہمارے امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سرور کونین ﷺ کے سچے غلام اور عاشق تھے۔ آپ کی شہادت بھی جیل میں آل رسول ﷺ کی غیر مشروط حمایت ومحبت کی وجہ سے ہوئی، ایسے میں آپ کے بارے میں یہ تاثر قائم کرنا لبرل طبقات کی جسارت شنیعہ ہے کہ آپ شاتم کو واجب القتل نہیں سمجھتے! پس امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی وہ ہی مؤقف ہے جو سرکار مدینہ ﷺ کے دیگر غلاموں کا ہے کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا سرتن سے جدا، سرتن سے جدا! آئندہ سطور میں ہم خود امام اعظم سے منقول ان کی آراء کو پیش کریں گے۔ کسی بھی صاحب نظر کے مؤقف کو جاننے کیلئے یا تو اس کی اپنی تالیفات ہوتی ہیں یا اس صاحب نظر کا حلقہ تلامذہ ہوتا ہے۔ امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی جو امام اعظم کے شاگرد وترجمان خاص ہیں اور فتاوی شامی میں بھی آپ کا یہ مشہور مقولہ منقول ہے کہ میرا ہر قول میرے استاد ہی کے اقوال میں سے ایک قول ہے۔ چنانچہ آپ گستاخ ذمی کے واجب القتل ہونے پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک راہب کو رسالت مآب کی شان میں

گستاخی کرتے سنا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود على هذا.

اگر میں اسے رسالت مآب ﷺ کی توہین کرتا سنتا تو اسے قتل کر دیتا کیونکہ ہم نے ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں کیا ہے (کہ وہ معاہدہ کے نام پر گستاخی کرتے پھریں)۔ (تفسیر مظہری (۴:۱۸۹))

پھر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد خاص ہیں۔ آپ بھی اپنی کتاب السیر میں شاتم رسول کے قتل کی روایت بیان فرماتے ہیں، جس کو شیخ الاسلام سلطنت عثمانیہ علامہ ابن کمال پاشا الرومی الحنفی اپنی اربعین میں نقل فرماتے ہیں:

ان عمير بن عدى لما سمع عصما بنت مروان توذى النبى عليه السلام فقتلها ليلا، مدحه رسول الله عليه السلام ذلك.

"عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عصما بنت مروان سے سنا کہ وہ (شاتمہ عورت) رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچا رہی ہے تو اسے قتل کر دیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح فرمائی۔ (الاربعینیات فی الحدیث النبوی الشریف، رقم الحدیث:۳۴)

پس امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ صاحبین (قاضی ابو یوسف و امام محمد شیبانی) یعنی دونوں ہی شاگرد خاص شاتم رسول کو قتل کرنے کی روایت بیان فرماتے ہیں، جس سے خود امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حلقہ تلامذہ خود مؤقف شیخ کے آثار میں سے ہے، جیسے کے تصریح ہے) (**هذه آثارنا تدلُّ علينا فانظروا من بعدنا إلى الآثارِ**) (نیز امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنی یہ اصولی تصریحات کہ) (**اذا صح الحديث فهو مذهبى**) بلکہ) (**الخبر الضعيف عن رسول الله اولىٰ من القياس ولايحل القياس مع وجوده** (بھی آپ کے موقف کی اصولی جہتوں کو متعین کرتی ہیں۔ اس کہ بعد فقہاء ملت سے آپ کے اقوال ومؤقف کی مزید صراحت ملاحظہ ہو۔

امام عبدالمعالی بخاری الحنفی توہین رسالت کی سزا کو حد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا مذهب ابى بكر صديق رضى الله تعالى عنه و الامام الأعظم.

یہ مذہب ومؤقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (فتاوی حسب المفتین مخطوط: ۳۳۷)

علامہ محی الدین محمد بن قاسم الحنفی بھی تصریح فرماتے ہیں

وهذا مذهب الامام الاعظم و مذهب ابی بکر صدیق رضی الله تعالیٰ عنه.

یہ مذہب ومؤقف (یعنی قتل شاتم کا) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔" (السیف المشہور المسلول علی الزندیق وساب الرسول: ۲۷)

شیخ الاسلام علامہ تقی الدین سبکی اپنی مشہور زمانہ کتاب ''السیف المسلول'' میں حضرت الامام کے مؤقف کی تصریح فرماتے ہیں:

واجمع اهل العلم علی ان حد من سب النبی ﷺ القتل. وممن قال ذلک مالک، واللیث، واحمد، واسحاق، وهو مذهب الشافعی... وبمثله قال ابو حنیفة و اصحابه، والثوری، و اهل الکوفة.

اور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق نے کہی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اسی کی مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔" (السیف المسلول علی من سب الرسول: ۱۱۹)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی لکھتے ہیں

والفتاوی من مذهب ابی حنیفة ان من سب النبی یقتل ولا یقبل توبته سواء کان مومنا او کافرا.

اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف ومذہب میں فتوی اسی پر ہے کہ جو گستاخی کرے اسے قتل کردیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (تفسیر مظہری (۴: ۱۸۹)

علامہ شیخ دمشقی الشافعی فرماتے ہیں

فقال ابو حنیفة لا تجب استتابته ویقتل.

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شاتم کی توبہ قبول نہ کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔"

(رحمۃ الامۃ (۲:۱۳۴))

علامہ قاضی عیاض المالکی تصریح فرماتے ہیں

وقد ذکرنا مذھب العراقیین بقتله.

اور ہم نے عراقیوں کا (امام اعظم کی طرف اشارہ) مشہور مذہب وموقف یہی بیان کیا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (۲:۱۹۰))

قاضی عیاض المالکی ہی ایک اور مقام پر ناقل ہیں

من سبّ النبی یقتل وممن قال ذلک مالک، واللیث، واحمد، واسحاق، وھو مذھب الشافعی ...وبمثله قال ابو حنیفة و اصحابه، والثوری، و اھل الکوفة.

جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق نے کہی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اسی کی مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (۲:۴۷۵))

مفتی مکہ ملا علی قاری الہروی الحنفی شفاء شریف کی مذکورہ بالا عبارت کی تائید وشرح میں فرماتے ہیں:

وقول الثوری وابی حنیفة والکوفیین ای سائرھم.

اور یہ امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ یعنی سب کا موقف ہے۔" (شرح الشفا للقاضی عیاض (۲:۴۱۰))

علامہ عالم بن علاء الدین الانصاری الھندی الحنفی شاتم رسول کی سزا کو بطور حد قتل ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ھـذا مـذھب ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و الامام الأعظم والثوری واھل الکوفۃ والمشھور من مذھب مالک واصحابہ.

یہ مذہب وموقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی، اہل کوفہ اور مشہور روایت کے مطابق امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ تعالی اوران کے اصحاب کا بھی ہے۔(السیف الجلی علی ساب النبی:۱۱۹)

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی تصریح فرماتے ہیں

والحاصل انہ لاشک ولا شبھۃ فی کفر شاتم النبی وفی استباحۃ قتلہ وھو المنقول عن الائمۃ الاربعۃ.

اورحاصل بحث یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر ومباح الدم ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اوریہی فتوی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔(ردالمحتار(۳۱۵:۳))

علامہ محدث محمد ہاشم ٹھٹوی الحنفی ناقل ہیں

اجمع عامۃ اھل العلم علی ان من سب النبی یجب علیہ القتل. وممن قال بذلک مالک، واللیث و الشافعی وبمثلہ قال ابو حنیفۃ و اصحابہ، والثوری، و اتباعہ اھل الکوفۃ.

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جوشخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اس کا قتل واجب قرار پائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام شافعی نے کہی ہے اور یہی بات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی اور ان کے اصحاب، اور امام سفیان ثوری اور ان کے متبعین اور اہل کوفہ نے کہی ہے۔(السیف الجلی علی ساب النبی:۱۱۴)

علامہ محمد بن فراموز ملا خسرو الحنفی فرماتے ہیں

قلنا إذا شتمہ سکران لا یعفی ویقتل ایضا حدا، وھذا مذھب ابی

بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ و الامام الأعظم و الثوری و اھل الکوفۃ و المشھور من مذھب مالک و أصحابہ.

"ہم کہتے ہیں اگر کوئی فرد رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے معافی نہیں دی جائے گی بلکہ اسے حداً قتل کیا جائے گا اور یہی مذہب و مؤقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی، اہل کوفہ اور مشہور روایت کے مطابق امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ تعالی اور ان کے اصحاب کا بھی ہے۔" (درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجہاد (۳:۳۰۰))

علامہ شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی الحنفی لکھتے ہیں

ویقتل حدا ھذا مذھب ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و الامام الأعظم.

شاتم رسول بطور حد قتل ہوگا، یہ مذہب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا ہے۔ (الفتاوی الخیریہ: ۱۵۵)

علامہ خلیل ملا خطر الشافعی لکھتے ہیں

من سب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقتل و بمثلہ قال ابو حنیفۃ و اصحابہ.

"جو شخص رسالت مآب کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور اسی کی مثل امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔ (واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ: ۲۷۲)

فخر المتأخرین علامہ سید أحمد علی شاہ ترمذی الحنفی رقمطراز ہیں

والفتاوی من مذھب ابی حنیفۃ ان من سبّ النبی یقتل ولا یقبل توبتہ سواء کان مومنا او کافرا وبھذا یظھر انہ ینتقض عھدہ ویودہ ما روی ابو یوسف عن حفص بن عبداللہ بن عمر ان رجلا قال لہ

سمعت راهبا سبّ النبی صلی علیه واله وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود علی هذا.

اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مؤقف و مذہب میں فتویٰ اسی پر ہے کہ جو گستاخی کرے اسے قتل کردیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بوجہ سبّ نبی، ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حفص بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک راہب کو رسالت مآب کی شان میں گستاخی کرتے سنا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر میں اسے رسالت مآب ﷺ کی توہین کرتا سنتا تو اسے قتل کردیتا کیوں نکہ ہم نے ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں کیا ہے (کہ وہ معاہدہ کے نام پر گستاخی کرتے پھریں)۔ (حسام السیفیہ فی تشریح العبارات الکفریہ: ۲۱۴)

پس مذکورہ بالا تصریحات علمیہ خود امام اعظم کے مؤقف کو بیان کرتی ہیں۔ عرق ریزی سے جمع کی گئیں یہ سترہ تصریحات علمیہ گستاخ رسول کی سزا کو بطور قتل بیان کرتی ہیں، چاہے یہ قتل کسی نام نہاد سابقہ کلمہ گو کا ہو یا ذمی کا، ہر دو صورتوں میں یہ عبارات مؤقف امام اعظم کی تنقیح و ایضاح کرتی ہیں۔ اس حوالے سے جو قول امام بابت اہل ذمہ اشتباہ پایا جاتا ہے، اس کی فنی بحث کی تفصیل و توضیح کے لئے راقم کی کتاب السیف الجبار ملاحظہ ہو، عوام الناس میں جانے والا یہ تحریکی فتویٰ اس کثرت قیل و قال کا متحمل نہیں، باقی جو عبارات پیش کردی گئی ہیں وہ نفس مسئلہ کی علمی ایضاح کیلئے بہت کافی ہیں۔ نیز ان لبرل مفکرین کے لئے دندان شکن ہیں جو ہم سے کل تک مطالبہ کرتے تھے کہ امام اعظم سے کوئی ایک حوالہ پیش کردو! یہ سترہ عبارات اس سیکولر طبقہ فکر کے لئے نوشتہ دیوار ہیں، **والحمد لله علی ذلک!**

چوتھا سوال

مسلم معاشروں میں ایک نئے طبقہ فکر نے جنم لیا ہے جو خود کو لبرل مسلمان کہتا ہے۔ اسی

طبقہ فکر کی طرف سے مسلم معاشروں میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور ردعمل ہو تو ان کی طرف سے معذرت بھی کر لی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لبرل کلمہ گو کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟

چوتھا جواب

عالمی سیاسی منصۂ شہود پر اس وقت مغربی سیکولر نظام حکومت نافذ ہے، جو آزادی کا ادعا ہے۔ ایسے میں ان کے یہ فکری گماشتے اسی آزادی اظہار کو بنیاد بنا کر توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ استخفاف تقدیس اسلامی، نظریہ لادینیت (سیکولرازم) کی جنس معنویت میں سرائیت کیا ہوا ہے کیونکہ لادینیت، نظریہ نفی تقدیس (پروفینیٹی) کے نتیجہ نظریہ آزادی اظہار کو پیش کر کے حاکمیت خداوندی کو رد کرتی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ سیکولر ولبرل کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اس بحث میں جانے سے پہلے یہ سوال ہے کہ خود لبرل کا حکم اعتقادی کیا ہے؟ اس کے لئے ہمیں خود سیکولرازم کی اصطلاحی تعریف کا جائزہ لینا ہوگا۔ مندرجہ ذیل سطور میں منابع و ماخذات افرنگ کی روشنی میں فتنہ لادینیت کی اصطلاحی تعریف ملاحظہ ہو:

Secularization refers to the displacement of ((1 religious beliefs, rituals and sense of community from the moral life of society.

"سیکولرائزیشن مذہبی اعتقادیات، رسوم اور حس معاشرت کو معاشرے کی اخلاقی زندگی سے بے دخل کر دینے کا نام ہے۔"

(Social Science Encyclopedia : 738)

Secularism is an ethical system founded on ((2 the principles of natural morality and independent of revealed religion or super naturalism.

سیکولرازم در حقیقت ایک ایسا اخلاقی نظام ہے جو اخلاقی بنیادوں پر کچھ اس طرح استوار

کیا گیا ہے کہ یہ الہامی مذہب یا مافوق الفطرت سے مطلقاً آزاد قرار پایا ہے۔

(Encyclopedia America , New York : 24/510)

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں نظریہ سیکولرازم کا خلاصہ یہ ہے کہ فرد اپنی اجتماعی، عدالتی، سیاسی، تہذیبی، سماجی، اور قانونی زندگی میں مذہب کا پابند نہیں بلکہ مغربی سیکولر قوانین کا پابند ہے یوں حاکمیت خدا تعالیٰ کی نہیں انسان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صریح کفر ہے جو کفر استبدال، کفر استحلال، کفر جحد، کفر الحاد اور دیگر انواع کفر پر محیط ہے! قرآن مجید کے ایک حکم کا انکار بھی کفر ہے چہ جائیکہ دین اسلام کے پورے نظام حیات کا انکار کر دیا جائے۔ اس کافرانہ رویہ کے بارے میں امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح ملاحظہ ہو:

من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقد ابطل لا الہ الا اللہ.

پس جو شخص شریعت اسلامی میں سے کسی شئی کا انکار کرے تو اس کا دعویٰ اسلام باطل ہے۔ (السیر الکبیر شرح شمس الائمۃ (۵:۲۶۰)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ ہو

لو ان اهل بلدة اجتمعوا علی ترک الأذان لقاتلهم علیه.

"اگر کسی علاقہ کے لوگ ترک اذان پر متفق ہو جائیں تو ان سے قتال کیا جائے گا۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری (۴:۲۹۳)

امام عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک فرماتے ہیں

لو ان اهل بلدة أنكروا سنة السؤاک لقاتلوهم.

اگر کسی علاقہ کے لوگ مسواک کی سنت کا انکار کر دیں تو ان سے ضرور قتال کیا جائے گا۔"

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۴:۱۹۰)

قرآن مجید فرقان حمید جا بجا مختلف مقامات پر ان کے لوگوں کے کفر کو بھی بیان کرتا ہے جو شریعت مطہرہ کی قانونی وسیاسی حاکمیت کو قبول نہیں کرتے، اس حوالے سے بعض شواہد قرآنیہ ملاحظہ ہوں:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ .

اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ کافر ہیں۔(سورۃ المائدۃ:۴۴)

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ.

تو کیا تم اللہ کے بعض احکامات کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو؟(سورۃ البقرۃ:۸۵)

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ.

"بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو اس وقت تم بھی یقیناً مشرک ہو گے۔(سورۃ الانعام:۱۲۱)

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ.

"بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کردیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے گا۔(سورۃ الجاثیۃ:۲۳)

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ.

بیشک وہ لوگ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان کیلئے ہدایت بالکل واضح ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں (لمبی لمبی) امیدیں دلائیں۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرنے والوں سے کہا: کسی کام میں ہم تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔"(سورۃ محمد:۲۵،۲۶)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.

" کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے شیطان کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکاتا رہے۔(سورۃ النساء:٦٠)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا.

'تو اے حبیب ! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔(سورۃ النساء:٦٥)

قرآن مجید کی یہ ساری نصوص حاکمیت خداوندی رد کرنے والے کے کفر وضلالت کو بیان کرتی ہیں۔اب ایسے لبرل عقیدہ کی بابت آئمہ محققین کی تصریحات بھی ملاحظہ ہوں:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی کا فتوی ملاحظہ ہو

فقد روی عن الصادق رضی الله تعالی عنه انه قال لو ان قوما عبدالله تعالی و أقاموا الصلاة واتوا الزکوة وصاموا رمضان وحج البیت ثم قالوا الشیء صنعه رسول الله الاصنع او وجدوا فی انفسهم لکانوا مشرکین.

اگر کوئی قوم اللہ تعالی کی عبادات کرے، نماز کا اہتمام کرے، زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔نیز حج کرے مگر پھر کسی ایسے فعل کو جس کا کرنا رسالت مآب سے ثابت ہو اس کی بابت

یوں کہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیایا اس کے خلاف کیوں نہ کیااور اس بات کو قبول کرنے سے اپنے دل میں کچھ تنگی محسوس کرے تو پس ایسی قوم یقیناً مشرکین میں سے ہے۔(روح المعانی (۲:۶۵)

امام شعبی، امام ابن شبرمہ اور امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں

الکافرون للمسلمین، والظالمون للیهود، والفاسقون للنصاری.

جو حکم خداوندی کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے، مسلمانوں میں سے ہو تو کافروں میں سے، یہودیوں میں سے ہو تو ظالموں میں سے اور نصاریٰ میں سے ہو تو فاسقوں میں سے ہے۔(تفسیر القرطبی (۵:۱۲۴)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وانما سمی مشرکا لانه اثبت حاکما سو الله تعالی وهذا هو الشرک.

اور مشرک کو مشرک اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کو حاکم قرار دیا ہے اور یہی شرک ہے۔" (تفسیر کبیر (۱۳:۱۷۰)

امام عبداللہ بن عبدالباری الأہدل فرماتے ہیں

حکم من ینتقل الی هذه البلدة الموجودة التی استولی علیها اهل الذمة، فهو فاسق مرتکب الکبیرة من کبائر الاثم ان لم یرض بالکفر واحکامه، فان رضی الکفر بها فهو کافر مرتد تجری علیه أحکام المرتد.

ترجمہ

اور اس شخص کا حکم جو دارالاسلام چھوڑ کر اس علاقے میں منتقل ہو کہ جہاں ذمی کفار نے قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم رکھی ہے۔تو پس ایسا شخص فاسق ہے جس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے گو ان کے کفر و قوانین سے راضی نہ ہو۔پس اگر وہ وہاں پر موجود نظام کفر سے راضی ہوا تو وہ کافر ہے جس پر احکام ارتداد جاری ہوں گے۔" (السیف الجار علی من یوالی الکفار:۳)

امام ابو منصور ماتریدی الحنفی کا فتویٰ ملاحظہ ہو

من قال للسلطان ظالم عادل، قال الشیخ الامام ابو منصور الماتریدی رحمه الله تعالی یکفر.

جس نے ظالم حاکم کو عادل کہا تو اس نے کفر کیا۔ (فتاوی سراجیہ:۳۰۲)

علامہ قاضی احمد جونپوری الحنفی اپنے فتاوے میں رقمطراز ہیں

اگر کسے سلطان ظالم را عادل گوید، خواجه منصور ماتریدی گفته است که کافر گردد.

اگر کوئی شخص کسی ظالم حاکم کو عادل کہے تو وہ امام خواجہ ابو منصور ماتریدی کے بقول کافر ہو گیا۔ (فتاوی ابراھیم شاہی مخطوطہ:۱۴۵)

امام ابوبکر جصاص الحنفی کا فتویٰ ملاحظہ ہو

من رد شیا من اوامر الله تعالی او اوامر رسوله فهو خارج من الاسلام سواء رده من جهة الشک فیه او من جهة ترک القبول والإمتناع من التسلیم.

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکامات میں سے کسی ایک حکم کو بھی رد کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے چاہے اس کا یہ عمل شک کی بنیاد پر ہو یا قبول نہ کرنے کی بنیاد پر ہو۔ (احکام القرآن (۲:۳۰۲)

ان اصولی تصریحات کے بعد عصر حاضر کے بعض علماء عرب کے فتاوی بابت عقیدہ سیکولرازم ولبرل ازم ملاحظہ ہوں۔ ملت افرنگ کے اس لبرل نظام طاغوت کو سلطنت عثمانیہ کے مشہور حنفی فقیہ شیخ الاسلام علامہ مصطفیٰ صبری الحنفی شیطانی تعلیمات کا حاصل قرار دیتے ہیں:

اذا کانت حکومة برلمانیة مبنیة علی الانتخاب الحر لان الحکوم الانجلیزی لم تتکلم المکر من امتها فمن ای حکومة تعلمته ولا

حکومة أمکر منها؟ الا ان تکون تعلمته من الشیطان.

جبکہ پارلیمنٹ کی حکومت آزاد انتخاب پر مبنی ہے اس لئے کہ انگریزوں کی حکومت چال بازیوں اور مکر کے سوا کچھ نہیں سکھاتی! پس کون سی حکومت مکر اور چالبازیاں سکھانے میں ان سے بڑھ کر ہوگی؟ یہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تم نے یہ (طرز جمہوری) شیطان سے سیکھا ہے۔(الموسوعہ موقف العلماء الربانیین ،مطبوعہ دار العفانی القاھرۃ (۲:۲۳۸)

علامہ یوسف الدجوی المالکی لبرلز کو زندیق قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

واما حلیف الفرنسیین الخارج من صفوف المسلمین طوعا واختیارا مستبدلا لشریعة فقال اللہ تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا .

فرانسیسی نظام کے حمایتی یہ لوگ جو اپنے اختیار سے شریعت کو بدلنے والے ہیں مسلمانوں کی صفوں میں سے خارج قرار پائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا،وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکاتا رہے۔"(فتوی قدیمہ للازہر التحکم القوانین الوضعیہ:۲)

محدث حرم علامہ شیخ علوی المالکی الحسینی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں

فمن قال الشریعة احکامها عتیقة و لاتصلح زمان و مکان و یحق استعاضتها بقوانین وضعیة فهذا کافر قانونی ملحد مرتد والعیاذ باللہ واساء الظن مخالفة الذی انزل الشریعة علی نبیه صلی اللہ علیه واله

وسلم وابتغى أحكام الجاهلية معرضا عن أحكام الرب عزوجل.

پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ احکام شریعت پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے ذریعہ ہر زمانہ کی اصلاح ممکن نہیں اور یوں وہ قوانین وضعیہ (یعنی سیکولر قوانین) کے استحقاق کو اختیار کرتا ہے۔ پس ایسا شخص کافر، ملحد اور مرتد ہے، والعیاذ باللہ اس نے برا خیال کیا، مخالفت کر کے اس شریعت کی جو رسالت مآب پر نازل ہوئی اور یوں اس نے احکام وقوانین جاہلیت کو اختیار کیا جو کے احکام خداوندی سے معارض ہیں (فتاوی ورسائل، مبحث تحکیم الشریعۃ ونبذ القوانین الوضعیۃ: ۴۷)

علامہ عبدالحلیم محمود الازہری اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں

وقال الله تعالى :وباسم الحرية الشخصية قتلو كرامة الإنسان باحة الربا والبغاء العلني.

اور ارشاد باری تعالی ہے جو شخص خدا کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافروں میں سے ہے۔ پس اس کے بعد شخصی آزادی کے (خوشنما) عنوان کے تحت سود خوری، اعلانیہ فحاشی و سرکشی کا ارتکاب کر کے شرافت انسانی کا قتل کیا گیا۔ (فتاوی عبدالحلیم المحمود (۲: ۴۲۸)

علامہ عبدالقادر عودہ شہید لکھتے ہیں

هولاء الحكام الجهال استبيحت حرمات الاسلام فحرم ما احل الله واحل ما حرم الله والعشرا الفساد في المجتمع الاسلامي و اشاعت الفاحشة و انحسر مد الإسلام.

ایسے جاہل حاکموں نے اسلام کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیا ہے۔ پس جس شئی کو خدا تعالی حلال کی ہیں ان کو حرام اور جس شئی کو خدا تعالی نے حرام قرار دیا ہے اسے حلال قرار دیا گیا یوں مسلم معاشرے میں فساد و بے حیائی کو پھیلانے اور دعوت اسلام کو طاقت سے ختم کرنے کا قصد کیا جاتا ہے۔ (المال والحکم فی السلام: ۱۰۹)

ان تصریحات علمیہ کے بعد عرض ہے کہ ایسے میں جو شخص بھی لبرل مسلمان ہونے کا دعوی

کرے تو وہ کتنا ہی اپنے مذہبی ہونے کا تاثر دے لیکن باطن میں اس کے کفر ہی ہے یوں یہ لبرل کلمہ گو زندیق کے حکم میں ہے اور زندیق کی توبہ قانون اسلامی میں مردود ہے کیونکہ وہ اپنے کفر کو اسلام ہی سمجھتا ہے!

زندیق کی تعریف کیا ہے؟

مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی زندیق کی تعریف کو واضح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان المخالف للدين الحق ان لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو كافر وان اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهرًا لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق.

ترجمہ

جو شخص دین کا مخالف ہے، مگر وہ دینِ اسلام کا اقرار نہ کرتا ہو اور دینِ اسلام کو نہ مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ ہی باطنی طور پر تو ایسا شخص کافر کہلاتا ہے اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی خود ساختہ تاویل کرتا ہو جو صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔" (مسوّیٰ شرح موطا: ۱۳۰)

علامہ ابن شامی الحنفی رقمطراز ہیں

فان الزنديق يموّه كفره ويروّج عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة وهذا معنى ابطال الكفر.

پس زندیق ملمع سازی کے ذریعہ اپنے کفر کو پیش کرتا ہے اور یوں فاسد عقیدہ کی ترویج کرتا ہے اور اس کو اپنے تئیں صحیح صورت میں ظاہر کرتا ہے اور کفر کے چھپانے سے یہی مراد ہے۔ (فتاوی شامی (۳۲۶:۳)

علامہ محی الدین محمد بن قاسم الحنفی زندیق کی اصطلاحی تعریف بیان فرماتے ہیں

الزندیق علي ما ذکر في شرح المقاصد، و شفا القاضي عياض، و السيف المسلول في سب الرسول، وغيرها :شخص مع اعترافه بنبوة النبی و اظهاره شعائر الإسلام يبطن عقائد هي كفر بالاتفاق.

زندیق کی تعریف جو علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں، علامہ قاضی عیاض مالکی نے شفاء شریف، علامہ تقی الدین سبکی نے السیف المسلول اور دیگر کتب میں یہ تعریف ذکر کی ہے کہ زندیق وہ شخص ہے جو باوجود اعتراف نبوت اور اظہار اسلام کے اپنے باطن میں اتفاقی کفریہ عقائد رکھتے ہوں۔(السیف المشہور المسلول علی زندیق الرسول وساب الرسول:۱۸)

پس یہ لبرل وسیکولر طبقہ فکر زنادقہ کے حکم میں ہیں حسب ذیل وجوہ کی بنیاد پر ملاحظہ ہوں:

(اولا) تو اسی لئے کہ عقیدہ سیکولرازم کفر ہے جس کو یہ لبرل اپنے قلوب میں عزیز رکھتے ہیں گو اظہارِ اسلام کو ظاہر میں اپنی ڈھال بنایا جاتا ہے۔تاہم مسلم سماج میں سیاسی ومعاشرتی اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لئے باطنی لادینیت کے باوجود ظاہر اسلام کا چرچا کیا جاتا ہے۔درحقیقت یہ ٹھیک منافقین مدینہ کا وہ نفاق اعتقادی ہے جس کا انہوں نے عہد غلبہ اسلامی میں اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اظہار بلکہ استعمال کیا تھا۔یادر ہے کہ زندیق کو اصطلاح میں منافق اعتقادی (نہ کہ عملی) بھی کہا جاتا ہے۔

(ثانیا) دعوی اسلام کے باوجود لبرل ازم کی بابت عقیدہ اسلامیہ کو قبول نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام کی بابت عقیدہ لبرل ازم کو قبول کیا جاتا ہے یوں عقیدہ لبرل ازم کو اعتقادی ونظریاتی طور پر قبول کر کے مذہب کا ''آلاتی استعمال'' کیا جاتا ہے۔

(ثالثا) لبرل ہمیشہ مذہب کو کلچر کے مغربی تناظر میں اختیار کرتا ہے نہ کہ مذہب کی تہذیبی حاکمیت کو قبول کرتا ہے۔تہذیب وکلچر میں فرق ہے۔تہذیب (ٹریڈیشن) اور کلچر میں یہ فرق ہے کہ کلچر کی مغربی اصطلاح کی رو سے وہ تحکم نہیں تنوع کی قائل ہوتی ہے۔جبکہ تہذیب اپنی حاکمیت کو

۔ قائم کرتی اور خارجی عوامل کو رد کرتی ہے۔ جبکہ کلچر مذہب کی تہذیبی حاکمیت الحق کو نظریہ کثرت حق (فتنہ نظریہ پلورل ازم) میں تحلیل کرنے کیلئے تنوع کے نام پر منکرات کے مختلف گل ہائے رنگ بکھیر کر معاشرے پر سیکولرازم کی حاکمیت کو قائم کرتی ہے۔ چناچہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ نام نہاد لبرل کلچری "مسلمان" بڑی آسانی سے کرسمس میں بھی شریک ہو جاتے ہیں، طاغوت سے وفاداری کے حلف نامے بھی اٹھا لیتے ہیں اور مورتیوں پر چڑھاوے بھی چڑھا آتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کے نزدیک مذہب کی حقیقت کلچری تنوع سے زیادہ کچھ نہیں ! آزادی اظہار کا یہ کلچری تنوع شنیع سے شنیع ترین شئی کو بھی کلچری تنوع وفلسفہ آزادی کے تناظر میں اپنے تئیں معقول قرار دیتا ہے، یہاں تک کہ مقدسات پر تنقید کو بھی اسی تناظر میں مذہبی طبقہ کے لئے قابل قبول گردانا جاتا ہے۔ جبھی امریکی صدر بارک اوباما نے اقوام متحدہ کے اسٹیج سے یہ کہا تھا کہ امریکی کلچر میں جب ہم عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کو قبول کر کے بھی عیسائی رہ سکتے ہیں تو تم مسلمان امریکی کلچر میں اپنے نبی کی شان میں گستاخی قبول کر کے مسلمان کیوں نہیں رہ سکتے (نقل کفر، کفر نہ باشد)۔ پس مذہب کا یہ لبرل کلچری تصور اپنی جنس میں سراپا کفر زندقت ہے!

(رابعاً) احقر نے شروع میں تصریح کی ہے کہ استخفاف و توہین نظریہ لادینیت (سیکولرازم) کی جنس معنویت میں سرائیت کیا ہوا ہے کیونکہ لادینیت، نظریہ نفی تقدیس (پروفینیٹی) کے نتیجہ نظریہ آزادی اظہار کو پیش کر کے حاکمیت خداوندی کو رد کرتی ہے۔ اس اعتبار سے شناعت استخفاف نظری طور پر فتنہ لادینیت میں جوہری اعتبار سے موجود ہے جس کا قائل ہر لبرل ہے گو وہ اس کا داعی نہ ہو۔

(خامسا) پس اسی لئے لبرل زندیق کے حکم میں ہیں۔ ویسے تو یہ اعتقادی حکم اصولی طور پر واضح ہے کیونکہ جو شخص باطن میں عقائد کفریہ کے بعد دعویٰ اسلام کرے تو وہ زندیق ہے۔ تاہم بطور شواہد یہ عرض ہے کہ علامہ یوسف الدجوی المالکی رحمہ اللہ تعالی نے بھی انہیں زندیق ہی قرار دیا ہے۔ فقیہ العصر شیخ القرآن علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی الحکمی رحمہ اللہ تعالی بھی اس طبقہ فکر پر عہد

رسالت کے منافقین کا حکم یعنی نفاق اعتقادی (زندیق) ہی کا حکم لگاتے ہیں، تصریح ملاحظہ ہو:

کفار کو بخوشی حاکم بنانا مسلمان کے لئے حرام ہے۔ جیسا کہ أن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ سے معلوم ہوا۔ اسلامی احکام کے مقابلے میں امریکہ اور لندن والوں کے قوانین کو اچھا سمجھنا ہی پرانا منافقانہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا.

سے معلوم ہوا کہ رب نے ایسے لوگوں کو منافق فرمایا۔" (تفسیر نعیمی (۵:۱۹۵)

نیز ہمارے موجودہ دور میں بھی لبرل کے زندیق و منافق اعتقادی ہونے کا یہی فتوی حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ شریف کا بھی ہے (فتاوی بریلی شریف ۳۹۸۷) اور صاحب برھان القرآن علامہ قاری محمد طیب نقشبندی نے بھی ان پر نفاق اعتقادی کا حکم لگاتے ہوئے انھیں عبداللہ بن ابی بن سلول کی معنوی اولاد قرار دیا ہے (برھان القرآن (۱:۱۵۵)۔ پس جب لبرل طبقہ فکر کا زندیق ہونا پایہ ثبوت کو پہنچا تو وہ ویسے ہی مباح الدم قرار پایا، جیسا کہ امام محمد بن قاسم الحنفی تصریح فرماتے ہیں:

فالزنديق يقتل بالاتفاق.

پس زندیق کو بالاتفاق قتل کیا جائے گا۔ (السیف المشھور المسلول علی الزندیق:۲۱)

اب رہی زندیق کی توبہ کا سوال تو امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فتوی کی رو سے اس قسم کے لبرل زندیقوں کی توبہ ویسے ہی مردود و باطل ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

قال ابو حنيفة: اقتلوا الزنديق، فان توبته لاتعرف.

زندیق کو قتل کرو کہ اس کی توبہ کا پتہ نہیں چل سکتا (یعنی اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں)۔ (احکام القرآن (۱:۵۵) عمدۃ القاری (۱:۲۱۴)

علامہ عبدالرحمن بن شیخی زادہ الحنفی بھی اس بات پر امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے موقف

کی تصریح کچھ اس اسلوب میں بیان فرماتے ہیں:

وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ وَلِذَا قَالَ الْإِمَامُ اقْتُلُوا الزِّنْدِيقَ وَإِنْ قَالَ تُبْتُ وَأَمْرُهُ وَذُرِّيَّتُهُ فَيْءٌ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ.

"اور زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں جبھی امام اعظم نے فرمایا ہے کہ زندیق کو قتل کر دو گو وہ یہ کہے کہ میں نے توبہ کی اور یوں اس کا مال و اولاد اہل اسلام کے حق میں مال فے ہے۔ (مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر (۲:۵۵۳)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی لکھتے ہیں

لا تقبل توبة الزنديق فی ظاهر المذهب.

ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابلِ قبول نہیں۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ر ۵:۱۳۵)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ساتھ یہی فتوی زنادقہ کی بابت امام مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی ہے (احکام القرآن (۱:۵۱)۔ ہم گو حنفی ہیں۔ تاہم امام مدینہ کے حوالہ سے یہ اصولی و فقہی فائدہ مستفید ہوتا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام اعظم و امام مدینہ متفق ہو جائیں تو پھر محققین کے بقول دیگر قیل و قال لائق اعتناء نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ امام قرطبی المالکی تصریح فرماتے ہیں:

انما كانا بحرين ابو حنيفة لاهل المشرق و مالک لأهل المغرب افنتركها ونشتغل بالساقية.

دو سمندر ہیں (علم و تفقہ کے) اہل مشرق کیلئے امام اعظم اور اہل مغرب کیلئے امام مدینہ تو پس کیا ہم ان دونوں کو ترک کر کے دیگر آراء ساقیہ میں مشغول ہوں گے! (تفسیر قرطبی (۲۱:۳۴)

خلاصہ کلام اس تمام بحث کا یہ ہے کہ لبرل شاتم، قصد توہین سے پہلے ہی مباح الدم ہے! نیز اگر وہ اپنی توہین سے قانونی طور پر رجوع بھی کرتا ہے تو یہ باطل ہے کیونکہ وہ اپنے نظریہ استخفاف یعنی نظریہ لادینیت (لبرل ازم) پر اب بھی قائم ہے۔ جبھی تو وہ حکم زندیق میں ہے جن کی

ہم نے وجوہ خمسہ بیان کیں۔ یہاں یہ مقدمہ بھی نظروں سے اوجھل نہ ہو کہ یہ زندیق بھی عام نہیں بلکہ "لبرل زندیق" ہے جو نظریاتی اعتبار سے توہین مذہب کا قائل و معترف ہے۔ اس لئے یہ معلوم ہے کہ ہر لبرل استخفاف و توہین شرع کا نظریاتی طور پر قائل ہے نظریہ لادینیت، نظریہ آزادی اظہار، نظریہ نفی تقدیس کے سبب، جس پر ہم نے مذکورہ بالا سطور میں بحث کی ہے۔ پھر یہ لبرل اس عالمی عسکری و تہذیبی جنگ کا حصہ بھی ہے جو اس وقت عالمِ اسلام و عالمِ مغرب کے درمیان برپا ہے یوں یہ شخص مجرد شاتم نہیں بلکہ عادی شاتم ہے۔ پس ایسے میں یہ شاتم صرف شاتم ہی نہیں بلکہ ''زندیق لبرل''، ''عادی شاتم'' اور ''حربی کافر'' ہے۔ ایسا شخص تو سراپا مباح الدم ہے جس کی نمایاں ترین مثال اس دور میں بلوگرز ہیں۔ اس سیکولر و لبرل طبقہ فکر شاتم کی توبہ قانونی اعتبار سے ہزار بار قابل رد ہے! معاصر مفتیان کو بھی چاہیے کہ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور فقہی تلفیق و تساہل کو اختیار کرنے کے بجائے فقہ اسلامی کی تہذیبی عصبیت و فقہی تصلب کو اختیار کریں، لایجوز للمفتی ان یتساهل فی الفتوی (ادب المفتی والمستفتی: ۱۴۴) پس ان گستاخ رسول لبرل کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

پانچواں سوال

کیا عصر جدید کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور کیا مسلم معاشروں میں موجود ان اہل کتاب کا شمار اہل ذمہ میں ہوتا ہے؟ لہٰذا کیا آراء فقہاء بابت حدود و تعزیر اہل ذمہ کے تناظر میں ان کفار سے متعلق ہوگا؟

پانچواں جواب

اس وقت عالمی سیاسی، قانونی، تہذیبی حاکمیت مغربی طاقتوں کے نمائندہ ادارہ اقوام متحدہ کی ہے۔ اقوام متحدہ آزادی اظہار کی بنیاد پر سیکولر و لبرل قوانین کی تنفیذ کا عالمی سیاسی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ نظریہ لادینیت کو مغربی عقیدہ مساوات کے تناظر میں برتنے کا داعی ہے۔ ایسے میں اقوام متحدہ کے ادارہ کا یہ ہدف ہے کہ وہ مسلم معاشروں میں اسلامی قانون کی بنیاد پر نہ تو اعتقادی فرق

مراتب قائم ہونے دے اور نہ ہی اسلامی معاشرت کی بنیادوں پر تہذیبی فرق مراتب قائم ہونے دے۔ چنانچہ اگر اس حوالے سے مثال دی جائے تو یہ عالمی طاغوتی نظام ہر سال کمیشن برائے انسانی حقوق کی تحریری و تحقیقی رپورٹ (Human Rights Commission Report) عالمی استعماری طاقتوں کو پیش کرتا ہے، جس میں مسلم سماج کا تہذیبی وسیاسی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے کہ ان میں کس طرح مذہبی ایقان و تصلب نمود پا رہا ہے اور اس کا سیاسی وتہذیبی تدارک کیسے ممکن ہے۔ ابھی حال ہی میں اسی رپورٹ میں پاکستان کے حوالے سے قادیانی تکفیر کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ جب سب انسانوں میں مغربی تصور مساوات کی رو سے برابری ہے تو ریاستی تکفیر واقلیت کے کیا معنی ہیں؟! غرض یہ کہ عالمی سیاسی منصۂ شہود پر خلافت اسلامیہ نہیں بلکہ اقوام متحدہ کے اس عالمی استعماری مغربی دستور انسان پرستی (ہیومین رائٹ چارٹر) کا نفاذ ہے، ایسے میں سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد دنیا کے کسی خطہ میں اسلامی سلطنت موجود نہیں۔ اس لئے ذمی کی فقہی تجسیم وتنفیذ موجود نہیں، لہذا اس دور کے کفار اہل ذمہ میں سے نہیں بلکہ سراپا حربی قرار پائے ہیں!! علامہ محدث محمد الحسن بن علی بن المنتصر الکتانی رحمہ اللہ تعالی اسی اصولی حقیقت واقعہ کی تصریح فرماتے ہیں:

الذین فی بلادنا لا یسمون اهل ذمة، اذ الذمة لا تکون الا بوجود دولة إسلامیة تحکم بما انزل الله، وتقیم احکام الشرع فی اهل الکتاب .وهذا الحکم ارتفع منذ ازمان قبل سقوط الدولة العثمانیة ولم یعد.

"ہمارے ممالک کے یہود ونصاری کو اہل ذمہ نہیں کہا جاتا کہ ذمی کا وجود نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق خلافت اسلامیہ ہو جہاں قوانین شرعیہ اہل کتاب کے متعلق نافذ ہوں اور اس حکم (نکاح کتابیہ) کا ارتفاع بہت پہلے سقوط سلطنت عثمانیہ کہ ساتھ ہی ہو چلا تھا کہ جواب لوٹنے والی نہیں۔ (حکم الزواج من الکتابیۃ: ۱۹)

اس لئے ذمی وحربی کی تقسیم کا قاعدہ جب ہوگا، جب سلطنت اسلامیہ موجود ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پوری ملت کفر ایک ہی شمار ہوگی۔ جیسا کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہیں:

الکفر کلھم ملة واحدة.

کفر سب کا سب ایک ہی ملت ہے۔ (کتاب الآثار:۷۸۰)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی الحنفی بھی لکھتے ہیں

الکفر ملة واحدة.

سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔ (نبراس:۳۷۸)

ایسے میں اس وقت پورا عالم کفر ایک ہے اور یوں حربی ہے۔ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ غلبہ نظام کفر و نظام جزیہ نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ دور کے کفار حربی ہیں۔ امام شاہ احمد رضا خاں صاحب القندھاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کی ملت کفر کے ذمی ہونے کی نفی کچھ اس اسلوب میں فرماتے ہیں:

ہندوستان کے کافر ذمی نہیں، ذمی وہ کافر ہے کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہے اور جزیہ دینا قبول کرے۔ (فتاوی رضویہ، کتاب السیر (۱۱:۲۸)

حضور تاج الشریعہ پاکستان کے کفار کی بابت کیا لکھتے ہیں، ملاحظہ ہو

وہاں کے کفار حربی ہیں ذمی نہیں اس لئے کہ ذمی ہونے کی شرائط مفقود ہیں نہ وہ جزیہ دیتے ہیں اور نہ ان پر کوئی مذہبی پابندی ہے۔ پاکستان میں جس طرح مسلمانوں کو مذہبی آزادی ہے کافروں کے لیئے بھی ویسی ہی مذہبی آزادی ہے بے ضرورت مسلمانوں کا ان سے معاملات جائز نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ :انما ینھکم اللہ عن الذین قتلوکم (سورة الممتحنة : ۹)

انہیں قربانی کا گوشت دینا ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت۔

اوران کی عیادت کرنا بھی ناجائز ہے کہ کسی کی عیادت ایک طرح کی تعظیم وتکریم ہے اور کفار لائق تعظیم وتکریم نہیں بلکہ لائق اہانت ہیں۔(فتاوی بریلی شریف:۲۵۱)

اب باقی رہا سوال کا یہ حصہ کہ کیا اس دور کے یہ کفار اہل کتاب کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ خود کو عیسائی (اھل کتاب) کہنے سے کوئی اھل کتاب نہیں ہو جاتا ہے۔ چناچہ فتاوی سراجیہ کے حاشیہ پر تصریح ہے:

وھذا کانت تومن باللہ وتتدین بدین سماوی فی الواقع ولا تکون من الذین یسمون أنفسھم أھل الکتاب ولیسوا منھم ،إن کثیر منھم ینکرون الدین والآخرۃ فصاروا من الملحدین.

یہ جب ہے جبکہ فی الواقع کتاب اللہ پر ایمان لایا جائے اور ادیان سماوی پر یقین رکھا جائے اوران لوگوں کا خود کو اہل کتاب کہنے سے وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہو جاتے کہ ان میں سے بہت سارے قیامت کے دن کا اور دین کا انکار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ملحدین میں سے ہو گئے ہیں۔(فتاوی سراجیہ، کتاب النکاح:۱۹۵)

اس لئے عصر جدید کے تناظر میں تحقیقی موقف یہی ہے کہ جس طرح مغربی نظریہ لادینیت کے سبب آج کے یہ کلمہ گو زندیق کے حکم میں ہیں، بلکل اسی طرح یہ کفار بھی اہل کتاب نہیں بلکہ ملحدین کے حکم میں ہیں اور عیسائیت سے ان کی وابستگی اعتقادی نہیں بلکہ کلچری ہے۔ فقیہ العصر شیخ القرآن علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمہ اللہ تعالی اسی حقیقت واقعہ کی تصریح فرماتے ہیں:

آج کل عام انگریز اور میمیں دہریہ ہو چکے ہیں -عیسائیت پر قائم نہیں رہے، ان سے نکاح حرام ہے -وہ اہل کتاب نہیں ہیں صرف قومی لحاظ سے اپنے کو عیسائی یا یہودی کہتے ہیں، گرجے میں جاتے ہیں۔"(تفسیر نعیمی (۶:۱۲۹)

پس ایسے میں یہ کفار اہل ذمہ تو کجا اہل کتاب بھی نہیں بلکہ مسلم ممالک میں موجود ان کفار

کی ایک بڑی اکثریت کا مقصد استعماری وسیاسی ہے۔ایسے میں وہ کفار جو مسلم معاشروں میں گستاخی کی تحریک میں پیش پیش ہیں،ان کے پیچھے آپ کو ہمیشہ مغربی استعماری ولبرل این جی اوز نظر آئیں گی۔ایسے خالص لبرل حربی کفار پر فقہاء امت کے اہل کتاب واہل ذمہ سے متعلق قوانین کا انطباق صریح جہالت ہے۔یہ تو صریح متحارب استعماری جتھے ہیں جن کا مقصد ہی مسلم معاشروں میں فساد کو برپا کرنا ہے اور تہذیب اسلامی کو انہدام وانجار کا شکار کر کے یہاں مغربی افکار کو مسلط کرنا ہے۔لہذا کفار کا یہ مخصوص طبقہ مباح الدم ہے جیسا کہ امام فخر الدین بن عثمان بن علی زیلعی فرماتے ہیں: الکفر بوصف الحروب مبیح (تبیین الحقائق (۴:۱۷۳)

چھٹا سوال

کیا شاتم رسول کو انگریزی قوانین کے تحت قتل کے علاوہ کوئی اور سزا (مثلاً ملک بدر، وغیرہ) دلوائی جاسکتی ہے؟

چھٹا جواب

ہمارا ملت افرنگ کے نظریہ سیکولرازم سے نہ صرف سیاسی بلکہ اعتقادی اختلاف بھی ہے! ہمارے نزدیک ملت کفر کی قانونی حاکیت قبول کرنا شرک فی الحکم کی قبیل سے جس کے انکار کا حکم اعتقادی ہے۔

جیسا کے ارشاد باری تعالی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.

" کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا،وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس کا انکار کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی

گمراہی میں بھٹکتا رہے۔(سورۃ النساء:٦٠)

صدرالافاضل علامہ حکیم نعیم الدین مرآبادی الحنفی حاکیت طاغوت کی بابت عقیدہ اسلامی کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور حاکم قرار دینا شرک ہے۔(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن:۲۵۷)

چنانچہ امام شاہ احمد رضا خان القندھاری الحنفی سے جب یہ سوال ہوا کہ سلطنت اسلامیہ نہیں ہے تو کیا ہم زانی کو ان انگریزی عدالتوں سے کوئی اور سزا دلوا سکتے ہیں، اس پر آپ رحمہ اللہ تعالی نے سورۃ النساء ہی کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ کو پیش فرماتے ہوئے غلبہ قوانین کفریہ کی مذمت ونکیر فرمائی اور ساتھ ہی غلبہ وحاکیت شریعت مطہرہ شریف کے نظریہ کو کچھ ان جامع الفاظ میں بیان فرمایا:

"ہرگز نہیں سزا وہی ہے جو مطابق شرع ہے اور اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز۔

قال اللہ تعالی)(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ)وقال اللہ تعالی)(وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ.

(فتاوی رضویہ شریف، کتاب الحدود والتعزیر(۱۰:۵۹۳)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی فرنگی محلی الحنفی اپنے فتاوی میں تصریح فرماتے ہیں:

حق جل شانہ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے)

(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

پس ایسا قانون جو خلاف شرع کے ہو قبول کرنا اس کا اہل اسلام پر حرام ہے ورجو اس کے موافق عمل کرے گناہ اس کا مقنن قانون کی گردن پر ہوگا۔(مجموعہ فتاوی لکھنوی فرنگی محل ر ۲:۴۸)

علامۃ الہند استاذ العلماء علامہ معین الدین صاحب اجمیری نور اللہ مرقدہ شریف کا فتوی ملاحظہ ہو:

آئین گورنمنٹ کے متعلق اسلامی فیصلہ یہ ہے کہ وہ باطل وغلط اور اس پر عمل پیرا ہونا ناجائز وحرام۔ اسلام مخلوق کے کسی آئین کی تائید نہیں کرتا۔ وہ صرف اس آئین کا حامی ہے جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے ہے۔"(کلمۃ الحق عند سلطان جائر:۲۷)

شیخ الکل استاذ العلماء علامہ مفتی احمد حسن کانپوری، علامہ مفتی سید غیاث الدین اجمیری، مفتی محمد عظیم فرنگی محلی اور علامہ مفتی فقیر محمد غلام ابراھیم نقشبندی مجددی الحنفی کا یہ متفقہ فتوی ہے:

اس سے گورنمنٹ ہند کے قوانین جو بلکل مخالف شرع ہیں کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے) (وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورة المائدة: ۴۵) مبسوط سرخسی جلد عاشر میں ہے کہ اگر کافر بادشاہ پر کسی دوسرے کافر بادشاہ نے حملہ کیا تو ایسی صورت میں مسلم رعایا کا اپنے کافر بادشاہ کی طرف سے قتال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس سے شرک و کفر کی شوکت و عظمت ہوگی، جسکی اعانت حرام ہے۔ انتہیٰ (فتاوی امارات شرعیہ بہار ہندوستان (۱:۳۰۱)

شیخ التفسیر والحدیث علامہ عبدالحکیم شرف صاحب قادری لکھتے ہیں

آخر ایک سچا اور مخلص مسلمان کتاب وسنت کا آئین چھوڑ کر ایسے قانون کو کس طرح قبول کرسکتا ہے جس کی بنیاد یہودیوں نے رکھی ہو۔ (توضیح البیان لخزائن العرفان: ۱۰)

پھر غیر اسلامی نظام طاغوت سے ان کے فیصلے کے مطابق فیصلہ چاہنا تو باطل و ضلالت ہے ہی فقہاء ملت نے تو قاضی تک کے لئے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ وہ اپنے فیصلوں کی تنفیذ کے لئے غیر اسلامی طاغوتی نظام حکومت سے مدد چاہے۔ چنانچہ حضور سلطان الفقہاء تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان الازہری رحمہ اللہ تعالی سے یہ سوال ہوا کہ کیا قاضی اسلامی فیصلوں کے نفاذ کیلئے غیر اسلامی حکومت سے تعاون حاصل کرسکتا ہے؟ سلام ہے حضور تاج الشریعہ کی فقاہت و دقت نگاہ کو کہ آپ مغربی نظام کی لادینی تجسیم و تنفیذ سے بخوبی واقف تھے اور فریضہ اقامت دین کے اس بنیادی مقدمہ کا بخوبی ادراک رکھتے تھے کہ نفاذ شرع شریف کا مقصد غلبہ اسلام و اہل اسلام، زوال و اہانت کفر و اہل کفر ہے ایسے میں کفار سے حاکمیت شرع شریف کو قائم کرنے کے لئے تعاون چاہنا چہ معنی دارد!

حضور سلطان الفقہاء رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

"حدیث شریف میں ارشاد ہے: انا لا نستعین بمشرک ہم مشرکوں سے مدد نہیں

لیتے اورارشاد ہے: لا تستضیئو ابنار المشرکین مشرکین کی آگ سے چراغ نہ جلاؤتوان سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہےاورارشادربانی ہے:

لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اللہ.

کافروں کومسلمانوں پرکوئی راہ نہ دے گا،کافرمسلمان کوسزادےاس میں مسلم کی اہانت ہے۔تفسیرات احمدیہ میں ہے:

ولقد شاع ھذا الفساد فی زماننا فویل لکم یاایھاالمجوزون اولم تنظروا انھم کیف یعاملون مع المسلمین والمومنین والعلماء والصلحاء والسادات والقضاۃ کیف یضربون وجوھھم بایدیھم وارجلھم ویتصرفون معھم بانواع الاھانۃ والزل.

لہٰذااس صورت میں ان سے مدد نہ لی جائے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالی اعلم۔(فتاوی بریلی شریف:۷۸)

پس اس قصد شنیع سے بچنا چاہیے کہ گستاخ رسول کومغربی طاغوتی قانون کی رو سے کوئی سزادلوائی جائے کہ اول تو یہ ممکن نہیں کیونکہ مغربی اذہان عقیدہ آزادی اظہار رائے کے قائل نہیں ہیں اور دوم اس کی شرعاً بھی اجازت نہیں !امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ یہی ہے کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا سرتن سے جدا!اس لئے اگراسلامی عدالت موجود نہ ہوتو وہاں سنت فاروقی پرعمل کرتے ہوئے ایسے شاتم پرخود ہی سزاکونافذکردیا جائے ورنہ سیکولرنظام حکومت سے امیدرکھنا محض عبث ہے،جس کا ہم میں سے ہرایک شخص مشاہدہ بھی کرچکا ہے۔اس لبرل نظام حاکیت کا بنیادی مقصد ہی مغربی قانونی کے ذریعہ آزادی اظہار پرمبنی مغربی تہذیب کے جبرکوہم پرمسلط کرنا ہے کیونکہ علم،سیاست و عمرانیات کا یہ معلوم مسلمہ ہے کہ کسی بھی نظریہ تہذیب کواس کا قانون اورکسی بھی نظریہ قانون کواس کی تہذیب ممکن بناتی ہے،فتدبر!

ساتواں سوال

توہین رسالت کا مسئلہ جب فقہی واختلافی ہے تو اس کو علماء دین نے اعتقادی واجماعی مسئلہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ کیا واقعی یہ مسئلہ اعتقادی حساسیت کا حامل ہے؟ ایسے میں مذہبی طبقات کے اس تشدیدی رویہ کی شرعی توجیہ کیا ہے؟

ساتویں سوال کا جواب

اس زیر بحث مسئلہ پر جتنے سوالات ہیں، ان میں یہ زیر نظر سوال سب سے اہم ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ان نمایاں ترین فقہی مسائل میں سے ہے جو غلبہ باطل کے اس عہد میں فارق حق وباطل اور یوں از قبیل عقائد حقہ ہے! ہمارے اس مؤقف پر مندرجہ ذیل سطور میں بعض مقدمات ہائے علمیہ ملاحظہ ہوں:

(اولاً) رسالت مآب ﷺ سے عشق، محبت اور ان کی تعظیم وتوقیر، یہ ہمارے عقیدہ و ایمان کا حصہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.

بے شک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا۔ تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرو۔" (سورۃ الفتح: ۸،۹)

پھر سرور کونین ﷺ سے اس والہانہ تعلق کی کئی ایک جہتیں ہیں۔ مثلاً اسی اعتقادی محبت کی ایک جہت عقیدہ الحب للہ و البغض للہ ہے اور یوں شاتم رسول کو ٹھکانے لگانا اسی بغض للہ کا مظہر ہے۔ دوسری جہت یہ ہے کہ یہی محبت وعشق اس درجہ مرتبہ ایقان کو پہنچ جاتا ہے کہ ایک صاحب ایمان اپنے وجود کو اپنی اس محبت میں معدوم پاتا ہے۔ اس کے لئے سب کچھ اس کا نبی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ حالت شعور میں اپنے وجود کا مالک ہی اپنے اس محبوب کو پاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ.

یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ (سورۃ الاحزاب:٦)

چنانچہ فرد کو اگر اسالیب شنیعہ واسالیب سب کے ذریعہ مخاطب کیا جائے تو اس سے فرد میں ارتعاش کا پیدا ہونا فطری امر ہے کہ یہ عوامل بشریہ میں سے ہے۔ ایسے میں ایک صاحب ایمان جو سرور کونین رسالت مآب ﷺ کو اپنی نفس سے اولیٰ رکھتا ہے، اپنے اس قبلہ ایمان کے بارے میں اگر وہ شاتموں کا شتم سنے گا تو اس کی فکر و مزاج اور بدن کا ارتعاش کی تپش سے کھول اٹھنا یہ صرف عوامل بشریہ ہی میں سے نہیں بلکہ عوامل ایمانیہ کا بھی تقاضہ ہے! اس مقام پر خود قرآن مجید اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ایذا رسول کے موقع پر ایک صاحب ایمان کی غیرت ایمانی کس درجہ بے قرار و مضطرب ہو جاتی ہے اور یوں ایک صاحب ایمان کے جذبات ہی یہ ہوتے ہیں کہ اس موذی کو تو کجا خود اس موذی کی "نسلوں" تک کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے! یہ ہمارے جذبات ہی نہیں بلکہ اہل ایمان کی وہ معلوم و مسلمہ کیفیات ہیں جن کو قرآن مجید فرقان حمید بیان کرتا ہے۔ چنانچہ جب رسالت مآب ﷺ کو کفار مکہ نے نرینہ اولاد نہ ہونے کا طعنہ دیا تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ اعلان فرمایا کہ:

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ.

بے شک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ (سورۃ الکوثر:٣)

اسی طرح ایک اور موقع پر ولید بن مغیرہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نازیبا الفاظ کہے تو خدا تعالیٰ نے سورۂ قلم کی نو آیات کو نازل فرمایا، ملاحظہ ہو:

(نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ. مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ. وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ. وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ. بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ. اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ وَ ھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ. فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ. وَدُّوْا لَوْ تُدْھِنُ

فَیُدْھِنُوْنَ. وَ لَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ. ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ. مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ. عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ

قلم اوران کے لکھے کی قسم،تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے۔تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا۔وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔دُرُشت خُو اس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔(سورۃ القلم:۱تا۱۳)

اس لئے اہل ایمان کا یہ جذبہ غیض وغضب کے موذی ہی نہیں موذی کی نسلوں کو بھی زمین کی صفحہ ہستی سے مٹادیا جائے،یہ کیفیات قرآنی اسباق کی تعلیم ہیں۔پھر مقام رسالت تو بہت بلند ہے،تقدیس مقام ولایت کی عداوت وتوہین کس قدر شنیع فعل ہے حدیث قدسی صحیح بخاری کی روشنی میں ملاحظہ ہو:

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم :إن الله قال من عادی لی وليا فقد آذنته بالحرب.

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا تعالی اعلان کرتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرے تو اس کے خلاف میری اعلان جنگ ہے۔(صحیح بخاری)

چنانچہ جب ایک ولی کی بابت یہ اعلان ہے تو ایذا نبی کی بابت کا کیا اعلان ہوگا !پس ایسے میں ایک صاحب ایمان کی غیرت ایمانی (عناصر بشریہ وایمانیہ) اس کو اس امر حق پر ابھارتی ہے کہ وہ موذی سے ایذا کا بدلہ لے اور جب تک یہ بدلہ نہ لے اس وقت تک اہل ایمان کے قلوب کو طمانیت حاصل نہیں ہوتی اور صاحب ایمان کے سینے کو راحت وطمانیت نصیب نہیں ہوتی !

قرآن مجید فرقان حمید قلب کی اس ایمانی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ.

تم ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے دلوں کو ٹھنڈا کردے گا۔ (سورۃ التوبہ:۱۴)

یہاں بعض احباب قلت مطالعہ اور قلت تدبر کے سبب یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جب قرآن مجید کا بیان کردہ منہج ایمانی اس قدر واضح ہے، تو فقہاء امت نے ان ایمانی اسالیب کو توہین رسالت کے اس مسئلہ میں کیوں نہیں برتا یعنی قتل شاتم کو ایمانی اقدام کیوں نہیں قرار دیا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہ صرف فقہاء ملت سے سوءظن ہے بلکہ خود فقہ اسلامی کی فقہی ساخت وترجیح سے تجاہل ہے۔ فقہاء ملت کی فقہ الفروع عقیدہ کی فقہ الاکبر کے نہ صرف تابع ہے بلکہ اسی سے برآمد اور کشید ہوئی ہے۔ نیز جب فقہاء ملت کا سواد اعظم قتل شاتم پر ہے ہی متفق تو یہ سوال کچھ معنی نہیں رکھتا۔ باقی رہی یہ ظاہر پرستی کہ شاتم رسول کی سزا کے ایمانی پہلو کو فقہاء نے موضوع سخن کیوں نہیں بنایا؟ تو یہ سوال منابع پر قلت اطلاع کی غمازی کرتا ہے۔ حقیقت اس کے برخلاف ہے، بعض مشہور فقہاء ملت کی فقہی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ بدرالدین عینی محدث الحنفی فرماتے ہیں

(قال العینی و اختیاری فی السب ان یقتل.

ترجمہ

توہین رسالت کی صورت میں میری (ایمانی) پسند تو یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (ردالمحتار، کتاب الجہاد (۶:۳۴۶)

شیخ الاسلام علامہ علی مقدسی، محدث عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فتویٰ پر تبصرہ فرماتے ہیں:

وهو مما يميل اليه كل مسلم.

یہ وہ (فتوی) ہے جس کی طرف ہر مسلمان رغبت رکھتا ہے۔" (ردالمحتار، کتاب الجہاد (۶:۳۴۶)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی رقمطراز ہیں

نفس المؤمن تمیل الی مذهب.

صاحب ایمان کا نفس شاتم رسول کے قتل والے مذہب کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق (۴:۱۲۵))

مفتی بغداد علامہ شہاب الدین محمود آلوسی الحنفی اس بابت ایذا رسول و ایمانی اضطراب کے مقدمہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ان ایذا النبی ﷺ کفر وهذا ثابت قد نص علیه ائمتنا وافتوا بقتل من تعرض لذلک.

بے شک رسالت مآب ﷺ کو ایذا دینا کفر ہے اور یہ بات ثابت ہے۔ ہمارے ائمہ محققین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے اور ہر اس فرد کے قتل کا فتوی دیا ہے جو ارتکاب توہین کرے۔ (روح المعانی (۱۹:۲۵۰)

علامہ محدث ہاشم ٹھٹوی الحنفی ارباب اختیار کی دینی و ایمانی حس کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فاجبت بانه یجب علی ولاة الدین قتلها واعدامها وأنه لا تقبل توبتها فی حق سقوط القتل عنها.

میرا جواب یہ ہے کہ دین و ایمان کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ ایسی شاتمہ کو قتل کر ڈالیں اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیں اور قتل ساقط ہونے کی بابت اس کی توبہ قبول نہ کریں۔

(السیف الجلی علی ساب النبی:۱۰۹)

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی اس شاتم پر جو اپنی غلطی پر نادم ہو اور توبہ بھی کرلے اس کے بارے میں اپنا مخصوص مؤقف رکھنے کے باوجود اپنی اس کیفیت کا اظہار فرماتے ہیں:

وان کان لایشفی صدری منه إلا احراقه و قتله بالحسام.

گو اس (شاتم) کو جلائے اور قتل کیے بغیر میرا سینہ قرار نہیں پکڑتا۔ (رسائل ابن عابدین شامی (۱:۳۸۲)

پس اس شبہ کا بھی بخوبی جواب ہو گیا کہ فقہاء ملت توہین رسالت پر صرف قانونی بحث کرتے ہیں اور اس بابت کیفیات ایمانی سے اس کا ارتباط تسلیم نہیں کرتے، یہ مذکورہ بالا فقہاء احناف کی تصریحات اس اشکال کو رد کرتی ہیں۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی حفظہ اللہ تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق و الصواب

نبی کریم ﷺ پر کوڑا پھینکنے سے متعلق مذکورہ روایت تلاشِ بسیار کے باوجود کسی بھی حدیث یا سیرت کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی معتبر و مستند عالم دین کی کسی تصنیف و تالیف سے ملی ۔ یہ ویسے ہی بغیر نقل و سند لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے لہذا جب تک کسی معتبر و مستند کتاب سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے، اس روایت کو بیان نہ کیا جائے۔ باقی حسن اخلاق کا درس دیتے ہوئے ،اسی واقعہ کو بیان کرنا کوئی لازم و ضروری نہیں ہے، نبی کریم ﷺ جن کے اخلاق کریمانہ کو قرآن کریم میں خلق عظیم کہا گیا، ان کے حسن اخلاق کے بیشمار واقعات کتب سیرت و حدیث میں صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں وہی بیان کیے جائیں۔

والله تعالی اعلم

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

(۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ/ ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء)

عرب علماء کرام کے فتاوی

الشیخ فیصل الحفصی

(فیصل الحفصی)ـــــ(۲، ۳، ۱۵)

معذرة یا إخوان لازلت أبحث عن هذا الحدیث الذی هو فی هذه القصة .یروی أن یهودیا کان یؤذی رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یومیا، و کان یقف له فی طریقه إلی المسجد ویلقی علیه القاذورات ویضع الأشواک فی طریقه، و حدث أن مرض هذا الیهودی فافتقده رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدة، وعندما سال عنه قیل له أنه مریض، فذهب الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لعیادته مع جمع من أصحابه، و عندما فتحت زوجته الباب تعجبت من زیارة الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لزوجها بالرغم من أنه کان یؤذیه، فذهبت المرأة إلی زوجها الیهودی و أخبرته عن ذلک فقال: إننی لا أستطیع أن لا آذن له فی الدخول، و لکنی لا أستطیع أن أنظر إلیه خجلا، وعندما دخل علیه الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و أصحابه و ساله عن أحواله، کان الرجل یخفی وجهه خجلا من رسول الله (ﷺ)، و عندما رأی هذه الأخلاق من نبی الإسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أسلم الیهودی علی یدیه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ

معذرت اے برادر گرامی! میں اس حدیث کی تلاش میں رہا ہوں، جس میں یہ قصہ ہے
بیان کیا جاتا ہے کہ ایک یہودی روزانہ نبی کریم ﷺ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، وہ آپ ﷺ کے

مسجد شریف جانے والے راستے پر کھڑا ہو جاتا اور غلاظتوں بھرا کوڑا آپ ﷺ پر ڈالتا اور آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے رکھ دیتا تھا، رسول کریم ﷺ نے چند دن اس کو راستے میں کھڑا نہ پایا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے، اس کی بیوی نے جونہی دروازہ کھولا تو حیرت زدہ رہ گئی کہ رسول اللہ ﷺ اس کے شوہر کی طبع پرسی کے لئے تشریف لائے ہیں۔ حالانکہ وہ تو آپ ﷺ کی ایذا رسانی میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا تھا، بہر حال وہ اپنے شوہر کے پاس گئی اس کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بارے آگاہ کیا، اس نے کہا: میں یہ تو نہیں کر سکتا کہ آپ ﷺ کو اندر آنے سے منع کر دوں لیکن مجھ میں یہ بھی جرات نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ سکوں، بہت شرمندہ ہوں، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے آئے، طبع پرسی فرمائی تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے شرمندہ ہو کر چہرہ چھپالیا، جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ ملاحظہ کئے تو فوراً اسلام قبول کرلیا۔

شیخ حفصی کے پورے فتوے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔

الشیخ سامی تیمی

(سامي التميمي)(١٠،٩،١٠)

يقول احد طلاب العلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وبعد

هذه القصة لا نجد لها إسنادا في أى من المراجع، وهي مما يستعمله الوعاظ في كلامهم.

وعلامات البطلان واضحة على القصة

أولا: لم يكن ثمة يهود في مكة.

ثانيا: من قرأ السيرة جيدا يدرك أنه حتى في الفترة المكية كانت العصبية القبلية تأخذ مكانها في المجتمع القرشي حتى مع وجود دعوة الإسلام والنبي محمد بن عبد الله - صلى الله عليه وسلم - هو من قريش، وما يسيئه يسيئهم، وكانوا يحاربونه ويسعون لقتله أو قتل دعوته، ولكن بأيديهم هم، وما كانوا يتركوا أحدا يخلص إليه وإلا عيروا به أبدا الدهر فلا نتصور أن يتركوا يهوديا (حثالة) يفعل ذلك بالنبي صلى الله عليه وسلم.

ثالثا: لو كانت تلك القصة في المدينة فالمدينة كانت (دولة الإسلام) ورئيسها الأعظم هو النبي محمد صلى الله عليه وسلم الذي يطبق حدود الإسلام على اليهود أنفسهم كما نعرف من كتب السنة فهل يعقل أن يفعل يهودي هذا مع النبي صلى الله عليه وسلم؟

واخيرا أقول:

إن هذه القصة مختلطة بقصة اخرى شبيهة نوعا:

روى البخاري في صحيحه عن أنس أن غلاما يهوديا كان يضع للنبي صلى الله عليه وسلم وضوءه ويناوله نعليه فمرض فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم فدخل عليه وأبوه قاعد عند رأسه فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا فلان قل لا إله الا الله فنظر إلى أبيه فسكت أبوه فاعاد عليه النبي صلى الله عليه وسلم فنظر إلى أبيه فقال أبوه أطع أبا القاسم فقال الغلام أشهد ان لا إله الا الله وانك رسول الله فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول

الحمد لله الذی اخرجه بی من النار.

والله تعالی أعلم

(أرشیف ملتقی أهل الحدیث -۲تم تحمیله فی :المحرم ۱۴۳۲ـ =دیسمبر ۲۰۱۰م)هذا الجزء یضم: منتدی الدراسات الحدیثیة منتدی التخریج و دراسة الأسانید

ترجمہ

بسم اللہ اور حمد وثنا رب جلیل کے بعد

ایک طالب علم کہتا ہے کہ اس قصہ کی اسناد ہم نے مراجع میں سے کہیں نہیں پائی۔ یہ صرف واعظین کی بیان کردہ باتوں میں سے ایک بات ہے جو واضح البطلان ہے اور علامات بطلان قصہ سے ہی روشن ہیں۔

(ا) مکہ مکرمہ میں کوئی یہودی رہتا ہی نہیں تھا۔

(۲) جس نے سیرت پاک کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے اسے یقیناً اس حقیقت کا ادراک ہوا ہوگا کہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کے بعد قریش مکہ آپ ﷺ سے اسلام دشمنی میں لڑتے جھگڑتے، تشدد کرتے تھے، آپ ﷺ کو شہید کرنے کے درپے رہتے تھے، آپ ﷺ کی دعوت کو مٹانے کی ہمہ تن کوشش کرتے رہتے تھے، کسی مخلص مومن کو عرصہ دراز تک ستائے بغیر نہ چھوڑتے تھے، لیکن ان کے ہاتھ میں غم ہی رہا (یعنی وہ ناکام رہے) دوسری طرف قبائلی (خاندانی عصبیت) قریش مکہ میں اس حد تک جاگزیں ہو چکی تھی کہ جو چیز کسی غیر قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو غم زدہ کرتی وہ قریش کو بھی غمگین کر ڈالتی تھی۔ (اندریں حالات) ہم یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ ایک ادنی درجہ کے یہودی کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف جو چاہے ناروا سلوک جاری رکھے۔ (اور قریش دیکھتے رہیں)

(۳) اگر یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے تو مدینہ منورہ تو مملکت اسلامیہ کا دارالسلطنت

تھااوراس کے رئیس اعظم خود رسول اللہ ﷺ ہی تھے جنہوں نے اسلامی حدود کو یہودیوں پر عام کردیا تھا، جیسا کہ کتب سنت سے ہم جانتے ہیں۔ (ایسے ماحول میں) عقل سلیم یہ تسلیم ہی نہیں کرسکتی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک یہودی ایسا ناروا سلوک روار کھے اور ارکان حکومت خاموش دیکھتے رہیں۔ آخری بات میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قصہ ایک دوسرے واقعہ سے ایک طرح سے مشابہ ہے، جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کے لئے وضو کا پانی رکھتا تھا اور نبی کریم ﷺ کے نعلین اٹھاتا تھا، ایک بار وہ بیمار ہوگیا، نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، وہاں اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو وہ خاموش رہا، نبی کریم ﷺ نے اپنی بات دوبارہ دہرائی اور اس نے دوبارہ اپنے باپ کو دیکھا اس نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ کی بات مانو۔ چنانچہ اس لڑکے نے کلمہ شریفہ پڑھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ جب وہاں سے نکلے تو آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے کہ اس اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے اسے میری وجہ سے دوزخ سے بچالیا۔

واللہ تعالی اعلم

(ارشیف ملتقی اہل الحدیث (۲:۳۳))

الشیخ احمد بن عبداللہ

قصة اليهودى الذى كان يضع القمامة أمام باب النبى غير صحيحة منذ (۴،۵،۵ ۲۰۱)

كيف يُتصور أن يضع اليهودى القمامة على باب بيت النبى ويترك الصحابة القمامة إلى أن يضطر رسول الله لإزاحتها؟ ففى هذا انتقاص من توقير الصحابة للنبيمن اكثر القصص

انتشارًا قصة اليهودى الذى كان يضع القمامة على باب بيت النبى كل يوم فيخرج النبى ويزيح القمامة وينطلق، إلى أن جاء يوم لم يجد فيه النبى القمامة فسأل عن اليهودى فأخبره الناس بأنه مريض، فزاره النبى، فتفاجأ اليهودى وأسلم .هذه القصة لا أصل لها، لا أقول (حديث ضعيف)، بل لا أصل لها، أى لم يروها أحد من المحدثين أبدًا بالإضافة إلى ذلك فهى لا تصح من حيث المعنى، إذ(١)لم يخالط النبى اليهود إلا فى المدينة، حيث كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قائد المسلمين، و كان اليهود يكيدون للإسلام خفية فى ذل وصغار، لا يجرؤ أحد منهم على القيام بمثل هذا.(٢) كيف يُتصور أن يضع اليهودى القمامة على باب بيت النبى ويترك الصحابة القمامة إلى أن يضطر رسول الله لإزاحتها؟ ففى هذا انتقاص من توقير الصحابة للنبى(٣)هذه القصة يوردها الناس لضرب المثل لتسامح النبى صلى الله عليه وسلم والحق أن هذا ليس تسامحًا، بل ضعف، وحاشا رسول الله فالتسامح يكون مع من بدرت منه إساءة مرة من المرات كالرجل الذى جذب النبى من ثوبه وقال أعطنى يا محمد:أما أن يقوم يهودى خبيث بهذا الفعل ويكرره ويسكت عنه النبى ويكتفى بإزاحة القمامة، فهذا ضعف نُجل عنه المقام النبوى نعود فنقول:لو كانت القصة صحيحة من حيث الإسناد لبحثنا لها عن تفسير، لكنها لا تثبت أبدًا،جاء فى موقع (الإسلام سؤال وجواب :ونتبه هنا إلى زيادة اشتهرت عند كثير من الناس

• الیوم، أن هذا الجار الیهودی کان یؤذی النبی صلی الله علیه وسلم، ویضع القمامة والشوک فی طریقه والحق أن هذه الزیادة لا أصل لها فی کتب السنة، ولم یذکرها أحد من أهل العلم، وإنما اشتهرت لدی المتأخرین من الوعاظ والزهاد من غیر أصل ولا إسناد، والأصل فی المسلم الوقوف عند الثابت والمقبول، خاصة وأن متنها فیه نکار فیا إخوانی المربین!، ویا أخواتی المربیات الله الله فی سیرة الحبیب المصطفی صلی الله علیه وسلم والله ما لنا عذر ووسائل معرفة صحة الروایات من ضعفها منتشرة میسورةفی الصحیح کفایة عن الباطل والموضوع والمکذوب وأحادیث حلم النبی وعفوه وسمو نفسه کثیرة غزیرة یسهل استخراج دررها من کتب الحدیث الصحیحةأرجو ممن یقرأ هذا الکلام أن ینشره تنقیحًا لسنة الحبیب مما علق بهاوالسلام علیکم ورحمة الله

رابط المادة http://iswy.co/e151h9 :

ترجمہ

اس یہودی کا رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سامنے کوڑا کچرا ڈالنے کا قصہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دراز ے پر ایک یہودی کوڑا ڈالے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہ کوڑا پڑا رہنے دیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ خود اس کو ہٹانے پر مجبور ہو جائیں، اس میں تو نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے کوتاہی لازم آتی ہے۔ (جس سے وہ بری ہیں) اکثر پھیلائے ہوئے قصوں میں سے ایک قصہ اس یہودی کا بھی ہے جو روزانہ کاشانہ نبوی (ﷺ) کے دراز ے پر کوڑا رکھ دیا کرتا تھا، پھر رسول

اللہ ﷺ خود تشریف لاتے اور کوڑا اٹھاتے اور چلے جاتے تھے۔ حتی کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے راستے میں کوڑا نہ پایا تو یہودی کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ وہ بیمار پڑا ہے، تو آپ ﷺ نے اس کی عیادت فرمائی تو وہ یہودی فوراً مسلمان ہوگیا۔ یہ ایک قصہ ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

میں اسے حدیث ضعیف نہیں بلکہ لااصل لہ کہتا ہوں۔ یعنی اس کو کسی محدث نے روایت نہیں کیا۔ اور باعتبار معنی کے بھی چند وجوہ سے درست نہیں ہے۔

(۱) ایک تو اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو یہودی سے مدینہ طیبہ جا کر واسطہ پڑا جہاں آپ ﷺ مملکت اسلامیہ کے سربراہ حکومت تھے، اور یہودی اسلام کو کمزور کرنے کیلئے خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔ وہاں پر کوئی بھی یہودی ایسی حرکت برسرعام کرنے کی جرات بھی نہیں کرسکتا تھا (چہ جائیکہ وہ روزانہ یہ حرکت کرے)

(۲) اس لئے کہ یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے دراز ے پر کوڑا ڈالتا رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے وہیں رہنے دیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ خود اسے وہاں سے ہٹانے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں بے اعتنائی لازم آتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شایان شان نہیں ہے۔

(۳) اس لئے کہ اس قصہ کو جناب نبی کریم ﷺ کی چشم پوشی (تسامح) میں ضرب المثل کے طور پر لوگ بیان کرتے ہیں، جب کہ درحقیقت یہ تسامح (چشم پوشی) بھی ہرگز نہیں ہے بلکہ کمزوری اور نقص ہے اور رسول اللہ ﷺ نقص اور عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔ تسامح تو اس آدمی کے ساتھ برتا جاتا ہے جس سے کبھی ایک بار غلطی ہو جائے جیسے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو کپڑے سے پکڑ کر کھینچا اور کہا: اے محمد ﷺ! مجھے میرا حق دو۔ اس کے برعکس یہاں تو ایک ناپاک یہودی اپنا یہ ناپاک کام بار بار کرتا ہے۔ آپ ﷺ اس پر نا صرف خاموش رہتے ہیں بلکہ خود کوڑا اٹھا دینے پر اکتفا فرماتے ہیں۔ یہ ضعف، کمزوری اور عیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے مقام

نبوی (ﷺ) بہت بلند ہے۔

ہم دوبارہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قصہ اسناد کے اعتبار سے صحیح ہوتا تو ہم اس کی توضیح اور تفسیر سے بحث کرتے لیکن یہ کبھی ثابت ہی نہیں ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ

یہ ذہن میں رہے کہ یہی قصہ بعض مقامات پر عورت کے نام سے مشہور ہے جبکہ بعض جگہوں پر یہی واقعہ یہودی مرد کے نام سے مشہور ہے۔

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے فتاوی جات

دارالعلوم دیوبند

اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کے تعلق سے اکثر یہ دو واقعات بڑھیا کے سننے کو ملتے ہیں، ایک وہ بڑھیا جو اللہ کے نبی ﷺ پر روزانہ کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی اور دوسرا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک بڑھیا کا قصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سامان اٹھایا اور اس نے آپ علیہ السلام کے بارے میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا پھر جب آپ علیہ السلام نے اپنا نام بتایا تو وہ بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی وجہ سے مسلمان ہوئی ،ان واقعات کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دونوں واقعات کسی حدیث میں ہماری نظر سے نہیں گذرے کسی اچھے مورخ کی طرف رجوع فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

Published on: Nov 29, (Fatwa:134-136/B=3/1439

(# 155541 جواب)2017

مفتی توقیر بدر القاسمی

ڈائریکٹر المرکز العلمی للإفتاء والتحقیق سوپول دربھنگہ بہار انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس بوڑھی عورت کا واقعہ جو نبی ﷺ کے اوپر روزانہ کوڑا ڈالتی تھی پھر ایک دن بیمار ہوگئی اور نبی ﷺ اسکی عیادت کے لیے گئے۔

مجھے اس واقعہ کی تحقیق چاہئے برائے مہربانی جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(جون ۴۔۲۰۱۵ء)

الجواب

یہ ایک من گھڑت قصہ ہے کسی بھی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا ہے۔

اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام خاموش رہیں؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ کوئی عورت امام ابوحنیفہ کے گھر کے سامنے کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی اور اس واقعہ کو بدل کر لوگوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کردی۔

لیکن اس کا حوالہ بھی ہمیں نہیں ملا۔

یہ فتوی مولانا اصغر علی صاحب نے بھیجا ہے۔

مفتی عبدالباقی اخونزادہ دیوبندی

تاریخی بڑھیا

ہماری کتابوں میں کچھ ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں مرکزی کردار ایک لاچار بڑھیا کا ہوتا ہے اور امت کے سرخیل حضرات حضور علیہ السلام یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے ان کی خدمت گذاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس ایک بڑھیا کے کردار پر اتنی کہانیاں گھڑی گئی ہیں کہ بعض اوقات بیان کرنے والے بھی گڑبڑ کر جاتے ہیں کہ یہ کونسا واقعہ ہے اور کونسا سنانے لگے تھے۔

(۱) کچرہ پھینکنے والی بڑھیا

یہ واقعہ اس کثرت اور شدت سے بیان کیا گیا ہے کہ اب یہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے واقعات سے بھی زیادہ بیان اور اعتماد کیا جانے والا واقعہ شمار ہونے لگا ہے۔

واقعہ:

ایک بوڑھی عورت آپ علیہ السلام کے راستے میں کچرہ پھینکتی تھی، ایک بار جب کچرہ نہیں پھینکا گیا تو آپ علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت بیمار ہوگئی ہے، آپ علیہ السلام اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے تو وہ عورت آپ کے اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔

واقعہ کا حکم:

یہ واقعہ بالکل من گھڑت ہے اور ایسا نہ تو مکہ میں ہوا اور نہ مدینے میں۔

کچرہ پھینکنے کا اصل واقعہ

ام جمیل ابولہب کی بیوی مکہ میں کانٹے اور کچرہ آپ علیہ السلام کے گھر کے سامنے پھینکتی تھی جس پر آپ علیہ السلام فرماتے تھے (ای جوار ھذہ؟) یہ کیسا پڑوس ہے،

اور سورۃ اللہب میں اللہ تعالیٰ نے حمالة الحطب اسی عورت کے بارے میں فرمایا۔

(۲) مکہ چھوڑ کر جانے والی بڑھیا

یہ بڑھیا حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ ﷺ کی دعوت سے بیزار ہوکر مکہ چھوڑنے کیلئے گھر سے نکلتی ہے اور اس کا سامان اٹھانے والا بھی کوئی نہیں، حضور اکرم ﷺ اس کا سامان اٹھاتے ہیں اور یہ عورت شکریہ میں محمد ﷺ سے دور رہنے کی نصیحت کرتی ہے، لیکن معلوم ہوجانے پر مسلمان ہوجاتی ہے۔

واقعہ کا حکم

یہ واقعہ بھی کسی مستند کتاب میں موجود نہیں۔

(۳) سامان والی بڑھیا

یہ بیچاری بڑھیا سخت دھوپ میں سامان کے ساتھ بیچ راستے میں کھڑی ہے اور کوئی سامان اٹھانے والا نہیں، اتنے میں آپ علیہ السلام اس کا سامان اٹھا کر گھر پہنچاتے ہیں اور یہ عورت محمد ﷺ سے دور رہنے کا مشورہ دیتی ہے، لیکن معلوم ہو جانے پر مسلمان ہو جاتی ہے۔

واقعہ کا حکم

یہ واقعہ بھی کسی مستند کتاب میں موجود نہیں۔

(۴) وہ بڑھیا جس کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو خدمت کیا کرتے تھے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں ایک بوڑھی عورت کی خدمت کیا کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ کون کر کے جاتا ہے، اور بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ایسا کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس قصے کی نسبت علامہ ابن القیم کی طرف کی جاتی ہے، لیکن یہ نسبت درست نہیں۔

اس واقعے کی سندی حیثیت:

وهذه القصة لم يذكرها ابن القيم كما زعم الكاتب وهي مكذوبة لا أصل لها بهذه السياقة.

یہ موجودہ زمانے کے بنائے ہوئے قصوں میں سے ہے اور کتب احادیث میں ان قصوں کا کوئی وجود نہیں۔

خلاصہ کلام

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اس بات سے اعلی اور برتر ہیں کہ ان کے اخلاق کو ان کمزور اور من گھڑت قصوں سے ثابت کیا جائے.

آپ علیہ السلام کے اخلاق کی عظمت کیلئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے اعلان کیا (انک لعلی خلق عظیم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمادیا: خلقه القرآن

لہذا اس طرح کے قصے پھیلانے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

و الله اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

(۷ذوالقعدہ ۱۴۳۸)

علامہ زبیر علی زئی (اہل حدیث کا فتوی)

سوال

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عورت کوڑا پھینکتی تھی۔ ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر چلے گئے اس کے گھر کو صاف کیا۔ پانی بھرا تو وہ عورت آپ ﷺ کا اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔ (بحوالہ تعلیمی نصاب کی کتابیں)

الجواب

کوڑا کرکٹ پھینکنے والی عورت کا قصہ

یہ بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے۔ ہمارے علم کے مطابق حدیث کی کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔

دوسرا سوال

مروی ہے کہ ایک عورت مکہ کے اندر خریداری کے لئے آئی تو اس عورت کو کہا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے اس کی بات نہ سننا وہ جادوگر ہے، شاعر ہے۔ اس عورت نے گٹھڑی اٹھائی مکہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ادھر سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہ آپ کہاں جانا چاہتی ہیں تو اس نے بتایا فلاں جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان اٹھایا اور وہاں اس عورت کو پہنچا دیا تو وہ عورت کہنے لگی کہ تم اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں نصیحت ہے کہ یہاں ایک شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جادوگر ہے اس سے بچ کر رہنا۔ اس کی باتیں سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ تو عورت کہنے لگی آپ پھر غلط نہیں ہو سکتے چنانچہ اس عورت نے اسلام قبول کر لیا۔

الجواب

گٹھڑی والی عورت کا قصہ

یہ بھی بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے۔ اس قسم کی روایتیں واعظ نما قصہ گو حضرات نے گھڑی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ماخذ ومراجع

مسند ابن أبي شيبة : أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (دار الوطن - الرياض

المسند : الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

سنن الترمذي : محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى دار الغرب الإسلامي - بيروت

الجامع: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل اليمن (توزيع المكتب الإسلامي بيروت

تحذير الخواص من أكاذيب القصاص : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي: المكتب الإسلامي - بيروت

المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة : شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي: دار الكتاب العربي - بيروت

الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى : علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري دار الأمانة / مؤسسة الرسالة - بيروت

المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (دار الوعي - حلب

قيمة الزمن عند العلماء: لابي غده مصری مطبوعہ مصر

الجد الحثيث في بيان ما ليس بحديث : أحمد بن عبد الكريم بن سعودي الغزي العامري دار الراية - الرياض

كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس : إسماعيل بن

محمد العجلونی الجراحی: مکتبۃ القدسی، لصاحبہا حسام الدین القدسی -القاہرۃ
تذکرۃ الموضوعات : محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی إدارۃ الطباعۃ المنیریۃ
مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد
الشیبانی (مؤسسۃ الرسالۃ
مسند أبی داود الطیالسی : أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری دار ہجر - مصر
سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی
(دار الغرب الإسلامی -بیروت
کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی
خان القادری الشاذلی الہندی مؤسسۃ الرسالۃ
صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی،
أبو حاتم، الدارمی، البُستی (مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت
فضائل الصحابۃ : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی
مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت
سنن ابن ماجہ : ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید
دار إحیاء الکتب العربیۃ - فیصل عیسی البابی الحلبی
مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن
عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ
المصنف: أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (المجلس العلمی الہند
المدخل إلی السنن الکبری: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی،
أبو بکر البیہقی دار الخلفاء للکتاب الإسلامی الکویت
حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی

بن مهران الأصبهانی دار الکتاب العربي -بیروت
المعجم الکبیر: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی
مکتبة ابن تیمیة -القاهرة
البدع والنهي عنها: أبو عبد الله محمد بن وضاح بن بزیع المروانی القرطبی مکتبة ابن
تیمیة، القاهرة مصر، مکتبة العلم، جدة السعودیة
الجامع معمر بن راشد: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصری، نزیل
الیمن المجلس العلمی بباکستان، وتوزیع المکتب الإسلامی بیروت
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبو الحسن نور الدین علي بن أبي بکر بن سلیمان الهیثمی
(مکتبة القدسی، القاهرة
مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد
الشیبانی مؤسسة الرسالة
شعب الإیمان: أحمد بن الحسین بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی
، أبو بکر البیهقی مکتبة الرشد للنشر والتوزیع
جامع العلوم والحکم زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن
، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی دار السلام للطباعة والنشر والتوزیع
تاریخ الخمیس في أحوال أنفس النفیس: حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری دار صادر -بیروت
سبل الهدى والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (دار الکتب العلمیة بیروت -لبنان
تفسیر النسفی: أبو البرکات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (دار الکلم الطیب، بیروت
مسند أبي یعلى: أبو یعلى أحمد بن علي بن المثنى بن یحیى بن عیسى بن هلال التمیمی، الموصلی (
دار المأمون للتراث دمشق
صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری دار إحیاء التراث العربي -بیروت

البدایۃ والنہایۃ : أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی دار الفکر
إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون : علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبوالفرج،
نور الدین ابن برہان الدین (دار الکتب العلمیۃ - بیروت
المستدرک علی الصحیحین : أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم
بن الحکم الضبی الطہمانی النیسابوری المعروف بابن البیع دار الکتب العلمیۃ - بیروت
الخصائص الکبری : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی دار الکتب العلمیۃ - بیروت
التفسیر المظہری : المظہری، محمد ثناء اللہ مکتبۃ الرشدیۃ - الباکستان
دلائل النبوۃ لأبی نعیم الأصبہانی : أبونعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی ب
ن مہران الأصبہانی: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الطبقات الکبری : أبوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری،
البغدادی المعروف بابن سعد دار الکتب العلمیۃ - بیروت
إمتاع الأسماع: أحمد بن علی بن عبدالقادر، أبوالعباس الحسینی العبیدی،
تقی الدین المقریزی (دار الکتب العلمیۃ - بیروت
المعجم الأوسط : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم
الطبرانی دار الحرمین - القاہرۃ
الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام : أبوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ ب
أحمد السہیلی دار إحیاء التراث العربی، بیروت
(المستدرک علی الصحیحین: أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم
بن الحکم الضبی الطہمانی النیسابوری المعروف بابن البیع دار الکتب العلمیۃ بیروت)
السیرۃ النبویۃ: أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی
دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت - لبنان

سنن الدارمی : أبومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بَہرام بن عبدالصمد الدارمی، التمیمی السمر قندی (دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

معجم ابن الأعرابی : أبوسعید بن الأعرابی أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم البصری الصوفی دار ابن الجوزی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

التیسیر بشرح الجامع الصغیر زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری مکتبۃ الإمام الشافعی الریاض

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ : أبوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن أحمد بن شہاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی (دار الکتب العلمیۃ

سنن أبی داود : أبوداود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِستانی المکتبۃ العصریۃ، صیدا - بیروت

إنارۃ الدجی فی مغازی خیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن بن محمد المشاط المالکی: دار المنہاج - جدۃ

السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ : محمد بن محمد بن سویلم أبوشُہبۃ دار القلم - دمشق

السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی : أحمد أحمد غلوش مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع

فقہ السیرۃ : محمد الغزالی السقا: دار القلم - دمشق

دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی دار الکتب العلمیۃ - بیروت

الدرر فی اختصار المغازی والسیر : النمری، الحافظ یوسف بن البر دار المعارف - القاہرۃ

دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث

المغازی : محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبوعبداللہ، الواقدی دار الأعلمی - بیروت

عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر :محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سید الناس
، الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین دار القلم -بیروت
السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی
دار الکتب العلمیۃ، بیروت -لبنات
الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن
إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (مکتبۃ الرشد -الریاض
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: عبد الملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری
، أبو محمد، جمال الدین شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی وأولادہ بمصر
فتاوی شارح بخاری لشارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی
رحمۃ اللہ تعالی علیہ (مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی پاکستان
سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی
دار الغرب الإسلامی -بیروت
فتح الباری شرح صحیح البخاری : أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی دار المعرفۃ -بیروت
خلاصۃ الفتاوی لامام طاہر بن عبد الرشید البخاری مطبوعہ پاکستان
نسیم الریاض لامام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الصارم المسلول علی شاتم الرسول: تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام
بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الوطنی السعودی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
مشکوۃ شریف لامام خطیب تبریزی مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان
(تنبیہ الولاۃ والحکام امام ابن عابدین شامی مطبوعہ مردان پاکستان
تیسیر مصطلح الحدیث : أبو حفص محمود بن أحمد بن محمود طحان النعیمی :مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع
صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری دار إحیاء التراث العربی بیروت

الطبقات الکبری : أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری،
البغدادی المعروف بابن سعد دار الکتب العلمیۃ - بیروت
التیسیر بشرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین
بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری مکتبۃ الامام الشافعی - الریاض
کشف الخفاء ومزیل الالباس : إسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی العجلونی
الدمشقی، أبو الفداء المکتبۃ العصریۃ
فیض القدیر شرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن
تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری: المکتبۃ التجاریۃ الکبری - مصر
صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی دار طوق النجاۃ
فتاوی رضویہ لامام احمد رضا خان فاضل بریلوی مطبوعہ رضا فائنڈیشن لاہور
فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی دار المعرفۃ - بیروت
جامع البیان فی تأویل القرآن: محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی،
أبو جعفر الطبری مؤسسۃ الرسالۃ
ردالمحتار علی الدر المختار : ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی
الحنفی دار الفکر - بیروت
لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار : عبد الوہاب بن أحمد بن علی الحَنَفی، نسبہ إلی محمد
ابن الحنفیۃ، الشَّعرانی، أبو محمد (مکتبۃ محمد المليجي الكتبي وأخيه، مصر
فتاوی بریلی شریف از مفتی عبد الرحیم، مفتی محمد یونس رضا اویسی: مطبوعہ شبیر برادرز لاہور پاکستان
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ لشیخ الامام عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ لاہور
(المعدن العدنی فی فضل اویس القرنی لملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ: مخطوطہ
مکتبۃ الملک عبداللہ بن عبد العزیز السعودیۃ العربیۃ

الإبانۃ الکبری لابن بطۃ: أبوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری
المعروف بابن بطۃ العکبری: دارالرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض
(الجد الحثیث فی بیان مالیس بحدیث: أحمد بن عبدالکریم بن سعودی الغزی العامری دارالرایۃ - الریاض

عاشقان امام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے

عظیم خوشخبری

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات وسیرت اور آپ کی مجاہدانہ خدمات پر ایک انتہائی وقیع کتاب

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کی مجاہدانہ زندگی

اور موجوہ خانقاہی نظام

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

چار ضخیم مجلدات میں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے

مسئلہ ناموس رسالت پر ایک لبرل پروفیسر کے اعتراض کا جواب

قتل گستاخ پر

رسول اللہ ﷺ کا خوش ہونا

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے

مسئلہ ناموس رسالت پر لبرل وسیکولر طبقہ کے اعتراضات
کے دندان شکن جوابات پر مشتمل عظیم کتاب

اذان حجاز

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

دوسری بار انتہائی اہم مباحث پر مشتمل اور مزید اضافہ جات
کے ساتھ بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے
ہاتھوں میں ہوگی۔

اہل اسلام کو حرمین شریفین کے فیوضات وبرکات کے اصل ثمرات سے بہرہ ور ہونے اور وہاں جا کر بے ادبی سے بچنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے

حاضری حرمین اور سیلفی

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

بہت جلد چھپ کر منظر عام پر آرہی ہے۔

ناموس رسالت کے تحفظ اور لبرل اور سیکولر طبقہ کے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتاب
تمام مسالک اور عرب وعجم کے علماء کے فتاوی جات کے ساتھ

کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

کی دوسری جلد بھی جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

کی نئی آنے والی کتب

☆ مومن تکلف نہیں کرتا

☆ میڈیا کے نام نہاد دانشور

☆ حجاج بن یوسف اور یزید کے مظالم اور موجودہ حکمران

☆ مذہب کے نام پر سیاست کرنا کیسا؟

☆ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بچے

☆ بنو قریظہ کی باقیات

☆ تابعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں

☆ صحابہ کرام کس بات پر خوش ہوتے تھے؟

☆ کیا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ مبارک کالا تھا؟

☆ تبدیلی کیا ہے اور اصل تبدیلی کسے کہتے ہیں؟

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے غلاموں پر کرم فرمائیاں

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

☆رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مبارک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے عمل کیا کرتے تھے؟

☆صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپسی تعلقات

☆صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک عشق کا معیار

☆ترقی کی راہ میں رکاوٹ علماء یا لبرل؟

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی دیگر کتب

- عبادات رمضان اور اہم مسائل
- اسلام اور عورت
- تاریخ اہل سنت
- وعظ کرنے والی انگوٹھیاں
- اسلام اور کھیل
- میلاد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- قلم کا ادب
- میلاد سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- میلاد سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
- اعلیٰ حضرت اور سائنس
- کیا میلاد اور کرسمس ایک ہیں؟
- اسلامی معیشت
- طلع البدر علینا
- اپنے ایمان کی فکر کیجیے
- قربانی کے فضائل و مسائل
- غزوہ تبوک کا مبارک سفر
- صلوا علی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
- تحفظ ناموس رسالت اور جانور
- منافقین اور ان کی صفات
- کتاب الصوم
- اعلیٰ حضرت کے پسندیدہ کے واقعات
- مشکوۃ الجیلانی
- حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام کامل ۴ جلد
- مسجد ضرار اور اس کے نمازی
- دی میسج فلم اور ایمان کا زوال
- صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام/ کامل دو جلد
- دین میں سختی نہیں کا کیا مطلب ہے؟
- حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور عالمی انقلاب/ کامل ۱۲ جلد
- کیا کسی کی اصلاح کے لئے اس میں موجود نیکی پر طعن کرنا ضروری ہے؟
- کیا گیارہویں شریف صرف کھانے پینے کا نام ہے
- فرانسیسی خناسوں کا اصلی چہرہ اور اہل اسلام کے نام اہم پیغام
- اللہ کے نام پر اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرو
- عظمۃ حبیب الرحمٰن من تفسیر روح البیان
- کس دور کا مسلمان ترقی یافتہ ماضی یا حال کا؟
- حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
- ترقی کی راہ میں رکاوٹ علماء یا لبرل؟
- سیاسی جماعتوں کے ایمان فروش ورکروں کے نام اہم پیغام
- حضور غوث اعظم بحیثیت محافظ ناموس رسالت
- مذہب کی آڑ میں سیاست کرنا کیسا؟
- میڈیا کے نام نہاد دانشور
- اذان حجاز
- مسئلہ ناموس رسالت پر جعلی مشائخ کی مجرمانہ خاموشی
- حاضری حرمین شریف اور سیلفی

مکتبہ طلع البدر علینا

جامع مسجد غوثیہ ...